

رمیز الادب

انسو اور تنہا کے

مکتبہ کا زواری

لاہور

مشتب ددم، اہلست ۲۵۵

ناشر: چودھری عبدالحمید، ایف بی
مطبع: اردو پریس، قلعہ قند، لاہور
قیمت: انیس روپے

عزیز اور عزیز دوست

احمد علی قاسمی

کے نام !

ترتیب

مراکز

۲۸	سوسے پے	۱۵۵۵
۵۲	آتش اور شامست	۱۵۵۶
۶۲	شمال	
۹۸	مادر قوم	
۱۱۲	مترک	
۱۵۸	روان	
۱۸۲	سیکڑی	
۲۱۲	اور یوں مچا ہوتا ہے	
۲۳۸	کسی کی یاد	
۲۶۹	ثبیت و شفی - سفر	
۲۸۸	جنتی	
۳۰۰	غلاب گزینہ	

تخلیفات حضرت علی

سرگزشت

جس طرح زبانیں پہلے سرخس و سجو میں آتی ہیں اور ان کے قواعد و ضوابط پہلے میں
میں لکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح ادب اور دوسرے قرآن لطیفہ میں تنقیدی اصول فی تہذیب
تخلیفات کے بعد متعین ہوتے ہیں۔ مثلاً اس کے تخلیفات کارناموں کے محاسن اُن خطرات کو واضح کرتے
ہیں جن کی روشنی میں ہم بعد میں اس کے تخلیفات کا جائزہ لیتے ہیں تنقید کی بنیادوں
میں سے استوار ہوتی ہیں یہ نظریہ بات ہے کہ ارتقائی منازل طے کر لینے کے بعد
شعوری مشورہ نہ صرف تخلیفات کارناموں کے محاسن و مساوی کا جائزہ ہی لیتا ہے بلکہ خطرات
کے افق دریافت کرنے میں مدد بھی دیتا ہے۔ حسن کی تلاش اور تخلیق میں اس کی
مدد ملتی ہے اور خوب سے خوب تر کی جستجو میں اس کی رہنمائی جی کرتا ہے تنقیدی لٹریچر
کا ایک طرح تخلیق شاعرانہ روں پر اثر انداز ہوتے ہیں تو ساتھ ہی ساتھ ان سے متاثر
ہوتے رہتے ہیں تنقید کسی سائنس کے نظریہ یا قواعد و ضوابط تک محدود نہیں رہتی

لیکن اس کے ساتھ مسلسل بدلتے رہتے ہیں۔ کبھی کبھی فنکار انہیں توڑ بھی دیتے ہیں
 میں مرقوبہ تنقید ہی زاد چوں کو بدلتے دانتے اصول و نسخہ کرنے کا حق صرف غیر معمولی فنکار
 ہی ہوتا ہے جن کی عبادت کا جو اذھن نظریاتی اختلافات نہیں بلکہ خود ان کے تخلیقی
 اور اسے پرستے ہیں۔ ان کی تخلیقات میں ان محاسن کا وجود ہوتا ہے جن کی مدد سے ہم
 مستقبل کے چند محسوس دنیا پر جنہیں تنقید صرف پہچان سکتی ہے۔ یہاں انہیں کر سکتی ہیں جلی
 ان تکنیک کی کامیابی چند محسوس و مروجہ اصولوں کی پابندی تک ہی محدود نہیں رہتی
 بلکہ اس کا انحصار بہت حد تک اس بات پر بھی ہوتا ہے کہ فن کار اپنے مقصد کو اُپالنے کے
 لیے کون کون سا کامیاب رہا ہے۔ تنقید میں محسوس ہوں گی یہ نرمی اور لچک ڈرنے کے مسئلے
 ہیں اور بھی زیادہ اہم ہے۔ اس لئے کہ ڈرامے کے محاسن و مساوی کا صحیح انداز محسوس
 تکنیکی پیمانوں سے نہیں کیا جاسکتا۔ ڈراما اصول طور پر پڑھنے کے لئے نہیں بلکہ لکھنے
 کے لئے لکھا جاتا ہے اور اس لحاظ سے اس کا صحیح جائزہ قاری نہیں بلکہ قاری
 لکھتے ہیں۔ اس کو پہلنے کی اصل کسٹھن فنق اصول نہیں بلکہ سیٹج ہے۔ ایک
 ڈراما اگر سیٹج پر کامیاب ہے تو اس میں مروجہ تکنیکی اصولوں کے لحاظ سے خواہ
 فنی ہی کامیابیوں نہ ہوں، کامیاب ٹھہرا جائے اور اس کے برعکس اگر کسی ڈرامے
 کے وہ وہ میں قاری بالکل سب سے حس اور غیر مناسب ازانہ انداز سے منجھے ہیں تو ڈراما
 ایک ناکام تخلیق ہے۔ خواہ وہ فنی عناصر کے لحاظ سے کیسا ہی نکل کریں نہ ہو۔ اس میں کوئی
 شک نہیں کہ ڈراموں کی ایک نمونہ (Closet drama) ایسی ہیں جہاں جو لکھنے
 جانے کے لئے نہیں بلکہ صرف پڑھنے کے لئے لکھے جاتے ہیں۔ جن میں ڈراما نگار سیٹج
 کی پیش کردہ چیزوں سے بے نیاز رہ کر فنی تمام دھماکی سے قارئین کو اٹھا سکتا ہے جو ایک طرز

ہمیں کوئی چیز ہو سکتے ہیں جیسے ڈراموں میں کردار کی کشمکش، ڈرامائی مواقع کی گرفت، مثبت
 جذبات کا انداز، ڈرامائے کا عروج، مرکزی خیال کی اہمیت اور عظمت — یہ سب خصوصیات
 نکلنے سے زیادہ، اشادات کی منت کش رہتی ہیں جن کی مسلسل دخل اندازی ڈرامے کے
 نظریہ پر زور دیتی ہے۔ مگر اس کے باعث قاری کے لئے بہاؤات پر ٹھکن نہیں دیتا کہ وہ
 ڈراما نگار کے درمیانی رشتے سے بے نیاز ہو کر براہ راست کرداروں کا قریب میں کھٹے
 ہوں جی ڈراما پر جتنے وقت زندگی کی عبادت ہو رہا ہے اس میں کم برتا ہے جو اسے سچے ہو دیکھنے سے
 ہو سکتا ہے۔ پڑھنے جانتے کے لئے ذول زیادہ مردوں کا رہا ہے اس میں کوئی شک
 نہیں کہ ہر ڈراما پڑھا بھی جا سکتا ہے لیکن جیسا کہ ایک نقاد Howe نے لکھا ہے:

Drama is one-half a matter of visual
 demonstration: a blind man sitting in a
 theatre could take away only one-half of
 a true play's content; and to read the
 bare printed pages of a play is to be in
 the position of the blind man.

اردو ادب دوسری اصناف میں قابل قدر ترقی کے باوجود ڈرامے کے معاملے
 میں ابھی تک سنی مایہ ہے۔ اس کے بہت سے وجوہ ہیں۔ تاہم کوئی اعتبار سے اردو ڈرامے
 کا آغاز ایسے رنگ ناخوں سے ہوا جو قصہ و شعر کی ڈرامائی ترتیب سے عبارت تھے انہیں
 سچے کش کا انداز نہیں کے قدیم ترفوں سے متاثر تھا۔ ٹیکسی کی لمانہ سے یہ ڈرامے اس پر اسے

اور قریب نہیں۔ اسی ڈراموں کی خاص تفریق فرقیّت اور اس سے زیادہ ان کی ہمکنش
 اور مبالغہ افراط کی وجہ سے ڈراما لاطینی الجبہ ایسے طبقے سے مخصوص ہو کر رہ گیا، جسے
 شہرہ آفاق فنکاروں کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ اس تخصیص کا اثر یہ ہوا کہ ڈرامے کو بطور ایک فن کے
 مادی معاشرتی زندگی میں کوئی مناسب اور باعزت مقام نہ مل سکا جس کے باعث پیشہ
 نگاروں نے تھیٹر سے شوری اور غیر شوری طور پر اجتناب کیا۔

ڈرامائی ادب کو سیاسی اور معاشرتی پس منظر میں دیکھنے سے یہ بات غیر واضح نہیں
 رہتی کہ ڈرامے کے ارتقاء کے لئے قومی کردار میں مستعدی اور جفاکوشی کے عناصر کا ہونا
 ضروری ہے۔ ایسا معاشرہ جو سیاسی اور ذہنی لحاظ سے تہذیب و ترقی کا شمار ہو ڈرامائی ادب
 تخلیق و ترویج کے لئے سازگار نہیں ہوتا، مثلاً اٹلی کے قرون وسطیہ ادب میں گلیے
 کی طرف ہوا رخ بہت نظر آتا ہے۔ اس کے پس منظر میں وہی سیاسی کشمکش کا ہی سرور
 اور ذہنی بیاداری کا یہ فرماؤ تھا جس نے اس دور کے قومی کردار اور معاشرتی زندگی کے
 سبب بدلوں کو متحرک کیا۔ ہماری معاشرتی زندگی میں طبقاتی دشمنیت اور جاگیردارانہ نظام
 کشمکش کی وجہ سے ہر عہد پرانی ناکامی اور زندگی کی کماہمی کے احساس کا فقدان ہے۔
 ادب اور بالخصوص ڈرامائی ادب کی تخلیق کے لئے سازگار ہے۔

تفصیلاتی اعتبار سے اصنام پرست معاشرہ جس میں انسانی جبلتوں کو دینوں کے
 نام پر پکڑ کر تھپس ہے۔ ڈرامائی ادب کے لئے زیادہ سازگار ہوتا ہے۔ اس سلسلے کے
 بدلوں کے باوجود سماجی اعتبار سے تصادم کی ڈرامائی فرقیّت کو غمازی صورت اختیار
 کرتی ہے۔ قدیم یونانی اور رومن ڈراموں کے ارتقاء اور عروج کی غالب سبب سے پہلی
 وجہ یہ تھی کہ ان کے پس منظر میں ایک پھر ایک اصنام کا زوال ہوتا تھا جسے ڈرامائی بہادری

ہے اندرونی مناسبت تھی، ابتدا میں چونکہ ڈرامے کے تخلیقی پہلو کی نوعیت زیادہ تر تہری
 کی، اس لئے توجہ بہت معاشرے میں ڈرامائی ادیب کے امکانات ہمیشہ کم رہے ہیں شاید
 اس لئے کہ تعلیم و رضا کی کمر محاذات کے ڈرامائی امکانات کو دیکھنا اور سمجھنا ایسی
 نفسیات کو پیش کرنا ممکن نہیں رہا، جن کی زندگی سے متعلق اعلیٰ درجے کے ڈرامے
 تخلیق ہو سکتے ہیں، اور ڈرامے میں اولین گزشتوں میں بھی جنہیں باتا درد ڈرامے کا درجہ نہیں
 پایا جاتا، ہندی ویرا کا اثر موجود ہے، خود انسانی کی اندر بجا ہندی ویرا، لا اور تھوکی
 وایات کا اثر بھی ہے، اندر سبھا کا پس منظر دیوانائی ہے اور ٹیکنیک کے اعتبار سے
 علوم ناکم تھی سے بہت قریب ہے، اس لئے کہ سماجی شاعری میں تھی ہی ایک
 ہی مسکت تھی جس میں کہانی اور کردار کی سرور سے پیش آتی تھی، اور دوسرے ابتدائی ڈراموں
 کی تھی کا اثر بہت واضح ہے، ہر صورت ڈراما نگار کو اگر یہ نفسیاتی سہولت میسر نہ ہو
 اور اپنے داخلی احساس اور خارجی شہر کی کشمکش یا جہلوں کے باہمی و سماجی انداز سے
 عادم کو خارجی شکل دینے کے لئے دیوانائی میں خطر کا سہارا سے سٹکے تو پھر ہر ضروری
 ہے کہ اسے اپنے معاشرے کے فکام اقدار یا اپنی شخصیت اور تجربہ سے پوری آگاہی
 مل جس کے بغیر ڈرامائی احساس کا فکار اور اقدار ڈرامے کی تخلیق ناممکن ہے۔
 رہا سے ڈراما نگاروں کو ابھی یہ آگاہی نصیب نہیں ہو سکی۔

انسانی زندگی اور حالات کی تسامدات کے علاوہ اُردو ڈرامے کی سہولت
 ادبی کی ایک سیدھی سادی وجہ تعیض کا نہ ہونا بھی ہے، یہاں یہ محسوس کیا جاسکتا ہے
 کہ اسے ان ایسے ڈرامے ہی تخلیق نہیں ہوتے جو تعیض کو رواج دینے میں مدد دیں لیکن
 یہ پھر وہی آجاتی ہے کہ ایسے ڈراموں کی تخلیق کے لئے تعیض کے محرک کا ہونا لازمی

ہے۔ مختصر یہ کہ ہر فنکار دوسرا اثر ہے کہ اس کا اثر اس دور کے عرصہ سے جو وقت ہے جس
 نے لکھے گئے ہیں وہ تخلیق کے اعتبار سے (acted play) کہلاتے closet
 drama سے زیادہ قریب ہیں یعنی جو شیج پر پیش کئے جانے کی بجائے پڑھنے کے
 لئے زیادہ موزوں ہیں۔ بہت کم ڈرامے ایسے ہیں جو دونوں لحاظ سے موزوں ہوں انہیں
 درمیان سے ایسے ہی ڈراموں کا مجموعہ ہے۔

میدان ادیب کے یہاں closet drama کے تفصیلی اشارات کی تخلیق کو
 متحمل ہونے کی جگہ نہیں بلکہ مکالمے کی خصوصیت کو اہم قرار دینے کے لئے ہوتا ہے تخلیق
 ہر ایک کے لئے نہیں بلکہ اس مخصوص فنکار یا حامل کے پیدا کرنے میں مدد دیتا ہے جس
 میں کہ وہ دور کے متدوینان ان کی انسانی کیفیت اور ان کا انداز عمل واضح تر ہو سکے۔
 لیکن ڈراما کی تخلیق کے نقطہ نظر سے یہ اشارے ڈرامے کا وہی جزو نہیں ہیں یا تقاضا
 ہے کہ ان سے صرف تاریخی مستند ہو سکتا ہے۔ انہیں راہ راست شیج پر منتقل کرنا قریب قریب
 ناممکن ہوتا ہے۔ ایسے تفصیلی اشاروں کا پس منظر اگر ڈرامے کا فنکار ہی ہوتا ہے تو اس کی دست
 منظر پر شیج ہر ایک سے نہیں بلکہ مکالمے سے کی جاتی ہے۔ زیر نظر ڈراموں میں ایسے
 اشارات کا استعمال ڈرامے کی نوعیت سے ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے ہے۔ وہ نہ شیج
 ڈراما کی حیثیت سے متعلق ڈرامے ان تفصیلی اشارات کے بغیر بھی مکمل ہیں۔

میدان ادیب کے ڈراموں کی سب سے نمایاں خصوصیت ان کی سادگی اور ان کی افکار
 ہے۔ قریب قریب سب ڈرامے ایسے کہ دادوں سے مشتق ہیں جنہیں ہم روز دیکھتے ہیں۔
 ایسے واقعات اور حالات کی عکاسی کرتے ہیں جن سے ہم کسی وقت بھی درجہ ہر سکتے
 ہیں اور وہی تھے ان ڈراموں کے فنکار کی ترتیب نزدیک عظیم ان کا ہدف

[illegible]

"مگر یہ سچ ہے یہ ایسی ہی عام بات کہ سب جانتے ہیں۔ جب تک کہ اس
 کی غرض سے مجاہدہ نہ ہو تو اس سے فائدہ نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کی نظر میں
 یہ بات کہ اسے ملو کر بے نقاب کیا جائے۔ مگر اسے سب سے پہلے اس کی سچی بات
 کہ اس کی خیال کرو۔ وہ جو سچ ہے وہ وہی ہے۔ اس لئے اس کی سچی بات
 کہ اس کی خیال کرو۔ وہ جو سچ ہے وہ وہی ہے۔ اس لئے اس کی سچی بات

[illegible]

"نہر اور ستارے" کا ترجمہ "میں ہماری قوی زندگی کے ایک سہلی ٹکڑا ہر روز
 لڑکھٹے سے متعلق ہے۔" زیادہ تر قوی کا مسئلہ اور غمناک کا جو پہلے ساتھ رہتی تھیں
 یہ ستان میں کے آئی ہیں۔ ہمارے معاشرے کی ایک دلکش چیز ہے۔ یہ ہے کہ ہر شخص
 میں کئے گئے عمل کی طرف ایک اشارہ ہے، جیسا کہ مصروفیت سے طرز سے بڑا، تعمیر
 کے بعد کی مقامی صورت حال، اور وقتی آپ مغرب سے پیش نظر لیا گیا ہے اور اس کے
 وجود کو اس کی طرف ایک بار قہر کی مصدقیت ہے۔ جیسا کہ اس وقت کی مثال گزریں
 ہو۔ پہلا کیا ہے؟ یہ ہے کہ "تنبیہ کی دھمکی" یا "بہتر جہاں تک Suspense" کا
 تعلق ہے۔ یہ غیر ہے کہ "یہ باتیں نہ مل میں سے ہے۔" مثلاً "دارمیں سے قطعاً ملنے
 Suspense" کے تین بنیادی شرائط ہیں: "آئی ہیں جہاں وہ چاہیں تو ان کے ہاتھ آئے کے
 تمام کے، دست میں کچھ بھی نہ پاتا ہو۔" یہ کہ "سلسلہ سلسلہ" اور "وہی وہ جہاں
 سے کچھ نہ ہو۔" اور وہ اس کی تصدیق کرنا چاہئے اور تعمیر کی وہ جہاں "ابہام و اب
 حجب" کا بہتر کردہ حالات کا ہے۔ "ہوٹل کے کی بے بسی" اور "میں سے دور میں کا خطر
 ہے۔" سو درست ہے "Suspense" کی اس قسم سے کار پائیائے۔ "ڈراما" کے تحت
 "تھوڑے وقتوں کی کثرت" یا "ایک ہی صحنہ" سے دور اس کی کثرت کے بعد، پہلوں
 کے میں "سلسلہ" کے "رہی اور بعدوں سے" واضح کیا گیا ہے کہ "آئی وہ باتوں کو ان
 کے ذہنی کیفیت کو صرف یہ ملتا ہے بلکہ ان کی شدت کو "میں سے" کی "بے گار" کو
 "تو کتب" اور ان کی قابل "میں صرف سے" میں سے ایک ہے۔ "وہ تعلق" اور "انہی پہلو
 "وہاں ہے" اور ان سے "مستقبل" کو صرف جانتے ہوئے، ایک "ٹوٹا ہوا" اور "ایکے کی
 "وہاں پہلو" کوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ "وہ" کا "ایم" کو "کسی حد تک غیر متعلق" سے "ان

[illegible]

[illegible]

[illegible][illegible]

سے فنت جگر سے جتا اور یہ کہ تھوڑے سیٹے کے غلہ کا دنیا میں اور کوئی غریب نہیں ہے
 ہٹے سے اس دکان محنت کے اس پس منظر کی غیر موجودگی میں شاپ ٹریڈنگ کا آ
 اگر محوڈ کے ساتھ پر پھر لوگ تاسعاً یا نہ سرتا تو پروفیسر کے ساتھ جہاں کے
 فی سول کا تو عمل موجود مشورت سے بہت مختلف ہوتا۔ "محب گریہ پامیر میں
 یار کا مسلسل تکرار بھی غرضی تاثر کی اس کو گرنے کے لئے کیا گیا ہے اور اس دربارہ دار
 تکرار محض تکرار repelition نہیں بلکہ مسل امراء repeated emphasis ہے
 یہ نظر ڈالیں لی ایک نمایاں خصوصیت ان کے مزاحیہ حصہ کی لطافت و رت مشکل ہے
 اور یہ خصوصیت اس کی خاصہ اور بھی اتنی ہے کہ انڈیا کے تین مزاح کا مسیاد ہے
 فی عامیاد، اس کے علاوہ مقامات میں اس کی سادگی بھی ہے اس کی ذمہ داری
 جو مری میں ملتی ہیں بلکہ بہت سادہ ڈراما ہوں پر عمل ہے۔ یہ سب
 جیسے تھیں۔ وہ تہہ کی سادگی و سادگی ہیں۔ سادگی ہے۔ طریقہ کامیابی
 انسانی قدروں کی تکمیل اور بقا ہے۔ اس کا اندازہ علامہ کی نظریاتی مزاحیات کو پرا
 کے ساتھ ساتھ اس کی دینی سطح کو مدد دیتی ہے۔ ان کے ہر حصے میں سے نئے
 انسانی مزاح کا طریقہ نقلی شکل بدلتا ہے۔ غریب ماس ڈیٹلی بارٹری
 خود دہرا ہے۔ اس کے حکم زیر نظر ہے۔ میں اس ذمہ داری سے متاثر
 کسی کو دہرا دقت کے مضمرات پیدا ہوں سے یہ پائی گیا ہے جس کے منظر میں
 کی ایک مزاحیہ ہے۔ ان کے سنجیدہ مزاح کے بلکہ سیرٹری میں ایک
 سبب ہے۔ "اور میں ہی مرتا ہے" ایک عجیب Comedy of errors
 شانت دھرم "مسٹر" تین مزاح کی نوعیت غرض سے جو کسی کو یاد اور "جہاں میں

کا واضح ہے۔

انگریزی زبان سے میرٹھ اور تپ کے اسلوب میں فرانسیسی اسلوب اور ایک ٹھہری و
مل ٹھہری کیفیت ہے۔ اس میں اس کی شدت اور ہڈیوں کی گہرائی میں داخل نظم و ضبط ہے
ان کے مطالعے سے ہمیں آقا اور اوردان کی باہمی کشش کا اور ان کے اور شہر اور ہمارے سے کی
اور ان کے حالات و حالات سے آگاہ اور ہمارے سے زندگی کی پُر خلوص تصویروں کا
ہے اور اس طرح زندگی کی تمام متنوع کیفیات میں ایک خاص ربط و تعلق کا قیام ہے
اس میں اس طرح کے شہر کے باوجود ان دور میں ایک ٹھہری و مدت اور ہمارے
ان کی موجودہ سے حیات و حالات کے متعلق ایک مختصر و زیادہ تفصیل کا اظہار زندگی
بہت دور سے واپس آکر ان کے دور میں اس، فن و کسب اور اس سے حسین مستقبل کی
اور ہمارے سے آگے اس مستقبل کا کوئی وسیع اور غیر معمولی تصور پیش کیا گیا ہے
یہ کہ اس میں ضرور ملتا ہے۔

یہ مسکرت کیفیت ہمارے دور کی خصوصیت سے بہتہ آواز کے الفاظ ہیں
اس وقت دو دنیاؤں کے درمیان ہمارے دور کی خصوصیت ہے۔ ایک مٹتی ہوئی سنہ اور دوسری
نئی دنیا کے درمیان ہمارے دور میں یہ سال ایسے مستقبل کی طرف اہلکار
ہے۔ یہ ہمارے دور میں ہے۔ اس میں اس کی مدت اور زندگی کی مدت میں ہمارے دور میں
یہ سب لوگوں میں تقسیم ہوں گی جس پر ہمیں زندگی سے محنت کرے گا۔ وہ
کمال ہے۔ — وہ وقت آ رہا ہے۔

محرم سے پہلے

مکرم دار:

- سٹک مرد
- پختہ عورت

منظر

پیش کا دیر عرصہ مارکی میں ہے۔ وہ وقت نور آج سے جاں بگ عدت
 سنگ پٹاں ہا وہیں اتر کیسے ور کے ٹپ ہے۔ ذخیرے میں ڈوبل ٹول
 صحت کو عود رہے سے پٹک کے قریب ہو کھڑا ہے۔ اس کے دونوں پہلو
 فیلے میں۔ یہ وقت رات کا پھلا چہرے سے جو دھیر دھیر اکا۔ یہاں پوری آہلی
 ہے۔ ہاتھ نہاں کی سنگوں میں پیریں میں جھک رہا ہے۔ اس کی ہنسی ہر کسی کو
 ہے۔ یہاں ہر گھر و اس سے رہا ہوا ہے۔ وہ ایک
 صحت پر عدت سے انھیں دے رہا ہے۔ اس کی اس پہلے گھومتی ہے۔
 یہ اس کی ڈور دور دور ہوا تک کھیت ہو جا۔ اس کی طرک طرک کا مہم جو
 سے۔ عہد کے اسی عالم میں گہرے ہوا ہے۔ اس کی اس سے رہا ہے۔ اس کے عہد
 صحت سے ہے۔ ہاں کہی قدر دور گھسی پیر کے۔ اس کے لاہور عہد ہوا ہے۔
 یہ اس کے عہد کے ہوا ہے۔ اس کے عہد کے ہوا ہے۔ اس کے عہد کے ہوا ہے۔
 اس کے عہد کے ہوا ہے۔ اس کے عہد کے ہوا ہے۔ اس کے عہد کے ہوا ہے۔
 اس کے عہد کے ہوا ہے۔ اس کے عہد کے ہوا ہے۔ اس کے عہد کے ہوا ہے۔

ما رہا ہے جو رنگ سے اس ہاکی میں بھی زماں مل رہا ہو وہاں سے
 عورت اپنا سر ڈال سے نہ پھر جس کی آنکھیں دم مجھ کو نکلیں پہ
 ریت سے دوستی میں کے مدد ہو جو تک پہنچا سے وہاں اس
 سے سب سے سوچتا ہے۔ ٹائیپ اس کے نور انجی مددی پر ایک ماہی
 بیٹری ہو رہا ہے۔ رہا ہے سادگی سے تو گھر پر اب تو اس سے
 نہ چہ ہو دیکھا عورت سرائی کی داہیں بائیں دیکھتا ہے۔
 دیکھتا ہے کہ ساری عورتاں ہے۔ سر پہ ڈالے ہوئے
 دو خشے ٹکی سے اوہ اور اس کے سر پہ ڈالے ہوئے۔ چپے اور دھواں
 دہری و بھرتی کی ہیں کے ایسے آغا سے
 ریت : دھواں کے طلب ہو رہا ہے بہت دیر سے آگے پہ
 ریت : (محمم عمر و ع) اس کی مطلب
 ریت : افسوس اب یہاں پہنچا رہا وہ سب کچھ ملے جا چکے ہیں۔
 ریت : (دور)
 ریت : وہ — اس گھر سے — نہیں ملے — یہ سے آگے ٹکڑے
 ریت : (دور)
 ریت : لا، سب کچھ ملے جا چکے ہیں۔
 ریت : کچھ بقیہ ہے اب اس پہنچا رہا ہے
 ریت : (دور و خاک کی گویا)

تھے ۔

گواہ : جس نے اس سے یہ خبر لے لی ہے وہ سب جانتے ہیں ۔
 حواث میں سے یہ ۔

عورت : میں نے یہ تو جانتی تھی کہ یہ سب جانتے ہیں ۔
 گواہ : میں نے یہ بھی سنا ہے ۔

عورت : وہ سب جانتے ہیں ۔ میں نے یہ سنا ہے ۔
 حواث : میں نے یہ سنا ہے ۔
 عورت : میں نے یہ سنا ہے ۔
 حواث : میں نے یہ سنا ہے ۔

گواہ : میں نے یہ سنا ہے ۔
 عورت : میں نے یہ سنا ہے ۔
 حواث : میں نے یہ سنا ہے ۔
 عورت : میں نے یہ سنا ہے ۔

گواہ : میں نے یہ سنا ہے ۔
 عورت : میں نے یہ سنا ہے ۔
 حواث : میں نے یہ سنا ہے ۔
 عورت : میں نے یہ سنا ہے ۔

عورت :- تو کیا میں گزشتہ دنوں میں سے وہاں جاؤں

یا نہ جاؤں؟

گوارہ :- ٹھیک رہے گی ہر جگہ اتنے بڑے کھانے کی کچھ بچے ہیں

بائیں والی رہے

عورت :- مجھے دیکھو آؤ گھوڑوں پر ۔ ۔ ۔ گھوڑوں پر

گوارہ :- ہر اس کی کیا عمر رہے؟ اسٹر ۔ ۔ ۔ اسٹر

عورت :- تمہارا وہی نزدیک نہیں ہے؟ اور اسٹر ۔ ۔ ۔ اسٹر

سب اسٹر ۔ ۔ ۔ اسٹر میں تمہاری عمر کیا ہے؟

اب میں مری ہوئی عورت اور اب چہرہ

گوارہ :- میں کہتا ہوں ۔ ۔ ۔ اسٹر سے کام نہیں لے گا

عورت :- مری ہوئی عورت سے اسٹر ۔ ۔ ۔ اسٹر

فرم ہے

گوارہ :- میں کا مطلب یہ ہے

عورت :- کیا ہیں ۔ ۔ ۔ اسٹر سے کچھ نہیں لے گا

اسٹر سے کچھ نہیں لے گا ۔ ۔ ۔ اسٹر میں دو چار باتیں کروں

میں نے اسٹر ۔ ۔ ۔ اسٹر سے کچھ نہیں لے گا

(اسٹر سے اسٹر)

عورت: تم نے اس میں میری چوڑی کی رنگ لکھی ایسا سا تو نہ سونا
(بچہ: کاجو اور لکیر، رو رہی تھی)

چوڑی: میں تو تمہاری نہیں تھی

عورت: یہ تو کیا ہے عدا

بچہ: تم ناخود بہشت جا رہی —

عورت: (خند کر) کیا تمہارا سلا میں ہے؟ اور یہ وہی ہے؟

بچہ: نہیں — دل میں ہے یہ ہے، وہ ناخود بہشت جا رہی ہے

عورت: یہی ہے نیلے سنے ہیں

چوڑی: ہاں مجھے دیکھو

عورت: اور ایسا ہے — ہاں تو تمہاری بہشت میں ہے، اس کے

ہیں — تم تو سب کو نہیں جانتے، یہ ہے، وہ تو کہتے تھے یہ وہی

تو وہی ہے۔ یہی ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ وہی ہے اور وہی ہے

چوڑی: تو چوڑی ہے؟

عورت: میں نے یہ دیکھا ہے کہ وہی ہے اور وہی ہے

بچہ: یہی ہے

چوڑی: چوڑی ہے

عورت: اس کی ہاں میں آتے ہیں، یہی ہے کہ وہی ہے اور وہی ہے

دقت ہی خوشوار طریقے سے لا ہمارے، نگراں یہ سرتی جوں اس طرح
تقدیر دقت صانع سرگلا نہ تھیں، ہم لا رو رہی تو کن ہے۔
چاہے تو رو رہے۔ — یہ دقت کسی نہ کسی طریق کٹ ہی جاسکتے۔
صرف باتیں پس پس رہے۔

حریت - دوس دوسوں میں دوس دوسے کی وجہ ملی کیا ہے۔ زندگی کے غماتے
 پہ موت کے سوا اور ہے کیا؟ اہم حقیقت ختم ہو رہی ہے اور اس کی
 جگہ دوسری حقیقت اٹھ رہی ہے۔ زندگی دوسرے دیا گیا
 سب سے بڑی حقیقت احساس ہے۔ یہ تحریر بال بال اوروں کو احساس
 پہنچانے کا ہے۔

صراط : کہاں سے پانی ؟
 غوریت : جیسا منہ لایا ہے ۔ ٹھکانے میں جڑا ۔ دوسری خیمہ میں جا چل محبت
 صراط : آقا سرائے

طوریست : دوسرا جیسا کہ ہی کے ساتھ مسجد بولگا انورہ والی طب غیرے
 کے قریب کشتی اوردو۔ چٹری کی روشنی میں مسجد (مسجد) اور
 احمد ادریدے ہیں جو کہ ہوتا ہے ایک میں دینی دارہ رہتا تو
 ایک طرف پڑتا ہے دوسری طرف ہے تھے روبرو پڑا سو مسجد دہلا
 روشنی میں آتا ہے اور کی تاب دہا تھا ہے ٹکی ٹاکی ٹاکی ٹاکی

مردانہ ہے اس

اگر اس میں خواب میں جاتی مردانہ ہے

عزیزت پر پتہ ہے

مردانہ ہے اس میں

عزیزت پر پتہ ہے

مردانہ ہے اس میں

عزیزت پر پتہ ہے

مردانہ ہے اس میں

عزیزت پر پتہ ہے

مردانہ ہے اس میں

عزیزت پر پتہ ہے

مردانہ ہے اس میں

عزیزت پر پتہ ہے

مردانہ ہے اس میں

عزیزت پر پتہ ہے

مردانہ ہے اس میں

عزیزت پر پتہ ہے

گنہگار : دروازہ ۔ تم داندہ تاج پیر جو تہذیب سے ہیں سے لکھتے ہیں
 عارفانہ کی ساری ۔ مگر چہ در ۔ کہ در وین تہذیب سے اور ہر تہذیب سے
 یہاں سے لکھتے ہیں کہ اسے اپنا عہد میں با سہ و ہر سہ لکھتے ہیں
 اور یہاں سے ۔ میران لکھتے ہو سبکے ہیں

گنہگار : میں نے ٹیکہ ہے تو لکھتے ہیں تہذیب چہ در سے
 اور یہاں سے لکھتے ہیں ۔ چہ در سے لکھتے ہیں چہ در سے
 اور یہی اتنی ہی کے وقت سے لکھتے ہیں اور یہی لکھتے ہیں
 کہ اتنی ہی لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں
 لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں
 لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں
 لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں
 لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں

گنہگار : تو تم ۔ لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں
 لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں
 لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں
 لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں

عورت . کہ تو ایک چو .

لہرو . اور تم ایک طوفان .

عورت : اے . اے شہر کی مشہور طوفان زہرا .

لہرو . تو میں سن وقت چورنوں میں سب تک نہاں ہوں .

عورت : نہاں — (زانو پر گرتے ہوئے) مجھے کسے بعد —

میں شاید پہلی مرتبہ میری رشت میں ایک شخص میں ہی پہلے پہل ہے نہاں

— کائنات دنیا کا ہر انسان اپنے آپ کو انسان سمجھتا ہے ، اور میں ہے

یسا ہر ٹوہن — — — ایسا ہی نہیں لگتا .

لہرو . لیکن ہے اس کے زخماں یونہی ہے اس کی خوشی کی

ہر کچھ ہی عورت افسانہ کا ہے اس سے شہر کی طرف دیکھتی ہے .

لہرو . معلوم ہوا کہ تم سوچ نہیں کوئی سحر آدی — — —

کے کوئی سحر آدی تو نہیں کبھی جھوٹے کے لئے نہ کہتی . ہم لوگ

تو کہ نہ تو ہم نیچے دے — — — کای کے جسم پر چڑھتا ہے — — —

پھر کبھی کبھی انسان ہی مانتے ہیں

لہرو : کچھ بھی — — — ہم سے زندہ رہتے کائناتوں میں ہیں .

عورت : زندہ رہنے کائناتوں میں کس سے ہے .

لہرو : ہوسہ زار — — — ایسی کای سے تیرا میں کہ وہ ہے

۱۔ دھوکا دینے پر خوش سے دلاتا ہے۔

عورت کسی نے ہی کہا ہے کہ وہ جس میں ہزاروں آنکھوں کے ہاتھ
آسمان پر ہیں۔ میں نے وہ کہانی میں جو عرصہ ہزاروں غصے کا
بہاں تھا۔

مرد: اپنا دھی، کر ہی ہو گیا تھا، عیار نہ، یاد کرے تھے غلیف ہو گئی
عورت: میں کیا، وہ نہیں، میں تو ایک طرف کی طرح دھانسیاں اٹھا چکی
ہیں۔

مرد: اگر نہ کرنا۔ جو تو خود بخود سکون آتا ہے۔

عورت: یہ، ست انگلیں تھیں۔

مرد: میں نے اپنے، میں نے یاد کرے کی کوشش میں کی۔ میری، وہ کی میں
مرد: کب ہی نہ رہ سہے، حال نہ تھا، میں نے نہ کبھی سمجھے مگر کہ
مجھے زمانے کی طرف اٹھا سہا، نہ کبھی مستقبل کے بارے میں سوچا۔

عورت: میں بھی، ہی طرح، اپنے آپ کو مزید دینی ہی ہوتی تھی، کاش میں
ہیں سب کچھ دیا، تو اب — مگر اس وقت، اب میرے ساتھ!

مرد: (بے چینی سے) کیا ہو؟

عورت: دھی، مرد

مرد: یہی تو میں!

محرمیت : اس

محرم : ڈاکٹر کرنا اور

محرمیت : ڈاکٹر کرنا اور

محرم : ڈاکٹر کرنا اور

محرمیت : ڈاکٹر کرنا اور

محرم : ڈاکٹر کرنا اور

محرمیت : ڈاکٹر کرنا اور

محرم : ڈاکٹر کرنا اور

محرمیت : ڈاکٹر کرنا اور

محرم : ڈاکٹر کرنا اور

محرمیت : ڈاکٹر کرنا اور

محرم : ڈاکٹر کرنا اور

محرمیت : ڈاکٹر کرنا اور

محرم : ڈاکٹر کرنا اور

محرمیت : ڈاکٹر کرنا اور

محرم : ڈاکٹر کرنا اور

محرمیت : ڈاکٹر کرنا اور

مرد کیوں ؟

عورت یہ بات ہی نہیں ہمارے اس میں ٹھکر لگوا رہی ہے
ہر ہر کی طاقت ؟

مرد ، نہیں تو ۔

عورت : کہہ رہی ہوں کہ یہ وجود میں تھا ، عورتوں کا سوال یہ ہے کہ
کچھ پوچھا کرتے ہو ؟

مرد : کوئی بات ، نہ تو نہیں

عورت : شاید یہ پوچھا کرتے ہو تو میں طوائف بننے سے پہلے کیا تھی ؟

مرد : نہیں جیسا کہ وہی ۔ اس کے متعلق میں جانتی ہوں ، مگر

عورت : کیا یہی میں جانتی ہوں ؟ یہ تو اس وقت تھا کہ وہ
مگر رہتے ہو ؟

مرد : آج اسے مجھے نہیں ، نفس نہیں ہے ۔

عورت : تمہیں نہیں ؟ اس میں نہیں ہے اگر مست ہے ، اور گتھا ، پچھے ہو

مرد : میں نہیں جانتی کہ میں نہیں کہہ سکتا ، اگر نہ تو میں اس میں
موتیں کہ میں ڈاکٹر کر رہا ہوں ۔

عورت : ڈاکٹر — ڈاکٹر کیا کرتا ہے ؟

مرد : پھر بھی — عورت کسی قدر کم جانتی ہے ۔

اور بت : اب تعین مٹیں ہوگی۔ یہ عجیب کام نہیں ہوگا اور !

اور : عوام کو تعین کیا ہی ہو

اور بت : یہ کہنے والا دہلی میں رہتا تھا اور

اور بت : یہ کہنے والا دہلی میں رہتا تھا اور

اور بت : یہ کہنے والا دہلی میں رہتا تھا اور

اور بت : یہ کہنے والا دہلی میں رہتا تھا اور

اور بت : یہ کہنے والا دہلی میں رہتا تھا اور

اور بت : یہ کہنے والا دہلی میں رہتا تھا اور

اور بت : یہ کہنے والا دہلی میں رہتا تھا اور

اور بت : یہ کہنے والا دہلی میں رہتا تھا اور

اور بت : یہ کہنے والا دہلی میں رہتا تھا اور

اور بت : یہ کہنے والا دہلی میں رہتا تھا اور

اور بت : یہ کہنے والا دہلی میں رہتا تھا اور

اور بت : یہ کہنے والا دہلی میں رہتا تھا اور

اور بت : یہ کہنے والا دہلی میں رہتا تھا اور

اور بت : یہ کہنے والا دہلی میں رہتا تھا اور

اور بت : یہ کہنے والا دہلی میں رہتا تھا اور

شعبہ سرحد کی حدود بالکل ساتھ کھڑی ہے۔

سرحد کا نام

طوریست - ہمارا نقشہ پیری ٹماں کے ساتھ آگ ہے۔۔۔ میں سب بچ
دیواریوں -

سرحد کا نام طوریست ہے

طوریست - یہ کے سرحد کے یہ بھول جاتی ہیں کہ یہ سرحد کے میں
ہی ہے۔ تاہم جبکہ سرحد یہ ہے کہ یہ دیواریوں میں ہو
رہی ہے۔ دراب - یہ بھول جاتی ہیں کہ یہ سرحد کے
پہلے سرحد کے سرحد کے سرحد کے سرحد کے سرحد کے
ایک طرف سے ہے۔ یہ ہے کہ یہ سرحد کے سرحد کے
وہ سرحد کے سرحد کے سرحد کے سرحد کے سرحد کے
سے سرحد کے سرحد کے سرحد کے سرحد کے سرحد کے
وہ سرحد کے سرحد کے سرحد کے سرحد کے سرحد کے
جو سرحد کے سرحد کے سرحد کے سرحد کے سرحد کے

مزاروں انسان تھک رہے تھے۔ اس لئے خوبصورت مسجد کی ٹیڑھی ٹیڑھی گلیوں میں سے جہاں وہ شاد دھڑکتی ہوئی سیاریوں کی ہر گھڑی پتی ٹپکی ٹپکی لڑنے لڑنے کے ساتھ ساتھ راستہ میں ہر لمحہ تھکتے تھکتے گھر پہنچے۔

— دیکھو ہم کھانسی سے بہاؤ میں بیٹھے ہیں اور —

[illegible]

وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے دل سے اس کی طرف سے کسی شے کو
 کوئی شے نہیں لے کر لیا۔

عورت : اس میں

مرد : اب میں نے عورت کی شے کو اپنے لئے لے لیا۔ یہاں سے میرا
 تو یہ لے کر گیا تھا۔ کہ وہ میں نے عورت کی شے کو اپنے لئے
 لے لیا تھا۔ میں نے اس کی شے کو اپنے لئے لے لیا تھا۔
 لے لیا تھا۔ میں نے اس کی شے کو اپنے لئے لے لیا تھا۔

عورت : یہ پتہ

مرد : انھوں نے اس کے لئے اس کی شے کو اپنے لئے لے لیا تھا۔

عورت : یہ اس کی شے کو اپنے لئے لے لیا تھا۔

مرد : اس کی شے کو اپنے لئے لے لیا تھا۔

عورت : اس کی شے کو اپنے لئے لے لیا تھا۔
 میں نے اس کی شے کو اپنے لئے لے لیا تھا۔
 میں نے اس کی شے کو اپنے لئے لے لیا تھا۔
 میں نے اس کی شے کو اپنے لئے لے لیا تھا۔
 میں نے اس کی شے کو اپنے لئے لے لیا تھا۔
 میں نے اس کی شے کو اپنے لئے لے لیا تھا۔
 میں نے اس کی شے کو اپنے لئے لے لیا تھا۔
 میں نے اس کی شے کو اپنے لئے لے لیا تھا۔

مٹنے پر خوراک کے اپنی لئے تیار ہی ہے۔ وں تم کی باتیں وں وں
کو ریب و تی میں حرم و کچھ پریم و دھن میں غم کے پیٹ کو نہیں۔
اور یہ کہ وہ اپنے لئے تیار ہے۔ اور وہ اپنے لئے تیار ہے۔
اور وہ اپنے لئے تیار ہے۔ اور وہ اپنے لئے تیار ہے۔

مرد و عورت کے لئے تیار ہے۔ اور وہ اپنے لئے تیار ہے۔

عورت کے لئے تیار ہے۔ اور وہ اپنے لئے تیار ہے۔

مرد و عورت کے لئے تیار ہے۔

عورت کے لئے تیار ہے۔ اور وہ اپنے لئے تیار ہے۔
مرد و عورت کے لئے تیار ہے۔ اور وہ اپنے لئے تیار ہے۔
مرد و عورت کے لئے تیار ہے۔ اور وہ اپنے لئے تیار ہے۔

مرد و عورت کے لئے تیار ہے۔ اور وہ اپنے لئے تیار ہے۔

عورت کے لئے تیار ہے۔ اور وہ اپنے لئے تیار ہے۔
مرد و عورت کے لئے تیار ہے۔ اور وہ اپنے لئے تیار ہے۔
مرد و عورت کے لئے تیار ہے۔ اور وہ اپنے لئے تیار ہے۔
مرد و عورت کے لئے تیار ہے۔ اور وہ اپنے لئے تیار ہے۔

مرد و عورت کے لئے تیار ہے۔ اور وہ اپنے لئے تیار ہے۔

عورت کے لئے تیار ہے۔ اور وہ اپنے لئے تیار ہے۔

مرد : (دیکھ کر ہنس کر کہتا ہے) عجب بڑے آدمی ہیں ،
 عورت : (دیکھ کر کہتا ہے) بڑے بڑے آدمی ہیں ،
 مرد : (دیکھ کر کہتا ہے) بڑے بڑے آدمی ہیں ،
 عورت : (دیکھ کر کہتا ہے) بڑے بڑے آدمی ہیں ،

مرد : (دیکھ کر کہتا ہے) بڑے بڑے آدمی ہیں ،
 عورت : (دیکھ کر کہتا ہے) بڑے بڑے آدمی ہیں ،
 مرد : (دیکھ کر کہتا ہے) بڑے بڑے آدمی ہیں ،
 عورت : (دیکھ کر کہتا ہے) بڑے بڑے آدمی ہیں ،

مرد : (دیکھ کر کہتا ہے) بڑے بڑے آدمی ہیں ،

—

سائنس اور بتائے

مکرمہ

۱. طبی

۲. فکری

۳. فنی

۴. فنی

غیاث بچا۔۔۔ ۱۔

ڈاکٹر : کل بیسی نہیں دو ٹیپ دن میں ٹیک جو بنائے گا۔

غیاث : کتنا نہ دجو گیا ہے۔

ڈاکٹر : یہ تو بہ آہی ہے۔

غیاث : کوئی فکر کی بات نہیں ہے نا؟

ڈاکٹر : فکر نہ کیجئے میں نے کہا نا، جلد ہی ٹیک جو رہے گا۔ تو ٹیکے دینا

ہوں۔ وہی ٹپیں اور ٹیکہ دیا ہے۔ وہ تو تم کو ملے ہوگی۔

غیاث : جی ہاں۔

ڈاکٹر : اب درجہ کو ڈسپ میں ٹیسٹ : سفید تیل میں ٹا دیکھو۔

(ڈاکٹر نے خود ۲۰ دیرٹ ایسے دیا ہے)

غیاث : ڈاکٹر صاحب ڈو وڈو؟

ڈاکٹر : ایک تھوڑو دیر میں روٹھتے دنا

غیاث : وے وے وے میں

ڈاکٹر : خوف صاحب : پچھلے کاسٹ پک ہے۔

غیاث : میرا تو نہیں میں کاسے بہہ رہی تھی کہ میں سے تکی ٹیٹ

جتنی ایک عظمیٰ اس کو ہوتا ہے اس کے ہاں ہسپتال میں اس کے ہاں

مکے خور بعد مرگئی تھی : پچھلے روز میں ہسپتال د لوڑ نہ تھی

وہ جس سے پہلے تھے۔ اور وہ جس کو اس نے اپنا بھائی بنایا
 ہے آپ وہی ہے جس کو وہ سب سے پہلے
 ڈاکٹر، کتب، ہونے کی طرف سے ہے۔
 غیبت، یہاں سے ہے اور وہ سب سے پہلے ہے جو وہ ہے
 یہ تھا اس سے کہیں پہلے ہی نہیں۔

ڈاکٹر، یہاں سے ہے اور وہ سب سے پہلے ہے
 غیبت، یہاں سے ہے اور وہ سب سے پہلے ہے
 یہ وہ ہے جس سے پہلے ہے اور وہ سب سے پہلے ہے
 یہ وہ ہے جس سے پہلے ہے اور وہ سب سے پہلے ہے
 یہ وہ ہے جس سے پہلے ہے اور وہ سب سے پہلے ہے

ڈاکٹر، یہاں سے ہے اور وہ سب سے پہلے ہے
 غیبت، یہاں سے ہے اور وہ سب سے پہلے ہے
 یہ وہ ہے جس سے پہلے ہے اور وہ سب سے پہلے ہے
 یہ وہ ہے جس سے پہلے ہے اور وہ سب سے پہلے ہے
 یہ وہ ہے جس سے پہلے ہے اور وہ سب سے پہلے ہے

ڈاکٹر، یہاں سے ہے اور وہ سب سے پہلے ہے
 غیبت، یہاں سے ہے اور وہ سب سے پہلے ہے
 یہ وہ ہے جس سے پہلے ہے اور وہ سب سے پہلے ہے
 یہ وہ ہے جس سے پہلے ہے اور وہ سب سے پہلے ہے
 یہ وہ ہے جس سے پہلے ہے اور وہ سب سے پہلے ہے

بیاض

دیکھو کہ سے سے شل مانتا ہے عبادت و غیر
 دیکھتا ہے یہ قصور و گناہ کی سے در پہلے نہ دیکھے کے سرور کی
 پر گڑبڑ ہے اور کس کو گناہ میں نہ دیکھتا ہے
 صدوں آواز سے حق تعالیٰ پر سے جو یہ عبادت سے نہیں کرتا کہ
 میں پر سنا کے ملک و ملک غلامی کے سرور میں عبادت سے

ہیں نہ انداز علم ہیں سے

تقصیر کی : چپے گئے ڈاکٹر صاحب : کیا کیا نہیں ہے

بیاض : چہ کہ میں میں کہ سونے تو نہیں رہا

تقصیر کی : بھائی بھائی

بیاض : اگر سرور پر ہو : خود ہی یادوں کو : فریب پر گڑبڑ میں سے

تقصیر کی : اب کیا سنہ بھائی ہیں : کیا کیا کیا صاحب سے :

بیاض : اتنے میں دو ایک روز میں قیام ہو مانتا ہے

تقصیر کی : اب میں کیوں : میں میں تمہارے کہیں : میں میں کہیں کہیں

ڈاکٹر کے قیام و لا و باجہ تو ہیں گناہ کی

بیاض : میں میں کہیں کے : میں میں کہیں کہیں

تقصیر کی : تو میں میں کہیں کہیں

غیاث : آئی دینو، نیک حیل نہیں میں آیا ہے نہیں معلوم ہے کیا زاپی
 ہلکا کارن گئے، باہم سے مزید کر لیتی رہتا اس کی سالک کاروں
 قہر ہنری۔ ہمہ دلیں میں لگا کے مرقع پر بیٹا دوسرے کو تھپا
 کر سے مٹے، ج نیک گفت بال ادیب رہیں میں اٹھ پڑی ہیں۔ کاش نیلے
 عجب یہ معلوم ہو جائے کہ وہ زندہ ہے یا۔

صغریٰ : جانی جان اگر وہ زندہ ہو تو
 غیاث : زندہ ہو۔ — غم سے بوجھل پھیں اٹھا کر میں کو دیکھتے ہوئے، سب
 سے بڑا غم تو یہی ہے۔

صغریٰ : یہ محسوس رہے کہ کاشانی کو اس دلکشت حد پہنچا رہی ہیں، بھال بھال ٹائٹل
 لگا ہے بچہ اگل غیاث سر جھٹکے۔

غیاث : (دیکھ خیال میں) ذرا میں کہنے پڑے دکھ میں، نہائی کس طرح وہ سر سے
 ہمارے کوتاہ کر دیتا ہے کتنی سے درد کی کتنی حال لگے ہر بچہ میں نہائی
 سے آپ کا، شرف عقیدت لگتا ہے۔ — شرف عقیدت —

تجربہ کے انسان ہیں تو انسانیت رہی میں ہر

صغریٰ : جانی جان ڈر کر نہ کیوں کہ ہے ؟

غیاث : (چنگ کر، کیا برہم ہے تم سے) ڈکڑاؤں ڈکڑاؤں غار، اور
 مجھے کہہ بدایا ہے ڈر لگلا دینا۔ — دوا سے آ کر

غفری : آپ آرام لیجئے جہاں جوں اُمروں نے کئے
 کائنات : اہل سے آتا ہوں قریب ہی تو کسپن سہی ہے
 (غزلت لکھ کر سے کج جانا ہے۔ صوفی اُسے ہاتھ پٹنے دیکھتی ہے
 چہ بچے کے اُس مچھتی ہے ٹھیک کر لئے دیکھتی ہے و نرس پہننے جاتی ہے
 ہوا دینی کے گور جاتے ہیں۔ دہرہ دہرہ کے پانی سے جھانکے نور دیکھتی ہے
 شہر تیری سے اہل کے پس پہننے ہے)

نماز : (سرگوشی سے) کوئی ہے آج ؟

غفری : آواز۔

نماز : سو گئے۔

غفری : نہیں بچے کے لئے دوا جانے گئے ہیں

نماز : بھئی آہا نہیں گئے؟

غفری : دور دانا نہ نہ کر رہی ہیں۔

(نماز آواز آتی ہے۔ صوفی دور دورہ بدلوں کے چٹائی کا دیکھتا ہے نماز کو
 کر رہا ہے کمر دیکھتی ہے۔ چہ بچے کی بیٹھی ہے۔ رہی ہے۔ چہ بچے کو لکھتی
 سے دیکھتی ہے)

نماز : کیا حال ہے اب۔ لکھ فرق تو سرور ضرور ہے۔

غفری : اہل کوئی فرق ہے ڈرٹنے کا ہے۔ دوا اب۔ نہ لکھتا بل ٹھیک

مرد سے کہا۔

تمہارا بڑا بک بھی مرد ہے

عشقری: ٹیک رو رہے تھیں

تمہارا ۱۰ صنفی، میں بدھوں سے، پولی ٹری ٹیٹا ٹان سے

مذہب، ان سالوں تک تیار، جہاں ہیں بھوکوں کی

آئینہ سے چٹو چٹو جیسے، پس جوں ابھائے۔

عشقری: سب دروازہ بدست تو غیر فزنی مرد است کہ ہے اب ان کی

عشق میں تھو، اور عداوت سے ٹپکے پھل بیاد، و دالہ کر لپٹ کر سہ

پہلے جوش شے۔ جو میں ملک نہیں آس شے

تو ز: ملک ایک لڑ میں یاں لڑوں توں پر سے لے تو تھک دانا

سے، تو میں اور د میں لڑ میں

عشقری: ہر مرد اسی نے خراپے ٹپ کا کرم کئی ہو۔

تمہارا: عزم اپنے ٹپ کو عزم رکھتے تو دہ کیا سمجھ میں کچھ سوچتی ہوں

مرد، سے مار سے بہت لڑا ایک لڑا ہا رہی ہو رہی۔ ہی وقت

ایک تندریز ہر آسے، اور اس لڑو نہ سے دہ کر لے جانے، ہر

یاں آئیں سے میں اس مسند کے سے ہی عت سے ک آہ

ہر لکھا ہے۔ کئی ہا را دہ کی کہ آسہ میں ہیں، وہ لڑا

جس میں تین لکے دیئے۔

نصرتی : عاشق تیرا جو تیرا ہواں کے سینے میں جا لکے سینے میں نہیں معلوم ہو رہا۔

نہی ہاں وہ میں ہیں جو تیرا ہواں۔

نصرتی : سب مرد ایک جیسے ہوتے ہیں ایک ہی طرح سوتے ہیں، ایک ہی

طرح مل کر تے ہیں۔

نصرتی : ہاں طرح کہ ملتی ہو،

نصرتی : اب لکھ میں تم کی بہ حبیب مردوں کے ساتھ مردوں سے کیا

سوا کیا ہے تم اس سے واقف نہیں ہو !

نصرتی : جاتی ہوں سب مردوں سے لکھ میں تم سے لکھ سے پہلے

نہی ہوتے تھے کہ تمنا لی مانگ رہا، تیرے سے بہ لکھ کے موقع پر

ایک دوسرے کو لکھتے ہیں کہ تیرے سے جب وہ یہ لکھ لکھ رہے تھے تو

نصرتی : تو حق کہ میں لکھتے ہیں انہوں نے لکھ لکھ رہے تھے۔

نصرتی : اب وہ لکھ لکھ کے تھے وہ میں لکھ لکھ رہے تھے۔

نصرتی : تو چاہتا ہے کہ یہ وہ لکھ لکھ رہے تھے وہ میں لکھ لکھ رہے تھے۔

نصرتی : ہاں ! تمنا زور ہے کہ یہ وہ لکھ لکھ رہے تھے۔

نصرتی : اب وہ لکھ لکھ رہے تھے وہ میں لکھ لکھ رہے تھے۔

نصرتی : اب وہ لکھ لکھ رہے تھے وہ میں لکھ لکھ رہے تھے۔

تمسار : پناہ شرف کی جو — چاہتی ہو کہ میں زندہ رہوں
چاہتی ہو کہ یہ پہلی نصرت سے ٹھکانا کسی قہیم مانگے میں بیٹھ گیا ہو
عسقری : نہیں بھائی !

تمسار : تو پھر غامض ہو ایک لفظ بھی ثابت پر نہ لاؤ۔ اگر نہیں سچ لکچھیاں بنے
مگر اس سفر میں کس قدر کاحیاں سے تو مجھ پر وہ بھیب حورٹ مر چکی ہے
جو کسی تھاری بھائی جی جس کا نام مساز تھا

عسقری : آج اس سے کہا تھا اسان انسان پر کس بیداری اور شرف سے
فلم کرتا ہے۔ یہ پھر ہی انسان مچے آپ کو شرف عطا کرتا ہے
مگر تو یہ ہی تصویر اسوں سے دیر پر لگا رہی ہے۔ روزت
دیکھتے ہیں یہ دیکھنا عبارت کا تباراں کی نظریں پر پتے میں تھا یا
ہم تلاق کرتی رہتی ہیں، نہیں اچھی اس قہیم ہے کہ تم ایک روز اکھاؤں
نہت رہا، اگر اس میں اس بات کا علم ہو جیتے کہ بعض آئے وہ لیاں اپنے ساتھ اپنی
بہشتی کا بوجھ لگی آتھ کرے آتی میں اور میں میں غی حورٹ میں تھریا
جو مکی ہوں تو چہرہ کا روتہ ہلکے دل مانتے ہیں ان کی نظریں اذیات
خوشی کی فہرست پر نہ پڑیں جو یہ تصویر اس دیا پر آؤں رہے
بہر نہیں لکھیں سا لکھو گی، یہ بھی نہ سکتے۔

عسقری : لیکن یہ کس جرم کی سرا ہوگی ؟

نہ یہ اس جرم کی سزا ہو جسے ایک عورت نے بے کسی اور مجبوری کا ہاتھ
 ہے۔ تم لوگ جائزہ لے آگئے۔ مگر میرے راستے میں وہ نہ تھا، نشان پرچیاں
 تھیں کہ کھڑے ہو گئے پھر بھاگے۔ وہ دیواری میں بند کر دیا گیا۔ میں
 کیا لڑتی تھی، ایک سانس دیکھ کر عورت نے یہ کہہ کر مٹی اور پھر ایک بات
 سن کر بہت بے بسی میں آگئے تھے۔ پھر ان کی سرحد پر پہنچا تو میں اپنے
 دھوکے اور اپنی ساری کشتی میں سے جو کچھ تھی حسب باب و پرہیز
 میں خالی کر دیتی تھی، اس کا نشان ملک خورشید نے لکھا تھا کہ ایک
 مسیحا تھا، ایک کرب میں رہے، خود کی خدمت سے کل کر کے ختم
 میں لگیا تو میری ساری بڑائی، مٹا جاگ، مٹی و سب کا جذبہ میں کو فودہ
 سے پورے کر دیتی تھی نہ جانے کہاں گیا۔ اس کی معلوم نہ ہو سکتی تھی
 کہ وہ یہ تھیں میں تھا، جس میں تھا جسے حکم دیا تھا، میں تھا، میں تھا
 حسب مقتضی جذبہ میں تھا، میں تھا، اور انہوں کی کو دیا ہوں۔
 اس کے نتیجے میں وہ تھیں، ان کے لئے انہوں نے میرے میں ہر
 کی کاشی چھلکتی ہوئی تھی، کہنے کی۔ ایک دن تم کو تو جہاں میں تھی
 نہیں تم نے میری کافی مٹی اور لیر۔ میرے بچے کو سے دیا کہ اس
 طرح میں تھی اور میں ایک ملک میں تھی، ان کی یہ ایک پھر تھی
 مگر اس میں ایک عورت نے اپنے دل کی خاموشی کو کہیں سمجھ دی تھی۔ اپنے

جسے لہجہ دل سے ٹٹھے، کتے کریتے دیکھ رہی مری لکڑی مسرت اور
 سہاگے وریوں کی میل مری وریاں تھیں، یہ فاصلہ رشتہاں سے کیا
 تاک میں دسترس کے دور، بیت کو سے یہ پہل جوں کا

شغری: خیالی

نمناز: ایپ ہاؤس میں رہا، یہاں سے میں سے ٹٹے کر رہا ہے کہ اس کے صوفے
 جیسے ٹٹے میں سے چلی پاؤں تو رکم ایک حلقہ تو دار ہو جائے گا
 اچے رات کڑی مرتبہ یہاں آئی ہیں وہ یہ سے یہ جیسٹ رانا ٹٹے،
 یہ ہڑنی تیار سے جہاں جہاں نے مجھے آخری رہا ٹٹہ پر ان تھی جیسے یہ پڑا ہو
 جوتے کا تو سے ٹٹے دیا۔۔۔ یہ کی بھی ہیں ٹٹے کی۔
 دگھڑی تھائی پور ٹٹہ دیا ہے

شغری: دھجی ٹٹہ ہارنگ

نمناز: جیسے ٹٹے کے نئے اور میرا ٹٹہ اردہ ہے پٹے کی میں میں بہتری ہے۔
 اسے پٹے کوئی میں ٹٹہ ہے پٹے ٹٹہ ہے

مجھے یہ ٹٹہ گرم ہے۔

شغری: کوئی جواب نہ دیتی مسرتا کہ غلوں سے ہنر

وہی ہے۔۔۔ وہی ہے کہ ہنر یہ ٹٹہ ہے

اچے ہنر ہنر (ٹٹہ) پٹہ ٹٹہ ہے

مغربی ذبیحہ و ماموش ترکہ بنادو۔

کھانا نہ کھائے نہ سنے دور وانی ویر غریب کی کوس کھیں میرے سینے لاطن و نیر
نہ صوب میں نہ آسمانے !

دور وانی کی طرف جانے لگتے دور سے ہر دستان لکھتے کھرا بچے سے رہتا
بیاض : (دہرے مغربی

مغربی ہی

بیاض : (دور وانی کیوں بند کر دیا ہے؟

(مغربی : (رونا و شادی نہ تھی نہ غصہ پر سے ہی جواز تھا نہ کوس
سے تنہا تھے ہیں چل سانی سے عورت کی ہیں سے غصہ دور وانی کھول سہے
بچہ دور وانی سے)

بیاض : (اندر کر) بچہ کیوں دور وانی سے؟

مغربی : (جاگ پڑا ہے۔

(بیاض دو تہال پر رکھ دیتا ہے اور ہتے پر ٹکھتا ہے)

بیاض : تم نے اٹھایا نہیں؟

مغربی : میں نے نہیں اٹھایا (غیث پچہ کو اٹھایا ہے)

بیاض : (چچہ میں ایک پڑا گھول دو

مغربی : ستر

دشمنی جو یہ کہ جو شامی سے جڑی اٹھوں کر پتے کے عرصہ پہنچتا ہے
مجھے دے دیں اور آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ کام کر لیں۔

غیاث : آپ کر لیں

شعری : چپ سہاٹے گا۔ لایہ نیچے رکھے۔

دشمنی کے نوکر میں خانی سے پونہ برس وراثت

غیاث : اندر سے پس باغ خواہش ہو گیا۔

شعری : آپ اسے چپ کرنے کا طریقہ نہیں جانتے اب آپ آرام کیجئے۔

غیاث : دو درگتے بعدوں دہنی ہو گی

شعری : دسے لوں گی

غیاث : سچا (دیو کی تپان پر سٹاپ ہو) ہوں یہ کیسے ہوئے سب کی خوشی

شعری : گھر کا ایک پہلی کسے ہیں چچا زگی

غیاث : جبرم اسی قسم کی گھڑی میں سے بتا کوہ طار کے وقت پر دہنی

شعری : پانچ باتیں ، دو گھنٹے صاف تار غور و فکر ہوتا ہے۔

غیاث : صحنی اندھا کر رہا ہے۔ میں یہ ہیں تو سکوں کا دوسری باکریاں سے

تو ہیں کیوں ، چٹا سب سے ہم کیوں اپنی بندہ ہو گئی

شعری : آپ ہمارے پیش کر سکتے ہیں۔ پد آج سے لی

غیاث : تمہیں مزید سے تو چاہتا ہوں ، بعد میں تو آج سے ہی نہیں ہونا

نہیں میں نے بنا دھڑ نہیں رٹا اب خاموشی نہ میری
 غیبت : متنازع

(متنازع خاموشی رہا ہے)

شعری : یہ کچھ ہیں نا سے نہی جان۔ میں کی باتوں ہیں۔ بھابی زہر
 سلامت ہاتھ میں لگی ٹکر — جان کی بات آپ باتیں ہیں۔ اس
 فساد میں عورت یہ جو حکم ہوئے من۔ یہ جس کی شان پیش میں کر سکتی ہے
 اپنے بچے کو اب غم نہیں ہے۔ میں یہ بچے سے پاک باکر سیتاں سے اٹھ لائی
 اور آپ ہے کہ یہ اس کے و مدد کرتے ہیں۔ — بھابی
 ایک سکس بن لکھ رہی تھی اور آپ کی غیر موجودگی میں اپنے کو دیکھتی رہی۔
 یہ بچہ تھا کہ ہے۔ — یہ لکھ رہی تھی کہ ہے جو اس نے اپنے بچے کو دی
 ہے۔ کیونکہ یہ مل دھار پہلی مہارت ہے۔

(شعری خاموشی ہو جاتی ہے۔ ہناؤ بچے کو گود میں اٹھاتی ہے)

وہ چپ چاپ اور وحشت کی طرف جاسے لگتی ہے۔

دست دے اٹھ کر سٹوٹا ہے۔

غیبت : متنازع بھابی ساٹھ کا تھو تو ہے جاؤ۔

(متنازع بھابی ہے۔ لکھ رہی ہیں)

یہ تمہاری چیز ہے سے یہاں میں بھابی سے دستم بھی تو بچے سے دیا کرتی

تھیں۔ میں تو سے یہ چیرا لگتا ہوں۔ یہ عجیب !

(عیادت پر نماز کی گود سے لڑنے کیسے سے لیا ہے)

نماز : آپ — (مسرت و حیرت سے وہ لہجہ کہہ رہی تھی)

عقرب : بیان ہاں ، — (تیزی سے اس کی طرف بڑھتی ہے)

(پردہ گر آہٹ)

شہنائی

کردار

- | | |
|----------------|----------|
| ایک بی بی عذرا | ○ سہیلہ |
| اس کا عروب | ○ چاندید |
| نہیدگی من | ○ معیلا |
| | ○ ٹیڈکٹر |

پہلا منظر

ایک چھڑا سا سادہ کمرہ، دیواری برقیوں کی آرائش سے بے نیاز ہیں
 صوبہ یکنایہ دیواری لگا لگا ٹکٹا سا سچا دروازے کے پچھلے ٹھوسے سے فنا میسے پر ایک
 بچہ اٹھ بیٹھا نظر آ رہا ہے لگا لگا دیواری میں ایک دیرینہ سحرشیں میں
 گھٹتا ہے، اس دروازے کے باہل سارے کمرہ دروازے۔ جس کی
 دوسری طرف اس کو رہنے والا باہر جانے کے لئے یہ دروازہ ہوتا ہے
 اس دروازے پر لٹکے ہوئے رنگ کا پردہ ہوا ہے۔ اس دروازے کے علاوہ
 کمرہ کی دیواریں ایک کھڑکی ہیں۔

جس وقت پردہ اٹھتا ہے ہم باہر کو ایک نہایت میں بیٹھے ہوئے دیکھتے
 ہیں، امید کی جا سکتی ہے کہ ایک خوبصورت آدمی ہوگا ہے جس کے چہرے کے
 ٹھوسے ٹھوسے منظر سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ وقت اپنے قصداً ہی
 مقرر ہوئی ہیں۔

تمام کی آواز کی گونج میں یہی ہے — باہر کے گونج کی
 گونج مٹی ہو رہی ہے۔

ناہید : اتنا جوتی ۔

جاوید : چوتی من کہاں ہے ؟

ناہید : پئی ایک سیل کے ان گئی ہے شادی ہے داں نہیں ہائی تھی ۔
میں لے مجبور کہ کے جیسا ۔

جاوید : کتنی محبت ہے تم دونوں بہنوں میں ۔

ناہید : دنیا میں شاید ہی کسی من کو ایسی من سے تھی محبت ہوگی جتنی سیدہ
کو لہو سے ہے ۔ یہ اندھی ہوں ، بٹکس اند مجبور مگر وہ سائے کی طرح میرے
ساتھ ساتھ رہتی ہے ۔ اگر وہ نہ ہوتی تو اں باپ کے فوت ہونے کے

بعد میرے تھے زندہ رہنے کا کیا سہارا تھا ؟

جاوید : اگر سیدہ نہ ہوتی تو شاید تم —

ناہید : یقیناً زندہ رہنے سے انکار کر دیتی ۔ ہر وقت پاروں طرت پہیلے
ہوئے گھرے اند میرے میں ساتس بیٹا — یہ بھی کوئی زندگی ہے

جاوید : کس وقت دیس آئے گی ؟

ناہید : شام کے بعد وہاں آجائے گی ؟

جاوید : شام کے بعد وہاں آئے گی — شام ہوگی ہے

ناہید : جاوید ! وہ آئے تو تم یہیں رہو میری خوش سیدہ کی خوشی ہے ۔

جاوید : یہ نہیں ہو سکتا ناہید ۔

آہستہ آہستہ کہہ رہے تھے کہ ہاں میں آؤں گا۔
میں نے کہا کہ تم نے کہا ہے کہ تم آؤ گے۔
میں نے کہا کہ تم نے کہا ہے کہ تم آؤ گے۔

میں نے کہا کہ تم نے کہا ہے کہ تم آؤ گے۔
میں نے کہا کہ تم نے کہا ہے کہ تم آؤ گے۔
میں نے کہا کہ تم نے کہا ہے کہ تم آؤ گے۔

میں نے کہا کہ تم نے کہا ہے کہ تم آؤ گے۔
میں نے کہا کہ تم نے کہا ہے کہ تم آؤ گے۔
میں نے کہا کہ تم نے کہا ہے کہ تم آؤ گے۔

میں نے کہا کہ تم نے کہا ہے کہ تم آؤ گے۔
میں نے کہا کہ تم نے کہا ہے کہ تم آؤ گے۔
میں نے کہا کہ تم نے کہا ہے کہ تم آؤ گے۔

میں نے کہا کہ تم نے کہا ہے کہ تم آؤ گے۔
میں نے کہا کہ تم نے کہا ہے کہ تم آؤ گے۔
میں نے کہا کہ تم نے کہا ہے کہ تم آؤ گے۔

میں نے کہا کہ تم نے کہا ہے کہ تم آؤ گے۔
میں نے کہا کہ تم نے کہا ہے کہ تم آؤ گے۔
میں نے کہا کہ تم نے کہا ہے کہ تم آؤ گے۔

جیاوید : کیسا ہیچ ۱

نماہید : جب سیدہ نہیں کرتی ہے — تو لیکن باتیں میں بائیں میں کھینکتی —
مگر تم کو کچھ نہ کہتے سوجھے اپنے دل کی گریہوں میں گونجتا ہر محسوس ہوتا ہے
جیاوید : میں ہر وقت تم سے دل کی گرائیوں میں جھانکتا رہتا ہوں ، میں سنتے ۔
نماہید : کیا اور کچھ بھی ہے ۔

جیاوید : کیا ؟

نماہید : جب تم میرے پاس ہوتے ہو تو مجھے محسوس ہوتا ہے ۔ تم کبھی جدا نہیں
ہوئے تھے ۔ مگر جب تم چلے جاتے ہو تو مجھے فطری ہونے لگتا ہے
جیسے تم میرا کسی دوسری دنیا میں چلے گئے ہو ۔
وہاں نہ آؤ گے

جیاوید : حالانکہ میں تم سے کبھی جدا نہیں ہوتا ۔

نماہید : آج ہماری ساتویں ملاقات ہے شاید ۔

جیاوید : اُن ساتویں ۔

نماہید : اور ہم کس قدر جلد گفتگو کر گئے ہیں

جیاوید : ہم میں گفتگو ہو ہی نہیں سکتی گفتگو اجنبیت کی علامت ہے اور ہم میں
ذرا اجنبیت نہیں ۔

نماہید : میرا مگر یہی خیال ہے ۔

اور پیر: نوروز انکس طرح سوچتے ہیں۔ ایک ہی قسم کی باتیں کر سکتے ہیں
 اور جب ہی نہ دیکھتے سے چیزوں کو پہچانتے ہیں اور جب کچھ دیکھتے ہیں
 یہ سب دیکھتے ہیں، انکس نہیں ہیں۔

اور پیر: میں جو کچھ دیکھتا ہوں۔ وہ تم ہی دیکھتی ہو۔ اسی سے آسمان کے
 نیچے بسنے والی دنیا میں نہیں ملے اس دنیا میں جو تار سے دل کے اندر رہے
 جو تار سے بسنے کے نہ بچھی ہوئی ہے۔ جیسے تار سے تار سے
 بن گئی ہیں۔ اور کہہ سکتے ہیں۔ یہ میری دنیا ہے۔ — میں تمہاری
 دنیا ہے۔ اگر میری نگاہیں میں تو کیا ہو۔ — اور تمہاری نگاہیں میں
 تو کیا ہو۔ — ہاں۔ — تم دونوں ایک ہیں۔ — اور ہمیشہ ایک ہیں۔
 جیسے: تم ایک ہیں۔ — یہ عطا دے دیتے ہیں۔ — کس قدر خوبصورت ہیں۔
 اور پیر: جب تم سے ملاقات نہیں ہوتی تو میری زندگی ایک ٹکڑے
 تاریک خاموشی کی منہ میں دھڑکتی ہوئی ہے، اور دل کی گڑبگڑ کے
 سوا اور کچھ ہی نہ تھا۔ تم آئے تو ان عطاؤں کو تہہ کی مل گئی۔ عمارت
 درگزی مل گئی جب میں نے پہلے قمار میں، کیڑی تھی تو یہ، نہ بلکہ
 بالکل کشمکش ہوئی۔ جیسے یہ کہ قدرت سے میری رہا میں تہہ کی ہے
 قدرت سے میرے سینے میں خون کی گردش کے ساتھ دھڑکتی ہے
 اور لاتے ہو پھر کی ہو

جہادید: سب کچھ جانتا ہوں۔

ناہید: یہ آواز سننے میں میرے ذہن میں کیسے مل جاتا ہے؟ — تو گل میں سے

سے ایک جھنڈی شکل نکلتی تھی

جہادید: جہنم کی تو ہو سکتی تھی،

ناہید: تم شاید یہ سن کر جھنڈی پڑو گے کہ میں نہیں کہہ سکتی دس شمالی کھاتے دو

شہزادہ کی جہنم میں

جہادید: مجھے معلوم ہے۔

ناہید: جب میں جی تھی تو میری ماں نے مجھے ایک کافی بنا دی تھی کسی دن

ایک دن میں شہزادی کو ایک دن میں بد کر رکھا تھا ایک دن دوسرے کو

یہ سب معلوم ہوئی تو وہ شہزادہ کے دوسرے دن میں کھانا کھا کر

دوسرے دن میں کھانا کھا کر دوسرے دن میں کھانا کھا کر

کو اپنے گھر میں لے کر رکھ لیا۔ ایک دن میں شہزادہ کے دوسرے دن میں

میں شہزادی کو اس سے مل گیا۔ ایک دن میں شہزادہ کے دوسرے دن میں

سے گیا۔ یہ شمالی کھاتے دو شہزادہ کے دوسرے دن میں

سے مجھے سب سے زیادہ یاد ہے

جہادید: یہ تو جی مجھے بھی معلوم ہے۔

ناہید: ایک بات مجھے پریشان کر دیتی تھی، میں سوچتی تھی کہ شہزادہ کے

کہاں تھا، آخر ایک دن میں نے پتی تانی سے پوچھ لیا۔ مانی نے جواب دیا
 افق کے اُس پار ایک خوبصورت ملک ہے۔ شہنائی بجنے والا شہزادہ
 وہاں رہتا ہے۔ اُس کے بعد میں کسی شہزادے کے خیالات میں غرق ہو
 گئی۔ ہم آٹھ تیر بجے محسوس ہو، اُس شہنائی بجنے والے شہزادے کو
 دیکھنا اُن کے پاس سے آئے ہو۔

انسانی کی تو زائد ہوتی ہے۔ اور میری دوستی لوگوں کے ساتھ تمام ہو جاتی ہے۔
 یہ وہ ہیں انکھیں تکی کے پاؤں پر تھکا تھا۔ سارا رنہ راں سے آیا ہوں۔
 یہ تو چہ کہاں سے کسے ہو؟

پیارے، جیسا کہ تھا۔ جس میں تپ رہا ہو گا
پیارے، ان کے سیدھے ہاتھ سے وجود کو صرف دیکھ کر کھنکھاتی ہے
پیارے، وہ جو تپا سے بچے۔ کون اسے برک نہیں ملتا۔ اب مال، وقت ہر
تپا سے بچے ہوا، تپا جتنے ان کے پاس سے، بچتے تھے، تمام گویا ہر گویا
بچے نہیں، جی نہیں۔

پیدا تھا۔ وہ بھی آرمی ہے۔ میرا اس کے پاس ڈیڑھ لاکھ روپے ہیں۔ اہم ہے۔
کیرا وہ ابھی اپنی سہیلی کے گھر پر ہے۔

یہ نہیں وہ اپنے گھر کے چور ہے۔ — میں نے ابھو رہی ہوں۔ وہ
قتلے سے نئے معائنے لئے جئے رہی ہے۔ — یہ وہ ڈاکو ہے پر ہر کسی

ناہید : وہ دوسرے کمرے سے غرور آواز دے گی۔

حاجوید : اب میں جاتا ہوں

ناہید : تو کب آؤ گے ؟

حاجوید : ال۔۔۔ یہیں۔۔۔ سی کمرے میں۔

ناہید : عمار یہ۔

۱) حمار یہ کسٹچی کے ایک کٹے میں چلا جاتا ہے، شمال کی آواز نہ جاتا ہے

۲) میرے سید کی آواز کی سے ڈی۔۔۔ اور۔۔۔ اب یہ کمرے کے اندر

تدروس کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ کمرے میں لڑائی آواز کھانٹا ہے

کب دو لوگوں کے سدرے کا پرٹا ہے۔ کشتی جرم آواز سے اب اسے کمرے

میں رہنمائی چلی جاتی ہے۔

ناہید : میرے پرٹے پر ٹپی ہے۔ میرے پاس کھڑکی اس کی طرف منظر آواز

دلجو ہی ہے۔ سید واکس ہاں کی ایک محکم صورت لڑکی ہے (

سید : ابی سرگئی نہیں آپ ؟

ناہید : نہیں تو۔

سید : ترکی کر رہے ہیں۔۔۔ بچے متحالی کھائیے۔ رشید : سید بھی کھانا

کے لئے۔

ناہید : اس وقت تو جی نہیں پہانتا۔

(سیدہ سحافی میزبانہ پر مکتوب ہے)

عیدہ: تو آپ کیلکسی تھیں؟

عیدہ: باتیں کر رہی تھی

عیدہ: کر میں سے دو تو یہاں نہیں ہے

عیدہ: کر میں سے نہیں —

عیدہ: تو پھر کس سے،

عیدہ: جادو سے۔

عیدہ: پھر وہی وہم باقی اس نے اس کی کینت سے کہ جی حال آپ کو

تہا نہ چھوڑے، نہ جانے کس دھات ہوئی تھی۔

عیدہ: میں نے ٹھوٹ نہیں لیا، عیدہ — ابھی تک اس کی آواز میرے کانوں

میں گونجنے لگی ہے۔ ابھی تک اس کے الفاظ میری زبانی گونگے ہیں۔

عیدہ: اس قسم کی باتیں آپ پہلے بھی کہہ چکی ہیں — یہ سنا ہے یا وہم ہے۔

عیدہ: یہ سنا یا وہم ہیں ہے

عیدہ: تو پھر کیا ہے؟

عیدہ: حقیقت۔

عیدہ: اچھا! اس کو سے میں کون اسکا تھا، سنا دے کر سے میں اریں ہوا

ہی، کوئی اتنے معلوم نہ ہوتا اور شرفیٹ پر کرنی کیونکر ہوتی ملتا ہے۔

نابیرہ میں چل کئی دن سیدہ میں سٹوٹو کی بار میں سے آتیں کہ چل ہوں
 آتے ہیں مٹا ہے اسے سے پیچھے، دستہ میں گورنر کی تم نہیں مٹتی
 نہ اترتا رہے مٹنے، اسے سے قیمت بدل نہیں سکتی۔

سیدہ: تو وہ یہ کہہ رہے ہیں
 کیا سیدہ: یہ میں نہیں جانتی۔

سیدہ: اسی بعض وقت آپ یہ کہہ رہی ہیں کہ سب سے بہتر ہے کہ
 تاہم سیدہ: جب وہ ٹھہری طرف آ رہی تھیں تو وہ کھڑی سے آتیں دیکھ رہا تھا
 نے بتایا کہ اب وہ ٹھہر کے باطل قریب آگئی ہیں۔ اب تو وہ اسے
 میں داخل ہو رہی ہیں تو اسے تو وہ چلا گیا۔

سیدہ: آخر میں یہ تو بتائے: وہ سونے
 کیا سیدہ: ہاں

سیدہ: یہ ام تو پہلے ہی آپ سے چکی ہیں۔

سیدہ: در کیا مٹا ہے: — یہ کی شکل

سیدہ: اس سے کہ اس کی شکل کچھ ہوئی، اس کے سبب سے، صورت
 مٹا ہے: اس کی آپ دیکھ سکتی

سیدہ: سیدہ: ایک مرتبہ تو مجھے ایک فائنس گاہ میں سے گئی تھیں وہ اس
 ہم سے مجھے، ایک عرصہ دکھایا، اور یہ تھا یہ ایک شہر عہدہ مازن تھیں یہ

جس میں سے اس شخص کے لئے چوبیس روپے دیا گیا۔ یہ شخص تین سو روپے پر
 اس شخص کو بیس روپے دیا۔ اس شخص کو بیس روپے دیا۔

سچی باتیں کہیں گے۔ آپ کو یہ بھی یاد دلانی چاہیے کہ اگر آپ کو کوئی بات یاد آئے تو فوراً کہیں۔

نا بییدہ ڈاٹنگ کی حق۔ اور جاوید کریم ہیں رکھو سکی۔ اگر محسن برکت
 مجھے سے جو فخر میں سے ہیں چاہت تھے، میں ان کی زندگی کی صورت
 دیکھنے کی ہے وہی تھی۔ اہل وہی تھی۔

سید: (بہ) +

تاریخ

سعدیو : خدا کے لیے اس دلوں سے طالع دیں ۔ ایسا نہ ہو یہ بڑھکے ہوئے
 بچہ ہی تہی جا ۔

* انیسویں: غیر مسلمین کے لئے

سچیدرو، جیہ سے وہ بڑا پیار ہے۔ کہا ہے اپنی سبیب سے دلکرب — لوگوں
میں گیارویں میں پہلے چھوٹی تھی جب دیکھا کہ انگریزوں کے
میں بند ہوئے ۔ امریکا سے بھی نکل کر رہی ہیں ۔

نہا ہوتا، دھڑک دھڑک کر پیٹ کے قریب سے غور سے جاتی تھی۔

سعیدہ : آپ باتیں کریں تو کسی — بچے ہی سہی رکھا ہے کہ لوگوں کی باتیں
 سن کر ٹھہرا جائیں گی — بچے ذرا سر جھری کر پھٹے گا۔
 ناہیدہ : بہتر !

(سعیدہ میں ڈانٹ پڑ کر دروازے میں سے جا کے گھسی سے دروازہ بند
 کر چکی کہ کب کا تین دہا دہی ہے کشتی پر تار کی جھیل جاتی ہے — چھوٹے
 مسیحے پر ٹھٹھ تار کی جھان رہتی ہے — ہلاکتیں بکاتے مسیحے
 ایک دم روشنی پھیل جاتی ہے — پر حجاب فاء ہے ریشیا پر ہوتی ہے
 روشن ہے ناہیدہ سر جھکاتے چنگ پر مٹتی ہے سعیدہ میں کی طرف مخاطب
 نکالیں صحنہ کیجی رہی چند)

سعیدہ : باہمی : رات کے تین بج گئے در آپ جاگ رہی ہیں
 ناہیدہ : تین بج گئے۔ تم کیوں جاگ اٹھیں ؟
 سعیدہ : میں سو رہی تھی — یوں ہی خوالی آپ جاگ رہی ہیں انکو کھل
 گئی لیمپ جل کر دلیلا — دقتی آپ مٹھی ہیں۔
 ناہیدہ : ابھی ابھی جاگ رہی ہیں۔

سعیدہ : کیوں باہمی !
 ناہیدہ : انکو کھل گئی۔
 سعیدہ : آپ کچھ سو رہی ہیں !

ناہیدہ: میری وجہ سے تمہیں کس قدر تکلیف ہو رہی ہے۔
سعیدہ: مجھے کیا تکلیف ہوگی! بس! سوچتی ہوں آپ کا وہم کیوں پیا رہی نہیں
جاسکتا۔

ناہیدہ: میں نے حمد کو کیا سے سعیدہ۔

سعیدہ: کس بات کا حمد۔

ناہیدہ: تم تکلیف ہی کہتی ہو — واقعی ہاویہ کا آنا اور باتیں کرنا

عرب وہم ہے — یا سہنا۔

سعیدہ: ہاویہ تو میں مسرت اور نشاط، ناہیدہ!

ناہیدہ: اور میں نے حمد کو یہ سہنا کہ میں وہم کہ دل سے سناں دھواں

سعیدہ: بہت اچھا کر رہی۔ دینی آپ!

ناہیدہ: تم جو کہتی رہتی ہو سرور —

سعیدہ: میں یہ کہتی رہتی ہوں کہ آپ خواہ عوام اپنے آپ کو رنگ لگا رہی

ہیں اس کو کس کمر سے میں ہی رہا ہے۔

ناہیدہ: سنیں جاؤں گی — اب اس شہساز کو چھوڑ دو۔

سعیدہ: بہتر مائی!

ناہیدہ: نیک نہیں آتی۔

سعیدہ: تو باتیں کرتے ہیں۔

ناہیدہ : اس وقت وہ تھی پتا سب کو کمان سنوں۔
 سعیدہ : ہاں سہروں ، دیکھ کر کئی سنائی ہوں جتنے کچھ ہیں آپ
 ڈب ڈب سے ٹکارتی ہیں شنائی بھانے وہ تہزاد سے کمان
 — ایک دیوئے

ناہیدہ : سعیدہ !
 سعیدہ : کیوں ہتی ،

دور سے شنائی ک
 کہ رستہ لگتی ہے

ناہیدہ : پر کمانہ ٹو بند کر دو یہ کمانی۔
 سعیدہ : بچا ، مگر کیوں —
 ناہیدہ : کیوں ، میں کیا بتاؤں — چلو سو رہی — فیدآ
 جواسلہ کی ۔

سعیدہ : ہاں !
 ناہیدہ : بھانے گی نید — تم بھی بیٹ جاؤ — ہتی بچا دور
 (سیٹی پر چپ ، آہ کی جھیل جاتی ہے)

دی کرد جو پنے منظر ہی دکھائی ہے ، ناہیدہ اور سعیدہ کھڑکی کے پاس

خونِ شہیدانہ کے تیز بہنے کے جھڑنے سے کھڑکی کے پٹا بار بار ٹکرا رہا ہے۔
 ہیدرآبادی بہنے والے ٹکڑوں سے لگا کی ایک دھڑکن کو ٹکڑے سے کی
 دھڑکن (ہی ہے)

ہیدرآباد: ایک مس قدر تیز ہو رہی ہے۔

ہیدرآباد: ہاں ابھی!

ہیدرآباد: صاف میں اندھا دھڑکا۔

ہیدرآباد: اندھا دھڑکا ہے۔ تو مے دیتے مارے تارکی کے کمر سے
 ہوں! کمر سے چلے آ رہے ہیں میں معلوم ہوتا ہے۔ اس خون کا تارکی سے
 میسے سے کسی سپانڈا کسی سوین کی، دشمنی چلے چورنے کی۔ بی اور ترے
 کمر سے میں چلیں!

ہیدرآباد: قہر ہوا میں میں کھڑکی ہوں کی۔

ہیدرآباد: آپ سے تو لگتا تھا میں بھی میں کمر سے میں ہیں دس کی

ہیدرآباد: خود بخود چلی گئی۔ یہ سلاطین نے ہوسٹل میں چلی گئی ہوں۔

ہیدرآباد: تو پھر چلو

ہیدرآباد: تھوڑی دیر تک یہیں رہتے ہوں۔ عجیب بے بیت بہہ انیس وقت

دل کی۔ یوں ہوں ہوتا ہے جیسے میں ٹکڑے دینا ہوتا ہوں دھڑکے کو اپنی

انگلیوں سے خچے رہی ہوں۔ مذہبی سے شیب اعلیٰ آئے میں اندھا دھڑکا

وں وہ خانہ کو چھو کر پھر دپس چلے جاتے ہیں۔ مگر اتنی جہشہ تاریک نہیں
 رہے گا۔۔۔ روشنی ضرور چھوٹے گی۔ شاید چند طوں کے بعد۔۔۔ پھر وہ
 کے بعد، مجھے آنے والی روشنی کا احساس ہو رہا ہے۔

سعیدہ: مگر باقی! یہاں کھڑکی کے پاس ٹھہریے نہیں ہوا تیر ہے۔۔۔ آپ
 پہلے ہی کان مگڑ رہے ہیں۔

نماہیدہ: میری فکر نہ کرو سعیدہ! تم جورو، دیکھو تو کریں باورچی خانے میں کیا کر رہی ہے
 تھی تم سے ہشیدہ کو کھانے پر بد رکھا ہے (وقتہ) نا ہوش کیوں ہو گئی ہو؟
 سعیدہ: میرا دل بیٹھا جا رہا ہے!

نماہیدہ: رہا کیوں۔۔۔ سعیدہ!

سعیدہ: کال نماص بہت تر ہیں۔

نماہیدہ: پھر بھی۔

سعیدہ: رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔

نماہیدہ: خواب؟

سعیدہ: اں باقی۔

نماہیدہ: کونسا خواب کہو۔

سعیدہ: رات میں نے خواب میں دیکھا کہ سنت کہ علی علی آری سہ ماہی

مگر کے سامنے جو پہلی کا درخت ہے اس کے پتے شاخوں سے ٹٹ

ٹٹ کر گر رہے ہیں بدن تک کہ ایک شاخ پر مرٹ ڈھپتے باقی رہ گئے ہیں
 ان میں سے جل ایک پتہ ٹٹ ہوا ہے — یہ دیکھ کر میں کانپ اٹھی —
 اور بیت رہ گئی ۔

نابیدہ : تو تجھے دہری کی کرتی تھیں ۔ اور بے خود —
 سعیدہ : (اناؤ کاٹ کر) ٹکڑی : اڑ جاتے میراں صبح سے کیوں مٹھا جا رہا ہے ۔
 نابیدہ : اپنے دل کو تابو میں رکھو اور جادو دہری خانے میں لکھانے کی
 نذر لی کر رہو ۔

سعیدہ : آپ میں چلیں باجی اگلے ڈربے کو آپ پھر دہری خوب نہ دیکھنے لگیں۔
 ہبا دید —

نابیدہ : اناؤ کاٹ کر عیسے جانے کی کیا ضرورت ہے — اور ہبا دید
 — میں وعدہ کر چکی ہوں کہ سب کچھ اس بات کا ذکر ٹٹ نہیں کروں گی

سعیدہ : پھر بھی آپ سے گٹ جوڑنے کی کیا نہیں پاتا —
 نابیدہ : تم ہمیشہ کے لیے الگ نہیں ہو رہیں۔ میں رہیں آجائوں گی۔ پورنی
 گھبرا رہی ہے یا گل !

سعیدہ : آپ آجائیں گی بڑا دھرا
 گامبیدہ : تم چلو ترسی۔

سعیدہ : بچا میں جاتی ہوں —

(مجیدہ اسے سے مل جاتی ہے ۔ اور وہ شہزادہ کی طرف)

نہا مجیدہ : وہ آ رہا ہے ۔ پھر آ رہا ہے ، اگر میں نہیں جانتی تھی ۔ میں نہیں
 یہاں ٹھہروں گی ۔

(شہزادہ کی آواز بلند ہو رہی ہے ۔ آواز کی گونج ۔ پھر)

مجیدہ : اسے دل سے نکال دے ۔ اب میرے دل میں کچھ اور بیان
 کوئی دیکھ رہی ہے ۔ وہ ایک جواب تھا جو مجھ کو چاہیے
 ایک دہرا تھا جو مست تھا ہے ۔ میں اس کو کہے گی میں ٹھہروں گی ۔
 (اور وہ کئی طرف جانے لگتی ہے جاویدہ آتا ہے)

جاویدہ : مجیدہ !

نہا : (اور وہ اسے پرٹو کر) تم پھر آگئے ۔

جاویدہ : تم سے بچاؤ میں آگیا ۔

نہا : مجیدہ ! میں نے تمہیں نہیں بچاؤ میں اب نہیں جاسکتی ۔

جاویدہ : اگر تم نہ بچو تو میں ہرگز نہ آتا ۔

نہا : مجیدہ ! تم بچتے جاؤ

جاویدہ : چلا جاؤں ۔ ایک ہی لمحہ کہ وہ ۔ میں چلا جاؤں گا ۔

نہا : مجیدہ ! چلے جاؤ ۔ (گنگوڑی) میں ۔ چلا جاؤ مجاہد ۔

(جاویدہ ایک طرف بیٹھ کر غامض نظر کرتا ہے)

پیر: میں پڑھاؤں۔

پیر: اں — ٹریس در اندر: تیرے تاری آخری ملاقات سے
پیر: مجھے جانے دو میں یہاں لڑتا ہے اس وقت سے تیرے دوستوں
پیر: دستکش کروں گی۔

پیر: ہزار گشتش کرو یہ تمام کی طاقت سے اس سے
سال سے تم سے شہر سے دھندلے میں تاری کی تمام طاقت سے
ساتھ ساتھ بہاؤ اٹھا اس میں تیرا دھندلے میں تاری کی طاقت سے
ہیں میں نے اب تم پر اس میں تیرا دھندلے میں تاری کی طاقت سے
میں اس زور سے تاری کی طاقت سے دھندلے میں تاری کی طاقت سے
پیر: شہر میں وہی جتنے رہ گئے ہیں۔ میں سے لکھتے ہو شہر کا
آج سے اس کی رہا۔ میں کی ہوس دلا سے۔

پیر: نابید میں یہ بھتر ہیں ہوں۔ جسے دھندلے میں تاری کی طاقت سے
لی گئے ہیں۔ میں سے لکھتے ہو شہر کا
جو اٹلی اور بد سے یہ تیرا دھندلے میں تاری کی طاقت سے
جو تیرا دھندلے میں تاری کی طاقت سے دھندلے میں تاری کی طاقت سے
(محوں کا گھر)

پیر: میں یہاں ہی رہتا ہوں۔ اب تو آگے ہو تو تم سے کیجئے میں ایک

تلمب پر پر گیا ہے۔

جہاں دیدہ : قرابھی کہ دور — ہیں چلا جازن ۔
 (ظن اثرات)

نابید : (خاکستر)

جہاں دیدہ : تم سوچ رہی ہو ۔

نابید : ہاں ۔

جہاں دیدہ : تو میں چلا جاؤں ۔

(کسی قسم اور سے سعید کی آواز — ہاں ! آجے۔)

نابید : میں نے وعدہ کر لیا ہے تم جاسکتے ہو — تم مجھے چلو۔

جہاں دیدہ : یہ تمہاری ٹھکانی ہے ۔ میں چرکھی نہیں آؤں گا ۔

نابید : میں نے سب کچھ سوچ لیا ہے ۔

(جہاں دیدہ پیچھے ہٹتا ہوا کھڑکی کے آئینے میں نظر ڈالتا ہے اور کہتا ہے :)

سعید : ہاں ! آپ کی آنکھوں میں آنسو

نابید : نہیں تو —

سعید : وہ آپ جتنی تک کھڑکی کے پاس کھڑی ہیں ۔ اس قدر ٹنڈی ہوا

ست کہ خد کی ہوا ۔ اُدھر بیٹھے ہیں کہ

نابید : رستہ کی ؟

پدرہ: ابھی نہیں آئیں بیچتے دھڑکائی پریشانی۔ اُن آپ کا اٹھ کر رہے
 (سن کا اٹھ پڑا ہے۔ دندن کھڑکی سے کچھ دور کنگ پر بیٹھ جاتی ہیں)
 پیر: طبیعت کچھ، مانتے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سینے میں الجھنا
 سا ہو گیا ہے جیسے، دھڑکائی سے اندر سرد دیر کی گھمسی کی ہے
 پدرہ: ڈاکٹر کو مانتے۔

پیر: نہیں سمجھ لیا رہے۔
 پدرہ: آپ لکھ جائیے میں کریں کہ ڈاکٹر کے اس صحتی ہوں۔
 (سیرہ کر کے سے نکل جاتی ہے سنائی گئی دور پیچ کر اوتار میں جاسی ہر بال آئے،
 پیر: پیر کو دیکھ کر مین !
 (سیرہ جاتنی ہوئی کی ہے)

پدرہ: کیا ہے باہن !
 پیر: وہ کھڑکی بند کر دو۔ دروازہ بند کر دو۔ وہ پھر آ رہا ہے۔ سُنتی
 ہو یہ تشال کی آواز۔
 پدرہ: کہاں باہن !

(دروازہ بند کر دیتا ہے)
 پیر: یہ مسخو تو، صاف آ رہی ہے
 پدرہ: یہ داجر ہے آپ کا باجی !

نما پیچیدہ ذریعہ : ہر سے ہر ذریعہ میں نہیں آتی ہے۔ کہاں سے آتی ہے۔
— تاہم یہاں سے کہیں اس سے کہیں آتا ہے۔
سجود : خدا سے پیچیدہ ! یہاں سے کہیں آتا ہے۔

نما جیور : (غنائت سے) اور — یہ میرا ایک سب سے عزیز دوست ہے ۔
مسعود : یہ تو میرا بیٹا ہے ۔

دشمنان کی آوازوں کی بجائے شکر و ثناء کا ہے۔ —
 گزشتہ تین چار بجائی کے — سعید و سیر و شکر و شکر و شکر و شکر
 رہے۔ ڈاکٹر صاحب! یہ کہہ رہی ہے۔

ڈاکٹر! میں خود نہیں سمجھتا ہوں۔ مجھے تو یہ معلوم ہے کہ اس کا کہنا ہے کہ یہ
 اور اسے خواتین کا حق ہے۔ — کیا یہی مرثیہ ہے؟
 مسعود! کوئی تیار ہے کہ اس حق — ایک دیکھو اس کو دیکھو۔

والله اعلم

سچی بات کہہ دیاں ہے ان سے یہ شخص جاوید مٹے کے لیے، اپنے
ڈاکٹر! عدلیہ کی مطلب؟

مسجد در اصل میں چار دیواری کا مادی وجود کوئی نہیں ہے۔

طریقہ: قیام فیہ درمستقیم جواب

سحیدؑ : ایک دیہی ہے جسے چھپ کر لکھا۔ وہ تو اسی طرح باتیں کر رہی

حصہ سے ملے گی جس کی ساری ساری ضرورت اور پوری ضرورت
اور کسی چیز سے

ڈاکٹر : س، دوسرے میٹروں کی جانب دیکھو ؟
سعیدہ : وقت چھپ چکا ہے اور مجھے کمرے میں مہنگی بوتلی تھیں
ڈاکٹر : مہنگی

سعیدہ : میں سننے کی بات نہیں کر رہی ہوں اور میں سن رہی ہوں
کر لیا اور ر — میں نہیں جانتی اس کا کیا کر لیا ہے
ڈاکٹر : حقیقت یہ ہے کہ میں سن رہی ہوں اس کے لئے مجھے کمرے سے نکال کر
بہتے پانی کی دنیا میں کسی جگہ پر لے کر آئی تھی۔ یہ سارا یہ اس کے لئے
تعلق تھی اور یہی اس کی زندگی کا سہارا تھا۔

دوسرے کمرے سے ابید کی آواز سنائی
ڈاکٹر : سعیدہ جان کر آکر بیٹھ گئی ابید
جنگ برپا رہے اور میں تھا کہ پاس لڑی کر رہی تھی

سعیدہ : ابھی :
نہا سعیدہ : سعیدہ :
سعیدہ : کہاں ابھی :

اشفاق کی آواز ابھی کہ آواز میں جاتی ہو

نماہید : اُن کے اُس بار۔ جس سے شہنائی کی آواز آرہی ہے۔ مجھے

جانتا ہی چاہیئے

معیار : (دوستے برتنہ) کی !

نماہید : مجھے جانتا ہی ہوگا۔

(لوہوں کا شہزادہ مستثنیٰ کی آواز کے ساتھ پردہ ہٹا

ماتری



- | | | |
|---|--------------|-------------------------|
| ○ | خود سر سلطان | سلطنت عثمانی کی ملک |
| ○ | شاہ کج جو | گورنر سلطان کی خاص صاحب |
| ○ | سادہ | پریستیس کی خاص صاحب |
| ○ | امیت حاکم | پریستیس کی خاص صاحب |
| ○ | سلطان اسب | گورنر سلطان کی ملک |
| ○ | مسیح الدین | { عثمانی ملک کی ملک |
| ○ | عظیم الدین | |

بند و خور غلیف و زار حرمت بنا دیا ہے۔ ڈنگ مٹی اور سستیاں ہے
 بلور مٹی لادے چہرہ بار غلب اور اثر انگیز ہے۔ چنگ سے ڈور۔ دودھ غلہ
 کے پاس کرم سلطان کی سہا سے پانی اور دودھ اور در شاہ کو لڑا
 نکالیں نالیوں پر مجاہد کے بڑے پو آہستہ آہستہ ڈنگلیں پھیر رہا ہے۔ تیار
 وراہی ڈنگ کی طرح ڈبلی چکی دھیر ڈھیر حرمت ہے۔

چند ٹکے گز رہا ہے ہیں۔ وراہی سے کا پورہ شاہ کراہی ہے
 مستعد۔ تیار ہیں سے کرم سلطان کی دفت دیکھیں سہا اور پھر خانہ کی
 مہار شاہ کو لڑی۔ دیکھیں دفت بیٹوں کی سہا۔ اور تیس پتھر چاکی کی حرکت
 سے کرم سلطان کی غار ہاڑ میں شاہ کو لڑی کے پورے وراہی سے ٹکے تیار
 درستی۔ وراہی سے تیار وراہی کو لڑی جو سے وراہی سے تیار
 کرم سلطان پر بند کاسہ ہے۔ وراہی سے کرم سلطان پتھر چاکی کو لڑی
 کی طرح پتھر چاکی سے تیار وراہی وراہی کی پورے وراہی کو لڑی تیار
 وراہی سے تیار وراہی سے تیار ہے۔

بڑی : سونگی ہیں اس تارا
 شاہ کو لڑی : وراہی سے تیار وراہی سے تیار
 بڑی : (سرگرمی کے طائر میں) آخر حضرت غفر سے قدر ہے چھیں کپور ہیں
 شاہ کو لڑی : کب خیر پرستیوں کو لڑا ہے۔ ہیں۔

نمازی : شاہ انہیں معلوم ہو گیا سے کہ محل میں شر دسے کی مخالفت ہو رہی ہے
شاہ کو کو : اہی مخالفت محل سے : اور ہے ملک کے خوف سے محل میں کر
نفس میں شر از دسے کی مخالفت نہیں کر سکتا

نمازی : مجھے یقین ہے کہ سرور و تندرستہ میں ملک بارے میں مینہ نہیں ہیں
کیونکہ انہیں ہرگز بیٹھے ہی کا خیال نہ ہے۔ شاید ہی دنیا میں کسی مان کو
نہ بیٹھے سے اسی نسبت ہو گی جتنی ملک کو اپنے لخت جگر سے ہے۔

شاہ کو کو : اس وقت میں بیٹھے بیٹھے آج سے پندرہ سال پہلے کی ایک
رات یاد آ رہی ہے۔ اس رات ملک گرج ہی کی رات کی طرح سبہ میں تھیں۔

نمازی : یہ بھی ہی کی وجہ کیا تھی

شاہ کو کو : شہزادہ عظیم تھا مجھے بھی عزت یا دوستی جگہ سے راونی شاہ کی رات
شیخہ کے پاس مٹھی میں۔ اس وقت رات میں بکسے کی ٹکر تھی درہم کسی اور
ہات کا خیال دیں معلوم ہوتا تھا۔ پیچھے ان کے جسم سے رات نکالی ہو رہی

ہے۔ واقعی شہزادے کی زندگی صحت خطیر سے میں تھی !

نمازی : سرانے بیٹے کے ملک کا دنیا میں وہ کہانی عزیز نہیں ہے۔

شاہ کو کو : تمہارے آنے سے کچھ دیر پہلے میں ایک عجیب و غریب شہزادہ

نمازی : کیا ؟

شاہ کو کو : حضرت ملک اس وقت تھے تھوڑی دیر گزری ہو گی کہ ایک دم

ایک ٹھیک میں دو ٹکڑے ان کے پاس تھے۔ یہی ایک ہے حضورؐ کا
 نام ہے۔ کوئی بڑا بڑا چپ چاپ اس طرح بیٹھ رہا ہے ان
 کے کانوں میں کوئی آواز آرہی ہے۔ وہ سب کچھ لکھ کر رہا ہے
 اس سے سب دوسری مرتبہ پوچھا تو اس کے ٹھیک پر شور مچا تھا۔
 کوئی : رات تو بالکل جائز ہے اور پھر کون جی :
 شاہ کو کو : خدا جانتے، انہوں نے راتیں کہاں سے کیں۔
 کوئی : کوئی ایک خوب دیکھا ہوا۔
 شاہ کو کو : اں۔ لکھا تھا میں نے، لکھا صرف وہ دیکھے۔ شاہ یہ بھلاں میں کھڑی
 ہیں اور یہ طواف لہو لہو پڑھتا جا رہا ہے، یہ ایک ایک سو بار پڑھتا
 طواف چھتا ہے اور مجھے تاریکی میں کچھ علیٰ غر نہیں آتا۔
 کوئی : ایک ایک خواب تھا۔
 شاہ کو کو : رات کے کئی بار نہ تو اس کی طبیعت کے بارے میں پوچھا
 عائد کہ ستر وہ بالکل صحت مند اور خوش و خرم ہے۔ ناند میں کئے
 مدد میں طبعیت کتنی کمزور ہوئی ہے۔
 کوئی : ساری ملک میں یہی ایک کمزوری ہے اور یہ کمزوری ساری ملک میں پائی
 ہے۔
 شاہ کو کو : ہر شہر یہ ایک علیٰ غر ہے، عمارتیں۔

نمازی : سوری میں ابھی ،

شاہ کو کو : در اٹھڑ دیہ کی آو رستہ

ماوانی میں ابھی تو دھبیہ کچھ دور دور ، رستہ پر دستک ہو رہی ہے

نمازی : دلاس واسے درد زسے پر شاہ دستک ہو رہی ہے ۔

شاہ کو کو : کون کسے اس وقت ؟

کوہم سلطان پریشان ہو کر نکھیں کھڑی کر ، مراد عید لکھتی ہے اور نیکے

لا سہارے کر سٹیج تاتی ہے ، ماڈن وحی لکھتی رہتی ہے شاہ کو کو تیری سے

پٹ لے پاس چٹھاتی ہے ،

کوہم سلطان : کیا ہے یہ ؟

شاہ کو کو : درد زسے پر شاہ دستک ہو رہی ہے ۔

کوہم سلطان : (شاہ کو کو سے) فریاں کھڑی کیو کر رہی ہو ؟

شاہ کو کو : دیکھتی ہوں جو کہ حضور ملے ،

دلاسے درد سے دستک کی ڈانٹاؤں تاتی ہے ۔ شاہ کو کو پر ہاتھ اٹھا

درد زسے سے چٹھاتی ہے کوہم سلطان غفل : زہد درد سے کی دیر

دیکھتی رہتی ہے ۔ شاہ کو کو تاتی ہے ،

کوہم سلطان : کون ہے ؟

شاہ کو کو : وزیر عظمہ تھہرتا مرحوم کی سلیمانی بی ترست ایسا ہی پائنتی ہے

گو حکم سلطان : طلعت :

طلعت خاتم : حضورِ ہندو ، لمحے پر ہنسنے والا میرے بچوں کو تیرے پاس لے آؤ آپ کا بیٹا ہے ۔

گو حکم سلطان : بڑے سلطان : دربارِ اعظم احمد شاہ کو سلطان اور امیرین نے قتل کیا ہے طلعت خاتم : جی ہاں ، شہزادے کے پیوستہ شہر کو ہٹا دیا ۔ دیکھتے ہیں کہ کسے سے اس کی زندگی کا مانہ کر دیست ۔

گو حکم سلطان : تجھے غلط فہمی ہوئی ہے طلعت : شہزادہ بھی اس غلط فہمی میں گرفتار ہے ۔ طلعت خاتم : یہ ایک ماں کا فیصلہ ہے ۔ میں مسکنت عثمانیہ کی اوصاف پسند کرتا ہوں ۔

گو حکم سلطان : میں سب جی ہاں ۔ مگر جی شہزادوں کی محبت ، نصف کی نگہوں کو دیکھ نہیں کر سکتی ۔ قہر سے شہزادے پر آیا ۔ سب سے لیا تھا نام نکالیا اس کا توبہ دیا میرا عزیز !

طلعت خاتم : آپ اسے نرم کہیں دیکھو اور ہر حال پر حقیقت ہے ۔ گو حکم سلطان : سلطان : پانچویں سے تیار سے شوہر کی ، ذکی کا حاکم دیکھ ہے نہیں ایسا بھی نہیں ہر ملک ! سلطان : پانچویں سے گو حکم سلطان : کہ چاہتوں سے زندگی کی مراد میں اس کے جنت مکان مواتان مروجہ کے سنے ہیں تربیت پائی ہے تم میرے بیٹے پر ان نام ملکا کر شاہی عائدات کے غیر خون کی زمین کر

یہی مولود عثمانیہ کی محدثی وراثت کو نکال میں ملا رہی ہے۔ میاں پور
کچھ تو بڑا دل میں ہو گیا کہ کسی شخص سے ذکر کر اس کی زندگی کا خاتمہ
مردم

حکومت خاتمہ: جب پیر کا خاتمہ سر پر سوار ہو کر سب کے قتل ہو گا، تب تک
ہم سلطنت کا بار بھرتے ہیں
حکومت خاتمہ: یہ وہ بدقسمتی سے ایک عورت کے عشق میں گرفتار تھا اور
یہ مجرم سے اس نے اس سے اتنا دے چکا ہے!

حکومت سلطان: کون سے دو عورت؟
حکومت خاتمہ: ایک رفاہیہ، ہاں خاتمہ
حکومت سلطان: وہ بھڑکے دلوں والی ذلیل رفاہیہ؟
حکومت خاتمہ: ہاں بھڑکے اور رفاہیہ کے درمیان بدست سے تعلقات
نہم سچے اور سلطنت میں برقیں کو اس وقت کا علم تھا۔

حکومت سلطان: میں سے کون ایک شہزادہ کے پاس ہے کوئی ایسی ہوشیار شہزادی
سلطنت خاتمہ: سلطنت کے ذمہ دار ہاں کچھ جتنے کہ شہزادہ مستعمل ہو جائے
میں یہ یہ کسی خبر کا کہ لا دل نہ دکھایا جائے میرے شوہر نے شاہی
معاذی اللہ! پھر انا دعا دیا کرتے کی حیثیت سے شہزادے کو رفاہیہ کے چلنے سے
نکالنے کی انتہائی کوشش کی اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ رفاہیہ کی نمائندگی پر

دووں دور سے سے غل کو سرٹھا کر ٹھیس ہو جاتے ہیں۔

بیم سلطنت : اس ملک سے کو طلب کیا ہے ؟

اگر کو سر سلطان جو لمانا لیتے جوتے مشیر کی طرح غضب ملک

ہو رہا ہے دونوں کو دیکھتے لگتی ہے۔

طلب الدین : اس کے برادر رکھ رہیں اس کا بڑا مسرت ہے کہ آج سے جوش

غضب میں کر شہی عمل پر بند کر دیا ہے

بیم سلطنت : میری زندگی میں یہ عزت و یہ دلبری :

طلب الدین : آغا : ملک کو دیکھو سے دیر ہو گیا ہے ، ملک میں

کو سر سلطان : تم آج اپنی شخصیت غفلت لکے ہو ، تمہیں معلوم ہے تم کیا کہتے

اور پرستہ نہیں کیا ہے کیا یا دیاست۔ تم دونوں کو پہچان رہا ہے

میرے دربار میں رہتے رہتے

طلب الدین : افسوس رہتا ہے ، میں سب کچھ معلوم ہے ماسب صبروں کا کہ

دست کو آتش کی نالی کے اندامات کے نیچے دبا ہوا ہے ۔

کو سر سلطان : اور آج میں جانتا ہے کہ اس طرح اندر سے ہو دیکھ رہا ہے

میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے ملک جگہ کو قتل کرنے کے لئے آئے

طلب الدین : اگر آپ کا حکم میں پھر تو ملک کے ہوتے تو سلطان کا یہ

گرفتار نہ نہیں کہ ہم اس سلطان کو کفر سے روکتے ہیں

سلطان : مگر کیا مستعد سے کر آئے تھے تم یہاں ؟
 شب الدین : قسم پناہ خدا کی ہے ۔

سلطان : بیشک غضب میں مل پڑا ہو گا دیا ایک جہت پناہ مجرم ہے قہر میں بہت
 عواموں کا کہ قتل و غم و غصہ ہو گیا تھا (تمہارے سے) میرے بیٹے (قسم تمہارے نام
 لگا رہی ہے کہ تم نے وزیر اعظم احمد پاشا کو ایک رتا حد سے لٹا دیا ہے ۔
 قتل کر دیا ہے

سلطان : ابراہیم : (درد منہ کی حالت) ہاں ہاں اس مرد دہشت گرد
 کی موت تھی ان کی موت ۔

سلطان : ابراہیم : (کاپ کر) میں جان
 سلطان : (کرم ثابت ہو گیا ہے) (غضب امین و مصلحت الیچا ہے) سے ہوا
 کہ جو کہ اس سے ملے جا

(سبھی صریح یہ کہ جانتی ہے)

سلطان : (میں نے تعجب و حیرت) حکم ملے ہو گا ، قرار کرنا سے لے ہوا کہ
 ابراہیم : (دو جہز ایک ناکہ و بی بی ہے)

شب الدین : (مذہب)

سلطان : میں کوئی لفظ سن نہیں سکتی ۔ لے ہوا کہ ۔ لے ہوا کہ !



نیکو نگر

کردار :

۱۰۰۰۰۰۰۰

کوشش کے لیے اپنی جان کا قربان کرنا

پادشاه ...
...
...
...
...

- (۱) دوری سے شکر ...
- (۲) سب سے دوری سے شکر ...
- (۳) صبر و استقامت ...
- (۴) صوفی پیر ...
- (۵) سزا ...

لکھنؤ ، ۱۹۵۵ء مقام : کلکتہ

فرانسس رستہ کی طرف سے
آپ کے دل کی طرف سے

پیارے دل کی طرف سے
جس کو آپ نے

پیارے دل کی طرف سے
جس کو آپ نے

پیارے دل کی طرف سے
جس کو آپ نے

پیارے دل کی طرف سے
جس کو آپ نے

پیارے دل کی طرف سے
جس کو آپ نے

پیارے دل کی طرف سے
جس کو آپ نے

پیارے دل کی طرف سے
جس کو آپ نے

پیارے دل کی طرف سے
جس کو آپ نے

تو نے مجھے نہیں دیکھا ہے کہ میں نے
کبھی اپنے لیے کسی چیز کو نہیں
چاہا ہے۔ میں نے تو اس دنیا کو
میں نے اس دنیا کو نہیں چاہا ہے۔
میں نے تو اس دنیا کو نہیں چاہا ہے۔

میں نے تو اس دنیا کو نہیں چاہا ہے۔

میں نے تو اس دنیا کو نہیں چاہا ہے۔
میں نے تو اس دنیا کو نہیں چاہا ہے۔
میں نے تو اس دنیا کو نہیں چاہا ہے۔
میں نے تو اس دنیا کو نہیں چاہا ہے۔
میں نے تو اس دنیا کو نہیں چاہا ہے۔
میں نے تو اس دنیا کو نہیں چاہا ہے۔
میں نے تو اس دنیا کو نہیں چاہا ہے۔
میں نے تو اس دنیا کو نہیں چاہا ہے۔
میں نے تو اس دنیا کو نہیں چاہا ہے۔
میں نے تو اس دنیا کو نہیں چاہا ہے۔

میں نے تو اس دنیا کو نہیں چاہا ہے۔

میں نے تو اس دنیا کو نہیں چاہا ہے۔

میں نے تو اس دنیا کو نہیں چاہا ہے۔

فرمانش : ہاں یہ میری عیادت ہے چہ سہ
ظہورِ شمس : عیادت اسی میں ہے کہ قلم ہے۔ میں بدوں شہرِ حیدر
سہ : میں نے غم جو یہ تھا کہ
مردوں : چہ چہ اس بار قلمی میں یہ ہے چہ چہ
پاشا : اس وقت اس خط قلمی سے یہ خط (میں نے) بد
ان سے یہ ساری خط سے شکستہ ہے کہ میں نے
میں : ہاں

پہلے میں نے ساری ان خطوں کو کہ میں نے بدوں شہر
میں : اس خط کو کہ چہ چہ خطی، اور یہ چہ چہ میں ہاں
مستند ہے

فرمانش : ہاں، اس کو ظہورِ میر، اس وقت دستوں میں رہے
میں : ہاں درجہ ہاں ہاں ہاں
میں : اس خط کو کہ چہ چہ خطی، اور یہ چہ چہ میں ہاں

ظہورِ شمس : ہاں میں نے یہ خط لکھا، لکھے ہیں اصل میں چہ چہ
میں : ہاں میں نے یہ خط لکھا ہے کہ چہ چہ چہ چہ
میں : ہاں میں نے یہ خط لکھا ہے کہ چہ چہ چہ چہ

زور دینے پر یہ محسوس تھا کہ کارروائی میں بڑھ چکی تھی۔
 پھر اس طرح شادی پر توجہ مرکوز ہو گئی۔

یاروول: کیا اس طرح کو عمل میں لایا جائے گا؟ یہ بات سن کر وہ
 یہ سب دیکھ کر بدستار کے لئے ریل کوں پیچھا دیا۔ وہاں تک پہنچ کر
 سٹیشن پہنچا۔ وہاں پہنچ کر اس کے لئے کھانے پینے اور رہنے کی سہولتیں
 یہاں پر تیار تھیں۔ وہاں پہنچ کر وہ ریل سٹیشن پر پہنچا اور وہاں
 اس کے لئے کھانا پینے کی سہولتیں تیار تھیں۔

پھر وہاں پہنچ کر اس کے لئے کھانا پینے کی سہولتیں تیار تھیں۔
 پھر وہاں پہنچ کر اس کے لئے کھانا پینے کی سہولتیں تیار تھیں۔
 پھر وہاں پہنچ کر اس کے لئے کھانا پینے کی سہولتیں تیار تھیں۔

پھر وہاں پہنچ کر اس کے لئے کھانا پینے کی سہولتیں تیار تھیں۔
 پھر وہاں پہنچ کر اس کے لئے کھانا پینے کی سہولتیں تیار تھیں۔
 پھر وہاں پہنچ کر اس کے لئے کھانا پینے کی سہولتیں تیار تھیں۔

پھر وہاں پہنچ کر اس کے لئے کھانا پینے کی سہولتیں تیار تھیں۔
 پھر وہاں پہنچ کر اس کے لئے کھانا پینے کی سہولتیں تیار تھیں۔
 پھر وہاں پہنچ کر اس کے لئے کھانا پینے کی سہولتیں تیار تھیں۔

فرانسس : اے دانشور! ہر سب کو گڑ گڑ رہتا ہے ۔ ہر ہر انسان کے
 ہر قسم کے رتار کو خواب میں سو سوتا ہے ۔ ہر انسان کو
 لپکھتوں کی علامت ہوتی ہے ۔ ہر انسان کی زبان بپا ہے ۔ ہر انسان
 کو زخمیں پالنے یا بند کر دینے کی ضرورت ہے ۔ ہر انسان
 کو مرنے کا دل چاہتا ہے ۔

ہنس : ہر انسان کو یہ دیکھنا ہے کہ وہ کس طرح کی زندگی گزار رہا ہے ۔
 ہر انسان کو یہ دیکھنا ہے کہ وہ کس طرح کی زندگی گزار رہا ہے ۔
 فرانسس : ہر انسان کو یہ دیکھنا ہے کہ وہ کس طرح کی زندگی گزار رہا ہے ۔
 ہر انسان کو یہ دیکھنا ہے کہ وہ کس طرح کی زندگی گزار رہا ہے ۔

ہنس : ہر انسان کو یہ دیکھنا ہے کہ وہ کس طرح کی زندگی گزار رہا ہے ۔
 فرانسس : ہر انسان کو یہ دیکھنا ہے کہ وہ کس طرح کی زندگی گزار رہا ہے ۔
 ہنس : ہر انسان کو یہ دیکھنا ہے کہ وہ کس طرح کی زندگی گزار رہا ہے ۔
 فرانسس : ہر انسان کو یہ دیکھنا ہے کہ وہ کس طرح کی زندگی گزار رہا ہے ۔

ہنس : ہر انسان کو یہ دیکھنا ہے کہ وہ کس طرح کی زندگی گزار رہا ہے ۔
 فرانسس : ہر انسان کو یہ دیکھنا ہے کہ وہ کس طرح کی زندگی گزار رہا ہے ۔
 ہنس : ہر انسان کو یہ دیکھنا ہے کہ وہ کس طرح کی زندگی گزار رہا ہے ۔
 فرانسس : ہر انسان کو یہ دیکھنا ہے کہ وہ کس طرح کی زندگی گزار رہا ہے ۔
 ہنس : ہر انسان کو یہ دیکھنا ہے کہ وہ کس طرح کی زندگی گزار رہا ہے ۔
 فرانسس : ہر انسان کو یہ دیکھنا ہے کہ وہ کس طرح کی زندگی گزار رہا ہے ۔

یہ صبر و تحمل و کوشش کا حصہ ہے۔ جس سے ہر انسان کو نصیب
ہوگا۔ جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔ جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔
جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔ جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔
جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔ جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔

یہ سب کچھ ہے جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔ جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔
جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔ جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔
جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔ جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔
جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔ جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔
جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔ جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔
جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔ جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔

یہ سب کچھ ہے جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔ جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔
جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔ جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔
جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔ جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔
جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔ جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔
جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔ جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔
جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔ جس سے ہر انسان کو نصیب ہوگا۔

پاکستان کی وحدت۔

پاکستان کی وحدت کی وجہ یہ ہے کہ ہماری حکومت کے فائدے کے لیے
ہم نے یہ کام نہیں کیا ہے۔

پاکستان کی وحدت کی وجہ یہ ہے کہ ہماری حکومت کی بدولت یہ
ہو سکتا ہے؟

پاکستان کی وحدت کی وجہ یہ ہے کہ ہماری حکومت کے لیے جو قربانی
ہو رہی ہے، اس سے کہیں زیادہ کی ترغیب دینے کی کوشش کریں۔

پاکستان کی وحدت کی وجہ یہ ہے کہ ہماری حکومت کے لیے جو قربانی
ہو رہی ہے، اس سے کہیں زیادہ کی ترغیب دینے کی کوشش کریں۔

پاکستان کی وحدت کی وجہ یہ ہے کہ ہماری حکومت کے لیے جو قربانی
ہو رہی ہے، اس سے کہیں زیادہ کی ترغیب دینے کی کوشش کریں۔

پاکستان کی وحدت کی وجہ یہ ہے کہ ہماری حکومت کے لیے جو قربانی
ہو رہی ہے، اس سے کہیں زیادہ کی ترغیب دینے کی کوشش کریں۔

پاکستان کی وحدت کی وجہ یہ ہے کہ ہماری حکومت کے لیے جو قربانی
ہو رہی ہے، اس سے کہیں زیادہ کی ترغیب دینے کی کوشش کریں۔

پاکستان کی وحدت کی وجہ یہ ہے کہ ہماری حکومت کے لیے جو قربانی
ہو رہی ہے، اس سے کہیں زیادہ کی ترغیب دینے کی کوشش کریں۔

ہاں یہ کہ جس نے اسے دیکھا ہے وہ اسے دیکھتا ہے
 و اماں کہ اسے دیکھا ہے وہ اسے دیکھتا ہے
 ہاں یہ کہ جس نے اسے دیکھا ہے وہ اسے دیکھتا ہے
 و اماں کہ اسے دیکھا ہے وہ اسے دیکھتا ہے
 ہاں یہ کہ جس نے اسے دیکھا ہے وہ اسے دیکھتا ہے
 و اماں کہ اسے دیکھا ہے وہ اسے دیکھتا ہے

ہاں یہ کہ جس نے اسے دیکھا ہے وہ اسے دیکھتا ہے
 و اماں کہ اسے دیکھا ہے وہ اسے دیکھتا ہے
 ہاں یہ کہ جس نے اسے دیکھا ہے وہ اسے دیکھتا ہے
 و اماں کہ اسے دیکھا ہے وہ اسے دیکھتا ہے
 ہاں یہ کہ جس نے اسے دیکھا ہے وہ اسے دیکھتا ہے
 و اماں کہ اسے دیکھا ہے وہ اسے دیکھتا ہے

و اماں کہ اسے دیکھا ہے وہ اسے دیکھتا ہے

ہاں یہ کہ جس نے اسے دیکھا ہے وہ اسے دیکھتا ہے
 و اماں کہ اسے دیکھا ہے وہ اسے دیکھتا ہے
 ہاں یہ کہ جس نے اسے دیکھا ہے وہ اسے دیکھتا ہے
 و اماں کہ اسے دیکھا ہے وہ اسے دیکھتا ہے
 ہاں یہ کہ جس نے اسے دیکھا ہے وہ اسے دیکھتا ہے
 و اماں کہ اسے دیکھا ہے وہ اسے دیکھتا ہے

نہایت سے اس میں کوئی کمی نہ ہوگی۔
 یہاں تک کہ اس میں کوئی کمی نہ ہوگی۔
 یہاں تک کہ اس میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

اس میں سے اس میں سے اس میں سے

اس میں سے اس میں سے اس میں سے

اس میں سے اس میں سے اس میں سے

اس میں سے اس میں سے اس میں سے

اس میں سے اس میں سے اس میں سے

اس میں سے اس میں سے اس میں سے

اس میں سے اس میں سے اس میں سے

اس میں سے اس میں سے اس میں سے

اس میں سے اس میں سے اس میں سے

اس میں سے اس میں سے اس میں سے

اس میں سے اس میں سے اس میں سے

اس میں سے اس میں سے اس میں سے

اس میں سے اس میں سے اس میں سے

اس میں سے اس میں سے اس میں سے

پہلے انہیں کہہ دیا کہ جس نے انہیں پاکستان سے تعلق رکھتا ہے
 انہیں کہہ دیا کہ انہیں کہہ دیا کہ انہیں کہہ دیا کہ انہیں کہہ دیا کہ
 انہیں کہہ دیا کہ انہیں کہہ دیا کہ انہیں کہہ دیا کہ انہیں کہہ دیا کہ
 انہیں کہہ دیا کہ انہیں کہہ دیا کہ انہیں کہہ دیا کہ انہیں کہہ دیا کہ

پیشہ : —
تعلیم : —

د سب کی ساری درد سے یہ توفیق نہیں، نہ کہ یہ درد اس سے ہیں۔
جسے ہم نے کہا کہ وہ کہہ دے کہ اس کو کھڑے ہیں وہ اس کو
جسے کہہ دے کہ اس کو کھڑے ہیں وہ اس کو کھڑے ہیں وہ اس کو
جسے کہہ دے کہ اس کو کھڑے ہیں وہ اس کو کھڑے ہیں وہ اس کو
جسے کہہ دے کہ اس کو کھڑے ہیں وہ اس کو کھڑے ہیں وہ اس کو

1. *Phragmites*

پہلے سے پہلے کی طرح

تذکرہ شیعہ | بیروت، لبنان

تالیف: قلمی | موضوع: تعلیم و ترقی | طبع: ۱۳۸۵

Figure 6

کھار : قیاس

پورے ہندوستان میں ہندوؤں نے گزرتی ہوئی راہوں کے کناروں پر
میں سے ہندوؤں کی عبادت گاہیں بنائیں۔

پورے ہندوستان میں ہندوؤں نے گزرتی ہوئی راہوں کے کناروں پر
میں سے ہندوؤں کی عبادت گاہیں بنائیں۔

پورے ہندوستان میں ہندوؤں نے گزرتی ہوئی راہوں کے کناروں پر
میں سے ہندوؤں کی عبادت گاہیں بنائیں۔

کھار : اور درختوں پر

پورے ہندوستان میں ہندوؤں نے گزرتی ہوئی راہوں کے کناروں پر

پورے ہندوستان میں ہندوؤں نے گزرتی ہوئی راہوں کے کناروں پر

پورے ہندوستان میں ہندوؤں نے گزرتی ہوئی راہوں کے کناروں پر

پورے ہندوستان میں ہندوؤں نے گزرتی ہوئی راہوں کے کناروں پر

پورے ہندوستان میں ہندوؤں نے گزرتی ہوئی راہوں کے کناروں پر

پورے ہندوستان میں ہندوؤں نے گزرتی ہوئی راہوں کے کناروں پر

پورے ہندوستان میں ہندوؤں نے گزرتی ہوئی راہوں کے کناروں پر

پورے ہندوستان میں ہندوؤں نے گزرتی ہوئی راہوں کے کناروں پر

پورے ہندوستان میں ہندوؤں نے گزرتی ہوئی راہوں کے کناروں پر

ہر ایک کو اپنے حق پہنچانے کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

ہر ایک کو اپنے حق پہنچانے کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

ہر ایک کو اپنے حق پہنچانے کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اور تھوڑے عرصہ میں اس کا حال یہ تھا کہ اس کا

قد و قامت اور اس کا جسم اور اس کا

تھوڑے عرصہ میں اس کا حال یہ تھا کہ اس کا

قد و قامت اور اس کا جسم اور اس کا

تھوڑے عرصہ میں اس کا حال یہ تھا کہ اس کا

قد و قامت اور اس کا جسم اور اس کا

تھوڑے عرصہ میں اس کا حال یہ تھا کہ اس کا

قد و قامت اور اس کا جسم اور اس کا

تھوڑے عرصہ میں اس کا حال یہ تھا کہ اس کا

قد و قامت اور اس کا جسم اور اس کا

تھوڑے عرصہ میں اس کا حال یہ تھا کہ اس کا

قد و قامت اور اس کا جسم اور اس کا

تھوڑے عرصہ میں اس کا حال یہ تھا کہ اس کا

قد و قامت اور اس کا جسم اور اس کا

تھوڑے عرصہ میں اس کا حال یہ تھا کہ اس کا

قد و قامت اور اس کا جسم اور اس کا

تھوڑے عرصہ میں اس کا حال یہ تھا کہ اس کا

تہذیب کے رواج و آئین کو کھٹکے کیے تیا ہوں ۔

تہذیب کے رواج و آئین کو کھٹکے کیے تیا ہوں ۔

۱۔ بد مذہبیت اور بد آئینگی کے ساتھ ساتھ

جہاد سنت میں عزت و شرف کی ہے

جہاد سنت میں عزت و شرف کی ہے

جہاد سنت میں عزت و شرف کی ہے

جہاد سنت میں عزت و شرف کی ہے

جہاد سنت میں عزت و شرف کی ہے

جہاد سنت میں عزت و شرف کی ہے

جہاد سنت میں عزت و شرف کی ہے

جہاد سنت میں عزت و شرف کی ہے

جہاد سنت میں عزت و شرف کی ہے

جہاد سنت میں عزت و شرف کی ہے

جہاد سنت میں عزت و شرف کی ہے

جہاد سنت میں عزت و شرف کی ہے

جہاد سنت میں عزت و شرف کی ہے

جہاد سنت میں عزت و شرف کی ہے

دوسرا منظر

ایک چنگیز کا ڈرنگ ہارم

مگر وہاں آہستہ و پرہیزگارستانوں میں وہ لکڑیوں پر لکھیں اور لکھیں
 ہر ایک کے پاس ایک ہتھیار تھا اور ہر ایک کے پاس ایک ہتھیار تھا
 تھے تو وہاں وہاں کے لکھیں صوفیہ پر وہاں تھیں لکھیں اور اس کے ساتھ
 ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت کا یہ لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت
 لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت
 لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت
 لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت
 لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت

میں نے کہا کہ یہ لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت
 لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت
 لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت
 لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت
 لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت
 لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت
 لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت
 لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت لکھیں اور ہر ایک کے ہاتھ کی ہدایت

وین سٹیٹنگز سے وقت میں کی خدمات سے مجھے جو نقصان پہنچا ہے
 وہ تو کئی لاکھ روپوں میں دکھائی دیتا ہے مگر اس کا مباد نہیں ہو سکتا ہے
 یہی کہ جس نے خود شاموں سے مایوس ہو کر تپکھوں کے حوالے کر دیے ہیں۔
 وین سٹیٹنگز کا یہ مزاج مریلی تھے طر میں ہیں مگر وہ دنیا کے خلاف
 ہیں۔ حرکت کا غریب ہونے والا ہے۔

یہی کہ اس سے مراد اس صورت ہو سکے جو وہی کر رہا
 وین سٹیٹنگز اس سے بہتر تھی ایک ضرورت ہے۔

یہی کہ
 وین سٹیٹنگز ایک مشین و آلات کا نام ہے جس کا ہر ایک کو جان کے حوالے کر
 دیا ہو ہے۔

یہی کہ اس صورت پر مبنی ہے سٹیٹنگز
 وین سٹیٹنگز یہ ہیں اور میں اس کی تمام تہذیبیں مبنی کر رہا ہوں وہی ہونے
 میں نہیں چکا ہوں سے
 یہی کہ مجھے تفصیل پتا ہے

وین سٹیٹنگز، اس کی رہائش میں ہے یہ وہی میں نے اسی سندھ کے لیے حاصل کی ہے
 اسے پھر عرصہ پہلے نکالنے کے ایک جوہر کی سنہ اس پانچ کے خلاف
 جیل مارڈ کی تماشہ کر رہی تھی۔ اس وقت میں نے یہ نکتہ کر کے اس

Abstract

1. 1940

میں نے اس شخص کو ایک بار دیکھا تھا اور اس نے کہا کہ اس شخص کو
میں نے اس شخص کو ایک بار دیکھا تھا اور اس نے کہا کہ اس شخص کو
میں نے اس شخص کو ایک بار دیکھا تھا اور اس نے کہا کہ اس شخص کو

ان جاسٹسٹرز، وائس چیمبرلین، سب کو ملنے کے ایک طرف جانے اس سے گھبرائے
 جس اپنے وارنٹ اور قریب خزانوں میں جاننا، یہ قیصر کی بددلتی کہ وہی بھی
 اور اس کا محتار امر ایک سو تین پتہ اس نام صاحب تھا ملنے وہی
 موت کے بعد نہ لے سنے وہ جیل تھریو یا ر کے موتی اس کی پیروی سے
 ڈرتے تھے یہاں ایک سو کہیں روئے جس کا اپنے جواہر صاحب نام
 میں تھا، لاہور میں یہ قریب تھا کہ وہی صاحب میں پتہ اس سے
 سے غریب جیل میں اس کے مرد و بیکار، جس قدر میں یہ ہتھیار میں سننے
 یہ قیصر و ملنے کے لئے اس کے لئے یہاں رہا

۱۰. سرکار پاپیہ میاں

میشنگنز : وہ کتاب ہے۔ یہ رقم جس پر ایک سو عدد ہے۔ بلاتی
اس نے جتنی مرض و جو اس اپنے دستوں میں ہے۔ وہ جسے یہ شہر پر ٹھکانا

دی تھی !

ابھی : ہمارے خیال سے کہ ہمیں یہ شادی یہ عقدہ جی حدست میں دائر کر کے گا
 وارن سٹیٹنگز : یقیناً میں نے سب کار عمل کر لی ہے ۔

ابھی : اس تقریر کوئی گناہ بھی تو ہر گا !

وارن سٹیٹنگز : اگر وہ ہیں پشاور کو رہا وہ بعد چلائے کی ترغیب دی جا سکتی ہے
 (اس کے آگے رہا ۔ است پشاور لیا جا رہا)

ابھی : وہ وہاں جا سکتا ہے !

روانہ نے کامیابی پر وہ سارا شادی شکر کی ہے ۔ ہمیں نہیں ساری
 ہوا ۔ وہ دھڑکتے سے چہرہ عیاں ہوا ہے ۔ ہاتھوں لمبی ہیں ۔ وہ ہوش
 باہر ہے ۔ اس کے ہاتھوں پر ہوش پر ہوش کہ وہ قریب شکر ہوش
 ہوا ہے ۔ وہ سٹیٹنگز وہ دے ہے ۔ کہ اگر سکر کی تہاں
 اس کی طرح بھاگ چکی ہو ہیں پڑی ۔

وارن سٹیٹنگز : ابھی میں تو رشتہ !

لیڈی سٹیٹنگز : وہ ۔ دھڑکتے ہیں ۔ یہ ہیں کہ دیکھ کر : سیدو ہیں ۔

ابھی : سیدو — میرے دے ہیں آئیں !

لیڈی سٹیٹنگز : ابھی کی مڑیں — اچھا آپ کام نہجئے ۔ ٹکڑاٹ

ابھی : ٹکڑاٹ !

(یڈاں جیٹنگر جی جاتی ہے)

دورن جیٹنگر : اڈیا ہر پی ۔ اسیہ ۔ کھو چنہ دن کے بعد یہ کھس جیٹنگر ہو جاتے گا !

ہی ۔ اڈیا ہر ہا سے قرنتیر بہت ۔ مچا تا بہت ہر کا ۔

دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا اور ہر دور ہر کا ۔

ہی ۔ (دورن جیٹنگر جیٹنگر) اڈیا ہر کا مازی کا ہر مازی بہت ہو ہا سے قرنتیر بہت

نزدہ نہیں رہتے گا ! اڈیا ہر کا !

دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا اڈیا ہر کا ہے ۔

ہی : اڈیا ہر کا (اڈیا ہر کا) گڈا ہر کا !

دورن جیٹنگر : گڈا ہر کا !

دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔ دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔ دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔

دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔ دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔ دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔

دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔ دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔ دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔

دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔ دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔ دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔

دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔ دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔ دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔

دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔ دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔ دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔

دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔ دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔ دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔

دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔ دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔ دورن جیٹنگر : اڈیا ہر کا ۔

جب وہ سسٹنگن دیکھ کر دواڑے سے نکل پڑا تو اس نے کہا

دیکھو یہ رہا ہے آسمان کے سافروں کا بھائی

میں پشاور سے دو گنا دور کوئی سہرا ہذا کی طرح دھوئی ہو

نصیب میں عروس سے چھوڑیں تم کا سہرا کہ میں پرکھی شوقا شوقا نہیں

سے غریبوں سے بھٹک ہوگے — وہیں مر رہا رشتہ دار ایسی

شاد و ناخوشی دور دورہ اس کے حادثے دور دورہ کی طرح ہوا سہرا

کرتی یہ شاد و ناخوشی ٹوٹے اور ٹوٹے خمیں وہ اٹھائے ہوئے گھر

میں آتا ہے "تو بیکر رہا ہے"

یہ دور، آپ گھر سے کھینچ کر شیشہ سے ملاقات کا مرقعہ ہیں غلام

مکرم پشاور، انجینئر

یہ دل، عجیب سے ہے جسے تو بہت دور دورہ تاج تاج شوق سے کہتے

شوق کی گئی ایسی تو سر کی کی وودان ہوگی جہاں وہ گئی ہو

مکرم پشاور، انجینئر تو بہت دور دورہ تاج تاج شوق سے کہتے

مکرم پشاور، انجینئر تو بہت دور دورہ تاج تاج شوق سے کہتے

تاج

باروں، انجینئر تو بہت دور دورہ تاج تاج شوق سے کہتے

مکرم پشاور، انجینئر

دول : ہر تو انہیں بے حد پسند ہیں۔

جوین پرشاد : چہ تو مجھے، غصوں سنہ کہ بے ممان کی خدمت میں حاضر ہو۔

دول : خیر کوئی بات نہیں۔

(بیڈر میٹنگز آن سے آتے دیکھتے ہیں کہ کمرے میں)

بیڈر میٹنگز کوئی پرست و سلسلے ساتھ ٹیڈر مانتا ہے۔

دول : ریڈر میٹنگز سے ملنے کے مشورہ پر وہی مومن پرشاد، کل اپنی یاد رکھ رہا تھا۔

بیڈر میٹنگز : HCF ۱۰۰ مجھے افسوس ہے کہ اس سے پہلے بھی آپ کو یاد نہ کی
وہ سال مجھے آپ کی خبر ہی نہیں تھی

دول : یہ خرد کہہ رہے ہیں کہ کئی مرتبہ میرا دل اپنی طرف پیش کرے کہ بے
جوا اثر اس حوالہ سے رک دیا کہ شاید اپنی شائستگی پسند کرتی۔

بیڈر میٹنگز : اپنی پرزور مجھے کیوں نہ پسند ہوگی! — اعمام پر تماشہ
پہننا سنہ میں ار!

جوین پرشاد : تم ہی ہوں، حاضری دے رہے ہیں!

(پائل سے ڈیر اٹھا کر کہہ) : سب ٹھیک ہے اور

پروانہ کر بیڈر میٹنگز کے اندر دے رہا ہے۔

بیڈر میٹنگز : ۵۱۰۰

باروں پسند ہے آپ کو

لیڈی ہسٹنگز: ورچی رکھائیے — (نام اصل مانی ہے)

باروں اس کا نام مرنے پر شاد ہے۔

لیڈی ہسٹنگز: (خالصہ سے شکر و مروت پر شاد کی طرف دیکھتے ہوئے) مگر

مرتب پر شاد

مورن پر شاد: جیت جیت

(مورن پر شاد دیکھتے ہوئے سے ادا مال کو لکھی ہسٹنگز کے ہاتھ میں دیتے ہوئے)

لیڈی ہسٹنگز: بہت اچھا — یہ بھی پہلے سے بھی نیا رہا ہے

باروں: دووں پسند ہے آپ کو

لیڈی ہسٹنگز: ہاں دووں پسند ہے

باروں: تو اس پر خوش ہوئے

لیڈی ہسٹنگز: مگر مگر مورن پر شاد: آپ کو جب بھی آتا ہے۔

دو لاکھ ایک

سے قیمت

مورن پر شاد: ارغبر کر۔ اسے انی قیمت کا قصور ہے جس میں ہر گناہ آتا ہے —

(لیڈی ہسٹنگز سے خفا رہیں پڑتی ہیں)

باروں: مرنے پر شاد: تو خوش نہیں ہو گیا

مورمن پر شاد، (ہے حیار باقر جوڑ رہی)۔ بہت خوش ہوں۔

لیڈی، پیٹنگز، آپ آئندہ بھی آتے رہیں گے نا۔

مورمن پر شاد، اچھی مزدور، خدمت میں حاضر رہا ہوں گا آپ سے۔

اس کی بجائے میں نے کرسی پر بات کی تھی، کس طرح کہے، مزید نا۔ ہوں گا۔

بارول، مورمن پر شاد، یہ سنکر آپ کا فریضہ کوئی۔

مورمن پر شاد، جی ہاں۔ مگر عرصہ ہوا ہمارے تعلقات خراب ہو گئے۔

لیڈی، پیٹنگز، بہت پرانا آدمی ہے۔

مورمن پر شاد، جی ہاں! آج کل درجہ جڑا کو بدنام کر رہا ہے؟

بارول، اے شخص تیار بھی دشمن ہے،

مورمن پر شاد، جی ہاں

بارول، دشمن کی وہ کیا ہے؟

مورمن پر شاد، یہ شخص پرتا تھا کہ ہائی د میں ایسے ہی جوڑا کا ہمارے ہاں ہے

اس سے بد صحبت میں مجھے خفا نہ ہو دیتا۔

لیڈی، پیٹنگز، یہ شخص ہر وقت آدمی کا دشمن ہے ان مورمن پر شاد، اہم سے اس

سے خدوت مت نہ بھی کیا تھا؟

مورمن پر شاد، یہاں تک کہ جوڑا نہ ہو۔ لیڈی، وہ سے کوئے ہوں۔

لیڈی، پیٹنگز، ایسے شخص کو تو بھی نہیں چھاپا جیتا۔

مومن پر شاد، کیوں نہ آوے گا۔ — یہ تو رہا فرض ہے کپ مٹ ہی چکے درجہ میں
لیڈی مسٹنگز، مسٹر کم اور جی آپ لا نکلا۔ تو میں بہت بُرا ثابت کر رہا ہے
مومن پر شاد، سب دلوں میں، دیکھ لیں۔

پاروں و مسٹر مومن پر شاد، سندھوستان میں جہاں نہ بھیجے ٹیک اور اچھے آدمی چپ
روپ نہ نکلا، پیسے خریدتے دار و گریوں میں،

یہی مسٹنگز ہمیں تو اپنی نقصان نہیں پہنچے کہ اسی کو نقصان پہنچا۔ صہ رنگ
ہمیں جانتے ہیں۔ — ہم کہیں۔ سرت لیں نے،

بارول: جوں ماری خاک ہے۔

لیڈی مسٹنگز، اسے آدمی کو سزا کی پابندی۔

مومن پر شاد، سزور سے کہ میں دوبارہ مقدمہ، زکروں کا،

لیڈی مسٹنگز، وہ کہ ایسی بُری باتیں کہے خود، بندہ سستیوں کو بڑھ
کر رہا ہے۔

مومن پر شاد، تو اب مجھے اجازت دیجئے۔

لیڈی مسٹنگز، اتنا

مومن پر شاد توڑ کے تڑا، افسانہ لکھا ہے

لیڈی مسٹنگز، اس کی طرف سے کر لیتی ہے،

انھیں ہار کر چھوڑ دیتی ہے۔

اس مقصد سے کہ شروع ہونے کو اس گزری چکے ہیں۔ عداوت نے اس کے پر
 پھوپھو پر پوری طرح طاری کیا ہے۔ جھگڑنے کے جوہری ہو رہی ہیں پشادنے لپٹنے کے
 سابق صورت ہے اور نندکار یہ الزام لگایا ہے کہ نندکار نے ڈاکا لپٹا ہے ہزار
 ایک سو لپٹیں۔ دسپے کے لیے اصل استاد و تیار کی ہے۔ نندکار نے یہ بات
 کر کے لی کہ کشتی کی ہے کہ یہ دوتا د بڑا اصل ہے۔ اس پر متوتی بلاتی ہیں
 کے جو احوال ہیں وہ جمل ہیں اس پر مقدمہ آج سے ساڑھے تین ماہ پہلے کیا
 متوتی عداوت میں جمل بھاگتا ہے۔ مگر اس کا فیصلہ نہیں ہو سکا۔ اس عداوت
 میں یہ مقدمہ دوسری مرتبہ د لڑ گیا ہے۔ عداوت نے جس طریقے سے
 اس مقصد سے پر غور کیا ہے وہ عداوت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ مہینہ پشادنے
 نندکار پر جو الزام لگایا ہے وہ درست ہے۔ نندکار نے براہی جمل ساری ۱۰
 مرتبہ پر چکا ہے۔ انھوں نے میں اس جرم کی نذر موت ہے۔ عداوت اسی نذر
 ۱۰ یا ۱۵ سال کے لیے بھی طے ہے۔ نندکار ۱۰ لکھ ساڑھے ماہ عداوت برہمن کر
 جمل ساروں کے جرم میں عداوت کی نذر دی جاتی ہے۔

(یہ الفاظ سننے ہی انہوں کی اس کیفیت دلی سے جیسے وہ تھے کا جھٹکا

محسوس کر رہے ہوں۔

نندکار کا چہرہ کیسا استبدادی طریقہ دیکھتا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ

فیصد نہیں ہے بلکہ اگر جس کے اقامہ کا فیصد ہے — لیکن زمین اور
چھبیس خشت کی مالک کا فیصد ہے

علیٰ بن ابی طالبؑ جو ہر گز ہاتھ سے اس قسم کی باتیں نہ کرنا چاہتا تھا۔ وہ فرمایا کہ
انسانیت نے جو پیچیدگی ہے۔ — بدالت نے اسے اتنی نصیحت کی کہ وہ غلام نہ

میں نے کہا کہ تم اسے بھلاؤ کہتے ہو۔ اگر یہ بھلاؤ ہے تو تو یہاں
انسانی کس چیز کا نام ہے؟
اور پھر یہ کہ اس نے اپنا دل دیا ہے۔ جس پر یہاں سے
(دیکھو کہ ہے)

خبردار: مجھے جو لپکے ہوئے ہندو کہیں کہ
ہوگا کہ شہر مسند مسند کی آریں

سراٹھایا، جو عدالت سند کوئی تہ نہ نہیں ہے۔
 لکھ کر، اسے ایک پرکچہ ہوا ہے۔ اس کی حیثیت کٹھ پتلیوں سے قائم ہے۔
 - بدو روکچہ میں ہے۔ - عجیب عجیب دلوں و قفسوں سے جڑا ہے۔ ان عجیب و
 سے بیکے مل ساریں کا مقدّر کہہ جاسکتا ہے۔ یہاں تو یہ ہے۔ یہاں سے بیکے مل
 ہیاں کر رہے ہیں وہ غم نہ لکھ سکیں گے۔ - اور نہ صرف وہ اس کے
 ساتھیوں کے ساتھ۔ وہاں نہ لکھ سکتے ہیں اس سارے طویل۔ - اس کا ہے

قماشے کا مقصد صرف یہ تھا کہ گورنر جبریل کے دل کو کھینچ دے تاکہ وہ جاسکے
 — اُسے کسی طرح محکم کر یا جیسے اور آج یہ مقصد پورا ہو گیا ہے —
 مگر یہی پریشاں اور اس صبحے وہ سرے کیسے روز پیل فطرت لوگوں کو جس کام کے
 لیے رشتہ دی گئی تھی — وہ کام محکم ہو گیا ہے۔ میں پراپت ہوں ان ہی
 تہذیب کے عہد میں سادگی کا مقصد مریدانے کی کہیں ضرورت نہیں آتی
 جب ایک مرتبہ مکتبی عہد امت نے سے اس میں دفتر کو دیا خواہ تو صبح
 اسنے عرصے کے عہد امت سے زندہ کرتے آئی کہ ضرورت تھی، ضرورت صرف یہ
 تھی کہ رشتہ جبریل پہنچنے نہ لفت کو موت کے حوالے کر سکے اپنی مخالفت کے
 حوالہ ان لوگوں کو چاہیوں کہ میری موت کے بعد مخالفت کا یہ طریقہ جو اب جو
 دیکھا جائے گا، مگر گورنر جبریل کو مسرور ہونا چاہئے کہ جب جسٹس کے مقصد
 حاصل کر سکتے ہیں بعد یہ مقصد مرشد نہیں ہو سکتا یہ مقصد وہاں ہوتا —
 یہی ہی موت کے بعد ہوتا۔ اس وقت ہوتا جب میرے ہر وطن قتلوں
 کو — فریڈ پکڑی دے مٹا رہا ہوں کہ اپنی طرح کچھ ہا میں گئے۔ اس
 وقت تھائی لینڈ میں کھڑے ہیں ہر گز۔ اس وقت لوگوں کو معلوم ہوگا
 کہ مجھ سے تھائی لینڈ میں سادگی کا مقصد مریدانے کی تھا بارہن سب سے
 دور رہا تھا جسے جنہوں نے سادگی میں کھینچا تھا وہ کو پانی کے تختے
 پر — تم نے میرے وطن میں چوروں اور ڈاکوؤں کی حرکت

وقت ٹھٹھٹ پیا رہی تھی یہ لٹ لٹھٹ آن باری ہے۔ ال باری ہیں
 سب کی دُشمن ہے پتھیں وہی طرح اس سرزمین سے جاں دیا جائے گا۔
 تھیں طر چوروں اور ڈکٹوں کو ٹھٹھٹ سے جاں دیا جائے گا۔
 تھیں مرقہ دہشت بھگت پر علم کتہ جاو — بے تھاکوں کو پھانسی پر ٹھٹھٹ
 رسو — اور ہم میں ٹھٹھٹ ڈاں کرنا اور ٹھٹھٹ رسو کرنا۔
 دہشت جب میری رشتہ میں تم جیڑ جیڑ کی طرح ایک دہشت رسو —
 تھیں مرقہ دہشت بھگت پر علم کتہ جاو — بے تھاکوں کو پھانسی پر ٹھٹھٹ
 رسو — اور ہم میں ٹھٹھٹ ڈاں کرنا اور ٹھٹھٹ رسو کرنا۔
 تھیں مرقہ دہشت بھگت پر علم کتہ جاو — بے تھاکوں کو پھانسی پر ٹھٹھٹ
 رسو — اور ہم میں ٹھٹھٹ ڈاں کرنا اور ٹھٹھٹ رسو کرنا۔

مٹی جی کر مروں گا۔
 دہشت کا جیڑ ہے ترور رسو جاو — بے تھاکوں کو پھانسی پر ٹھٹھٹ
 رسو — اور ہم میں ٹھٹھٹ ڈاں کرنا اور ٹھٹھٹ رسو کرنا۔
 تھیں مرقہ دہشت بھگت پر علم کتہ جاو — بے تھاکوں کو پھانسی پر ٹھٹھٹ
 رسو — اور ہم میں ٹھٹھٹ ڈاں کرنا اور ٹھٹھٹ رسو کرنا۔

حضرات ! عدالت اس قضیے پر غور کرے گی
 (کہ کہ) — ترور رسو جاو — بے تھاکوں کو پھانسی پر ٹھٹھٹ
 رسو — اور ہم میں ٹھٹھٹ ڈاں کرنا اور ٹھٹھٹ رسو کرنا۔
 تھیں مرقہ دہشت بھگت پر علم کتہ جاو — بے تھاکوں کو پھانسی پر ٹھٹھٹ
 رسو — اور ہم میں ٹھٹھٹ ڈاں کرنا اور ٹھٹھٹ رسو کرنا۔

تمام شہادت گواہی سے میں اب دور دور سے دیکھ رہا ہوں۔ وہ ایک طرح
 کے فحشہ شہادت سے میں اب دور دور سے دیکھ رہا ہوں۔ وہ ایک طرح
 کے فحشہ شہادت سے میں اب دور دور سے دیکھ رہا ہوں۔ وہ ایک طرح
 کے فحشہ شہادت سے میں اب دور دور سے دیکھ رہا ہوں۔ وہ ایک طرح

جھوٹا دل

اہل ماہ - وہ ایک دلکش - وہ ایک دلکش - وہ ایک دلکش
 دلکش - وہ ایک دلکش - وہ ایک دلکش

دن : دلکش - وہ ایک دلکش - وہ ایک دلکش

وقت : دلکش - وہ ایک دلکش - وہ ایک دلکش
 میں : دلکش - وہ ایک دلکش - وہ ایک دلکش
 مجھے : دلکش - وہ ایک دلکش - وہ ایک دلکش
 سے : دلکش - وہ ایک دلکش - وہ ایک دلکش
 تھا : دلکش - وہ ایک دلکش - وہ ایک دلکش

اور میں : دلکش - وہ ایک دلکش - وہ ایک دلکش
 فیروز : دلکش - وہ ایک دلکش - وہ ایک دلکش
 ظہر : دلکش - وہ ایک دلکش - وہ ایک دلکش

پیچھے ہٹ باز ایک سپاہی دلاتا ہے، ٹرک محرم کے مغرب و جوش
 میں ان طرفیں آتا ایک لخت سب کے سب اسی بد پر ٹکر جاتا ہے جس
 دو کے عامی دور دیکھ کے اندر لگاؤ ہے سب جس و حرکت خود کار دوسرے
 رات اسے اس کے پتہ پر ایک بیجا جلال اور ایک ایسی عظمت نمایاں ہے
 کہ اچھے دیکھنے والے حیران رہ جاتے ہیں، تھیں تھیں جیسے ہیں اس کی کشادہ
 پیشانی پر فکر و محسوس لایا سا فضا میں ہیں سب، انھوں میں سوائے محبت ہی
 ہے۔ در اس سے اس کے چہرے کے علاوہ میں اور اضافہ ہو گیا ہے۔
 لوگ پر ایسی مرحوبت طاری ہو گئی ہے کہ سب رونا دھنا جھل جھل
 اس حیرت انگیز ہے۔ کسی کو یہ احساس نہیں ہے کہ کیا ہونے والا
 ہے۔ کیا ہوا ہے

نہایت قدرت و اعجاز ہے۔ ایک کورت ریل ریل آتی ہے اور اس
 سے ہندوستان گر چلتی ہے۔ اندر کا رستہ ٹھٹھا ہے۔ عورت سسکیں
 جیسے لگتی ہے

بد کی بجائے کی طرف دیکھتا ہے۔ اور اپنی صاف خلوص سے دہرائے
 "رہنما کو تیرے لئے تھا ہے۔

باندھ کر ہاتھیں رونا نہیں چاہتے۔ تم کیوں رونا ہے ہو اس لیے کہ میں مر
 رہا ہوں۔ میں مر رہا ہوں مجھے زندہ رہنے کے لیے۔ میں مجھے لگا ہوا

سے لڑتی فارغ بن کر۔ رن سٹینڈ اور آہی کی پٹیوں پر دیا دھوکا
 اور جس وقت کہ میں آج گشت پرست کا کوئی سامان میں دیکھ
 ایک آدیش برس۔ جیسی قوت کی، انسانی نظم اور روش کسرٹ کرنا
 دینے والا آدیش ہر۔ یہ آدیش زور بہت کا۔ — نندکار زور بہت
 اپنے راستے پر چلتے جاؤ اور مجھے خوشی حلقی اپنی راہ پر جانے دو۔

اس کی تمام اہم کے چھٹے درجہ آتا ہے۔ یہ بھی سب
 مائیں روکنے سے پہلے اس کی طرف دیکھتے ہیں۔ — نندکار دوسری بار
 اور ہر اس طرح لڑا تا کہ۔ — میرے پاس لکھتے ہیں سے چند زمرے
 دو لوگ درمیان میں راستہ بنا دیتے ہیں

بچہ پڑ آتا ہے اور اس کی ٹانگ سے پیٹ جاتا ہے۔ — نندکار
 پوتا ہے نندکار اسے گد میں اٹھاتا ہے۔ پڑا کرتا ہے اور چہرے کی سیلیں
 جبرق لڑتی ہیں کی گد میں دسے دیتا ہے

تندرہ چھو بارا ہے۔ — چھٹی کے تھے کی طرف توں خدا ہے
 ہیرے کے، غیر ملکش سے اس ہاروں کے ساتھ لڑا۔ عت کی طرف
 ہی نندکار ہمارے ساتھ ہے۔

آدہ و زاروں میں پڑتی ہے۔ چھٹی میں پڑتی ہے اور میں خود مدد کرتا
 نندکار ہر گد میں ہے۔ — چھٹی ہمارے ساتھ ہے۔

نعمان مسکوں کے چتریں سے اب ہر جا پر پانچہ ۱۰ اور دوسرے
 دوسرے دریاں اسٹیکے دوسرے قریب تدکار کی محبت و جرات
 کے ساتھ تو ٹھاکے ۱۰ ہر جا ہیں تکت و فرشتے کے ساتھ اس کے نکل
 کے سامنے تکرار چرائی کے حالات برکت ۱۰ الا اہم بقا تھا ۱۰

یا نجواں منضمی

اسی دن میں شام کے نزدیک

وین مسٹا ہر جا میں شام

دوسرے میں وین مسٹا ہر جا میں شام
 کئی میں مسٹا ہر جا میں شام کی توتیں اور چلیک نظر آتے ہیں اور
 شربت پانی سپہ تیوں کے حیدروں میں شربت کی توتیں نمایاں ہے
 وین مسٹا ہر جا میں شام کی توتیں سے نکلتے ٹوٹے اس ملک
 میں ہماری پالیسی لکھی، کام نہیں ہو سکتی۔

اپنی اس میں کیا شک ہے۔

وین مسٹا ہر جا میں شام کی توتیں سے نکلتے ٹوٹے اس ملک

(F30.1)

اپنی اس میں کیا شک ہے۔ دو آدمیوں کو

• وارہ چھوٹے سے زچہ میں پیدا ہوئے اسے وہ چھوٹے سے چھوٹے
 موت کے قہر میں پیدا ہوا ہے گا اور جو بڑی چھوٹے سے چھوٹے
 وہ چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے
 اور یہ ایک چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے

• چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے
 چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے
 چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے
 چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے

• چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے
 چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے
 چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے
 چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے
 چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے
 چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے
 چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے
 چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے

• چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے
 چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے سے

مے واسطے کہ بھی نہیں خبروں میں جاں سے چانس کے میدان ملک
اُس کے ماحول : ہمیں نے ایک لمحے کے لیے بھی اس کے چہرے پر
تکراسٹ نہیں بھی

اچھی : بہت خون کی لسان تھا — جیسے تھیں ملکوں میں اقواب پیدا کر دیتے ہیں
وارن ہسٹنگز : اتنی سی پیگ حمل میں اڑھیتے ہوئے *Damn*
اچھی : ہمیں ایک بات پڑے اور خطرہ کشش سے نجات مل ہے۔

بارون : آپ کچھ کہیں : مگر میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اُس جیسا بہادر انسان
ہیں نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ موت سے دوڑتا ہی نہیں تھا۔ چانسی کے
تحت کی طرف ہر طرح تدم اٹھا رہا تھا جیسے — جیسے موت کی طرف نہیں زندگی
کی طرف مہار سے نہ فراس کی ٹانگوں کو نگرش ہوئی اور نہ ہی اس کے
چہرہ دارنگ دلا بھیا تھا ویسے : اولیاء : — میٹھی پر تدم دیکھنے
سے پہلے اُس نے بیٹے کو گلے سے لگایا۔ اور بے خوف و خطر سات اور
پڑ پڑش جگہ میں پر لائی میری تمیں اور تمام ہندوستانیوں کو یہی وصیت ہے
کہ ان سنبھڑی وارے ڈاکوؤں کو جلد سے جلد اپنے ملک سے نکال دو۔
وارن ہسٹنگز : (خستے سے خالی ٹیگ پر سے پھینکتے ہوئے) پاچی !

بارون : یہ سکتے ہوئے جب اُس کی نگرش پر پڑی تو اس کی آنکھوں میں شرمی
ورڈن : جیسے بھی ہوئی آج ایک گنت خبر کی اٹھ : اُسے ہم سے محبت

نقصت تھی۔ وہ مندوستان میں جہاد سب سے بڑا دشمن تھا۔ میں
چاہتا تھا کہ جسے جلدی جلدی شہر کر دیا جائے۔ مگر اس کے اعلان اس ناک
وقت پر کہیں نہ ہوا۔

سینٹینلز : جی نہیں۔ اس میں تندرکھا۔ اس کی ضرورت ہے۔
ول : اس نے آخری وقت میں کہا تھا۔ میں نہیں جانتا۔ میں جانتا
مگر میں ہا۔ جی تو کہہ رہا تھا۔ اور اس کے بعد اس نے بیٹے کو
بھست کر دیا، بیٹے کا بڑا اس تھا۔ رش و غم سے وہ اس قدر حال ہو گیا
تھا کہ اس نے ایک قدم بھی نہیں اٹھایا تھا۔ اس کا جسم لڑ رہا تھا۔
کئی رگوں نے اسے شہاں، درخت سے ہاتھ لگے تھے۔ تھک گیا۔ اس کی حالت
وہ جس طرح تھا، اس سے کسی کمزوری و انداز نہ کیا وہ اپنے آپ کو تھک
بکھ رہا تھا۔ اسے لال تھیں تھا کہ اس کی موت شہادت ہوگی اور وہ
بیشک زندہ رہے گا اس نے خور اپنی ٹپٹ پر اٹھ رکھا۔ جیسا اس
کے ہاتھ بندھ دیے تھے۔ اس کے چہرے پر سیاہ پگڑا بندھا جانے لگا
اس نے میز صوف پر چڑھتے وقت کسی سہارے کی ضرورت نہیں تھی۔
اس وقت بھی اس کی ٹانگوں میں کمزوری نہ ہوئی۔ اس وقت میں اپنے
ہاتھ ایک عجیب کیفیت محسوس کر رہا تھا۔ اس کی جہاد سے متاثر
تھا یا کسی قسم خوف سے۔ میں کہہ نہیں سکتا۔ سہل کا تختہ بٹانے

کے ڈھانچے سمٹ بعد لاش زمین پر آ پڑی میرے دل میں تیری خوش فہمی
وہ اس ہر وجہ و دلیلیں گھر میں دلچسپ نہ سکا۔ لاش توڑ مہذب نے کے
یہ برعکس کے حوصلے کو دی گئی۔

لیڈی سسٹیننگز : (دھڑکتے ہوئے) *Alas, alas*
دارن سسٹیننگز : اب سو غیر متاثرہ حالت میں، چل گئی تاتس ؟
بارون : ہاں !

(ترجمہ سنی دیتا ہے)

اچھی : سو کر گیا ہے ؟
بارون : ستا یہ وہ لوگ ہیں ،
(کھڑکی کی طرف جاتا ہے اور پیچھے گھٹنے ٹیتا ہے)

دارن سسٹیننگز : کون سے لوگ ؟
بارون : (واپس آکر) وہ لوگ محتاج کر رہے ہیں۔
اچھی : اچھا کر رہا وہ تو ہے !
دارن سسٹیننگز : اتنی جگہ کر کے آئے ہیں — پانی۔

لیڈی سسٹیننگز : اچھا کر رہا وہ کیا کر رہے آئے ہیں !
دارن سسٹیننگز : اسٹیشن کے ہیں (کوئی ٹکڑ نہ کرو۔ سب کچھ قنیب برصہ)
یہ کر جو کر پتہ ہے۔ خوب دن کھول کر پیش کر دو۔ ہمیں نہ ملے

رُومان

کردار:

سید کی بیوی	○	سیحہ
سید کی عزیزہ	○	بٹول
سید کی بیٹی	○	عاجلہ
ذکر	○	حکیم

منظر

پتہ جو پھر رستہ دور دوریوں پر چھاؤں کی سناٹا دکھائیں کہ موت
ایک دور دوری سے دستہ بھی فزک ٹیوڈ اور پیش قیامت سے دور اس اندر
سے رکتا ٹپا سب زکومت میں داخل ہوتے ہیں میں ایک قسم کی شاعر
کیسیت کا احساس ہاگ اٹھتا ہے کہ میں یہ دور سے جھکتے ہیں کہ
مشرقی دور میں ہے اور دور دوریوں پر چھاؤں کی سناٹا دکھائیں کہ موت

اس وقت شام کے چھ گھنٹے میں سورج کی کرنیں آلودہ نہیں ہو رہی
میں کچھ دور کی یہ ہے کہ میں نے بڑی بڑی پرستاروں کی سائیں کر چکی ہیں
میرے پاس ہے قریب میرا اور نکل چکی ہیں

نہر قریب قریب نہیں ملے گی ایک خوبصورت موت ہے۔ ہاں
میں نے غلابی رنگ ہے اس کے چہرے میں بڑی بڑی سبب ہوں سناٹا دکھائیں کہ موت
سے جیو سے میں نے کی تری ہاں ہے جیسے کسی ایک شخص سے ہے
تپ پٹنے کی کستری کر رہی ہے کہ دوسری میں سے ہے ہاں ہاں ہاں
فسیر ہے موت قہر میں سے ہوتی کی طرف دیکھ رہی ہے ہر شخص کے اختیار
کے عام میں پناؤ کے ہاں ہاں کی خبر میں سے

کہ : اب اس کی تہہ مجھ میں، تو چہرہ ؟

کہ : تو چہرہ — شکار کی، تو چہرہ لپٹے میں۔

کہ : یہ کچھ نہیں — یہ کیونکر ہو سکتا ہے ؟

کہ : میں کہ جانوں —

کہ : سناؤ مجھ کو !

کہ : چھوڑ دو مجھ کو، اب اس وقت کے کہ

کہ : سوچتے ہوئے، اور نہیں۔

کہ : دیکھو کی مثال تار سے ہوئے، اور نہیں — رہے اختیار میں پڑتے (اب

کہ : تار تارے آپ کو

کہ : اگر وہ کون — کیا ہو، چہرہ ؟

کہ : دیکھو، چہرہ و سر پر ہوا اس کے اور کیا ہو سکتا تھا ؟

کہ : یہی تو میں پوچھتی ہوں — کیا کہہ رہی ہیں ایک ن سکول سے، کٹر

کہ : نہیں تو میں پر نیلے رنگ کا ایک غافل پڑا تھا

کہ : اب اس — اب اب یہ چھپیں گی، پر کیا تھا ؟

کہ : اب اب، تو پوچھ رہی ہیں

کہ : محسوس کر رہی ہے آپ نے

کہ : وہ میں تو کٹی ہوئی ہو رہی ہوں — ہے !

بتول : بڑی خندی میں ۔۔۔ یا آپ !

نسیمہ : چلو پرتی سہی ۔

بتول : تو کیا ایش نے لاپختہ ہونے دھتیل سے وہ لفظ نکال دیا ۔

نسیمہ : کیا لکھا تھا ؟

بتول : کتنی بے صبر میں ، آپ بھی ، نامریاں نے بھیجی تھا ، لکھا تھا ۔

مگر کیوں بتاؤں آپ کو

نسیمہ : جتنی خوب ہر قسم ۔۔۔ اچھا نہ بتاؤ

بتول : رو پڑ گئیں ، ایسے سُنیے ۔۔۔ بہت مختصر خط لکھا تھا ۔۔۔ لکھا تھا

(اہر سے عابدہ کی کواز آتی ہے ۔۔۔)

نسیمہ : خدا کی پناہ : (بلو آواز سے) کیا ستے عابدہ !

بہت چڑھی ہوئی ہے

عابدہ : ادر آتی ہے ۔۔۔ سات آٹھ سال کی لڑکی ہے

عابدہ : اتنی ! رضیہ کے پاس گریا بھی سے دی ہے اور لکھا بھی آپ کا بے دہی کی ٹیڈ

نسیمہ : سے دوں گے تمہیں بھی ، اب مجاز ۔

عابدہ : حذر سے دیں گی نا ۔۔۔ روز کسی میں سے دوں گی ، سے دوں گی

اب تم سے کہہ رہی ہیں ۔

نسیمہ : اب ہا کر لکھو کل حذر سے دوں گی ۔

عابدہ : اگر کل بھی نہ سے کہہ دی تو ۔۔۔ میں رو پڑوں گی ۔

لے روئے آئین آج سے دیا اتنا سا د

۱۰۰۰ روپے ملے گا ہے

۱۰ : تو اب خود میں روت تھی جو یہ طریقہ تھا کہ آپ کی کہی نظمیں پڑھ کر پڑھ کر
مست ہو کر کہے کہ وہ مجھے اتنی برا لگتا ہے کہ وہ بڑے بڑے روتے ہیں
وسا طت سے ہنسنے لگتے ہیں یہاں تک کہ اپنی سے لکھتے ہیں کہ یہ تو کیا ہے
۱۰ : پھر کیا ہوا ؟

۱۰ : میں نے خط پڑھ کر ہی روتی تھی کہ وہ یہ دے دے کہ اب یہ لکھ لکھ لکھ لکھ
میں نے فطرت سے کہا تھا کہ یہ حال کو یہ طے لکھنے کا کیا حق حاصل تھا اور نہ
حاصل غلطہ میں کیا کہہ دیا میں نے وہ کہتی تھی کہ اب یہ لکھ لکھ لکھ لکھ
میں چھٹک کر چلی گئی ہوں — میں نے کاپی اٹھائی تھی وہاں یہ لکھا تھا کہ
چھٹک کر چھٹک کر چھٹک کر چھٹک کر چھٹک کر چھٹک کر چھٹک کر چھٹک کر چھٹک کر
اچھی حق — یہ حق اب یہ کار سے رومان کی اس کے بعد خود کتابت
شروع ہو گئی۔ طاقات میں ہوتے ہیں اور اب تک ہو رہی ہیں !

۱۰ : تو آج کل حسرتوں کا کر رہی ہو ؟

۱۰ : عجیب و غریب رومانی خواب دیکھتی رہتی ہوں عجیب و غریب رومانی
دنیا میں رہنے لگی ہوں۔ میں دنیا میں شوق کی لگیوں میں رہتی ہوں کہ
لکھتاں کے چلتے ہوئے رتوں کی بجائیں چاروں طرف آویزاں ہیں —
اور فضا میں عجیب قسم کی پراسرار کیفیت دیکھتی ہوں کہ — اٹھتے

ہوئے نہ جانے کن اپنی فضاؤں کو چھڑھتی ہوں نہ جانے کس آنکھ سے
ہوتے ہوئے غفلتوں کی گونج پہنچے دس کی گزیریں میں غسوس کرتی رہتی ہوں
— لاش یہ خواب کبھی تگوت نہ ہوں — کبھی حتم نہ ہوں ۔

منجید ہی سر سے خواب رہتے ۔ بالکل ہی —

(جس راز عالمے نکلتی ہے منجید چنے تختوں میں غرق ہے ، کپڑا ہے)

کریم : بی بی بی !

تیسرے : (بخا ہوا) کو

کریم : جہاں ناشر کہاں ہے ۔ کیس نہیں ملا مجھ کو

تیسرے : کیا دیکھ رہی ہیں ، میں کیس نہیں پڑھ رہا

کریم : صاحب آمد کر کے تھے کہ پھر بی گھر سے خرابہ دوائی و ناظر منظر ہی نہیں

تیسرے : اٹھ جاؤ ، دفعہ دہان ہو جاؤ سب ۔

کریم : منظر بھی آپ کو دیتا

تیسرے : سنو ، سنو ، پوچھتی ہوں ہی دو گریں سے ۔ فر چھپتے نہیں لگتے دہشتے ۔

(لوم ٹاپ صاحب سر کھودتے ہوئے ہر محل جاتا ہے)

تیسرے : بروا چھپتی ہوں

تیسرے : کوئی !

تیسرے : ہاں ، ہاں ، تو یہ سنو ، پوچھتی کی ڈاک سے نہ ہو خط آئے ہاں ہاں ۔

پہنچ گئی بولنا، دیکھتی ہوں جا کر

تیسرے : تو یہ بات سہی

بتول : آپ! آپ تو اچھی خاصی ذہین ہیں، مسداک، اچھا پھر حقائق ہو گئی

ا بتول مشرقی دروازے میں سے نکل جاں ہے شیر اظہار سے بدو

کر چھتی ہے دروازہ کو کھڑکی کے پاس کھڑی ہو جاتی ہے اس کا چہرہ

شرعی مائی رہنمائی سے ایک وقت سے وہ تھیں سدا کے پتہ خوش گزار

اور خواب آور وقتے بات ہیں ڈانی دہتی ستہ سے چہرے لکڑ جاتے

میں بطور مدد آتا ہے۔ بطور کی عمر پچیس سال سے لگ جاتا ہے چہرے

سے ٹھہرے تسکرات سے آواز غماں میں وہ کرست ہیں آکر ٹول کھڑی

پر ٹنگا دیتا ہے۔ اپنے ماں میں اس طرح اٹھایاں جھرتا ہے جیسے

میں در و کسکس جبراً ہوا ہے۔ سدا اس کی طرب وید۔ سدا کی سے بچو

میں سوئی کی مسکراہٹ کے قرب میں مسکرا رہا ہے

تیسرے : بڑی دیر افادہ کی آجی تو اب سے

تیسرے : روز اسی وقت آتے ہوں۔

تیسرے : شاید مجھے محسوس ہو رہا ہے آج آپ دیر سے آئے ہیں۔ انتظار

ہو کر رہی تھی۔

تیسرے : کہیں؟

نہیہ : کیوں کیا ۔ (مسکراتی ہے) وہ ایک خاص اذیت سے شہر کی طرف دیکھتی ہے
 آپ گھر آنے کیلئے بیتاب نہیں رہتے ؟
 سلیم : کیوں نہیں

(گریہ کرتا ہے)

کریم : بی بی ! تمہیں سے پرہیز ہے ۔ اسے بھی خبر نہیں ۔

سلیم : (گرم سے) دو لڑائیوں نے بی بی کے لیے

کریم : جی نہیں سنتے ہی نہیں دیکھیں ۔

سلیم : کیوں ؟

نہیہ : اوہ جوتل ہاتھ لگاؤ آپ خواہ مخواہ پریشان ہو گئے ہیں ۔ بہادر کریم دوسرے

کوسے میں جا کر اٹاری میں دیکھو ۔

سلیم : آج بخار تو نہیں رہا ہے بل کر ۔

نہیہ : (بے پرواہی سے) نہیں ۔

(کریم چلے جاتا ہے)

سلیم : عابدہ کے رنج پر مریم لگا دی تھی ؟

نہیہ : لگا دی ہوگی زمین سنتے ۔ اسی باروں کو چھوڑیے بھی ناز منہ دیر کی

طوائف اشارہ کرتے ہوئے جہاں جیل ڈل لائنوں کی یاد ہے) دیکھتے رہتے ہیں

کیسی ہے ؟

عظیم : بہت بھی ہے

سید : آج صبح وہی تھی بدستہ باہر نکلے دیکھئے تو آج شام کس قدر
میں سے۔

عظیم : اٹھڑی سے بدستہ باہر نکلے وہی ہے

سید : اچھی باتیں کہنے میں ہے دیکھ رہی تھی بلشتہ و خستوں کی بھڑکی ہوئی
شعبوں میں سرسبز کی شمع آلود گردیں تھیں رہی تھیں اس وقت مجھے وہ
زمانہ یاد آیا جب میں اور آپ گھٹنوں ہلکی میں گھڑا ہوا کرتے
تھے یا وہ وہ زمانہ آپ کو؟

عظیم : وہ زمانہ کچھ تو بھول گیا ہوں — مگر وہ گھڑکی کہوں کہوں رہی ہے
جسے بی کو زلزلہ سے ہوا لگ جاتے کا شہر بہت

سید : سید بی بیان سے کہاں؟

عظیم : تو کہاں ہے؟

سید : زمین ہر زمانہ میں ہے گئی ہے

عظیم : زلزلہ کی حالت میں اسے ہر جہاں ہا ہستہ

سید : معمولی بات ہی تو ہے۔

عظیم : معمولی بات کہاں ہے، تمام بات کھانسی رہی ہے سچا رہی

سید : (اسی تقریر کو دیکھ کر) وہاں ہمارے پاس یہی مہتمم کی انہی اور تقریریں

ہے کل چلیں تھے، آپ میرے ساتھ
 سلیم : فرصت نہیں ملتی، اگر شش کروں گا۔
 نسیم : آپ کو جانا ہی پڑے گا۔
 سلیم : اچھا چلا جاؤں گا دیا !
 نسیم : کچھ سوچ کر، یاد ہے نا، ریکی پٹی ملاقات کہاں ہوئی تھی؟
 سلیم : بھیل ٹاں پر —

نسیم : جس ڈل کے کنارے۔ میں دور ایک کشتی کو دیکھ رہی تھی۔ جو ہانی کی
 شگاف سطح پر تیرتی تھائی مگر ہوں سے وہ بھیل جو رہی تھی — اچانک آپ
 آ گئے اور آبا جان نے آپ کو پہچان لیا۔

سلیم : آن کے سہرے درست کا بیٹا جو ہوں
 نسیم : ایک ایک باب یاد ہے اس وقت کی۔
 سلیم : اس دن میں کالی دیر آپ لوگوں کے ساتھ رہا تھا۔
 نسیم : یاد ہے آپ نے جاتے ہوئے آبا جان سے کیا کہا تھا؟
 سلیم : کچھ یاد ہے کچھ بھول گیا ہوں

نسیم : (رو رو کر) مجھے راضی آتا ہے جب آپ کہتے ہیں کچھ یاد ہے ایک
 بھول گیا ہوں !

سلیم : اب میری غم جاناں ہی نہیں، غم دوروں بھی ہے، سارا دل کا درد

جس سے گھٹا پڑا ہے۔ ظاہر سے دماغ میں ہے شمار چیریں تیرے ہو گئی ہیں۔
 نسیم : تو یوں بچہ کچھ سب : میں اور وہ میں دس گئی ہیں
 سلیم : تھکا خال سے مجھے ہر وقت اسی زمانے کی یاد میں محو رہنا پڑا ہے
 نسیم : یہ میں نے کب کہا ہے ؟

سلیم : تو پھر کیا کہا ہے ؟ — پھر کیا کہا جاتی رہی ؟
 نسیم : میں دس چھوٹے چار ہے ہیں۔ چھوٹے کچھ اور سب اب کچھ اور ہیں۔
 سلیم : مطلب یہ کہ مجھے کمال کے پاس کھٹوہ کرکشی کر دیکھا پڑا ہے وہ مال
 کٹر پڑنے پڑا نہیں اور یہ میں نے کبھی ایک ہندو کرکشی پڑا ہے۔
 نسیم : اب لا رہا ہوں آدمی جو بن گئے۔ آپا لیں باتیں دیکھیں آدھوں کھٹوہ
 سلیم : نسیم : میں کب شہر اور کب دس : کسی دس فلم کا یہ دس
 ہوں جسے ٹاسٹ اور عشق کسے سے سرا اور کول امہ کی ٹاسٹ ہے۔

نسیم : یہ تو محض بہانہ ساری ہے صاحب کیوں ہیں کہ دیتے مجھے ب تھاری
 ذات سے وہ دس ہی نہیں ہے جو شادی سے پہلے تھی !

سلیم : یہ بات بزرگ نہیں ہے مجھے تھاری ذات سے وہی دل چسپی سے گراں
 زندگی میں وہ ان کے علاوہ اور بھی سے شمار مسائل میں ہیں ان مسائل سے
 دل چسپی یعنی پناہ ہے۔ ورنہ زندگی میں مرضیات کی خواب نہیں ہوتی وہ باہر سے
 نسیم : یہی ہے دل چسپی نہ دس تو کہ دیا زندگی میں درجی سے شمار مسائل میں

سلیحہ : اب میں نہیں کہوں کہ آؤں غاروں میں نہ لڑائی میں نہ جنگ سے
 فسیحہ : دوستہ تادی سے سہلے کیا لہا لڑتے تھے، بڑا ہی بڑیا کو، میں
 امین دہانا دیا تھے جہاں رومان نہ رومان ہوئے، جہاں مسرت ہی نہ تھی
 حق : شیر بچہ آپ سے شکوہ نہیں ہے۔

سلیحہ : شکوہ تو کچھ نہ، پاستے، کیا، ہر سہ کی حیثیت سے تھا رافض نہیں کہ
 بچوں کی صحت کا ناس رخصت گھری دتہ دیوں کا پوری طرح احساس
 کرو، مگر تم نے تو اپنا فرض ہی سمجھ لیا ہے کہ ایسا ہے نہ نئی تصویر بناتی
 ہو، درد سے پر رٹک رٹک کے پر دے لگاتی ہو، صبح و شام، غصہ میں
 لگتی پھرتی ہو، سب ہی اسی دن سے یاد ہے، تم نے ایک دن میں دو شکوے
 کی کشتش نہیں کی، عابدہ کی ٹانگ پر زخم ہے، مگر تم اس کی پروا نہ
 میں، بچہ کو بچہ سے مرے سامنے تھیں، تنہا دیا تھا، تم نے رہا ہے
 ، سے کہاں چھینک دیا ہے، اب وہ بچہ عابدہ پر تھیں پھر رہا ہے کیا
 ، ہاں میرے کرنے کے ہیں ؟

فسیحہ : اب لہجہ ہی تو یہ جو کچھ باتوں کا ذکر کروں، مجھے معلوم نہ تھا، یہ سب خواب
 اتنی بھاری حمل کر رہی ہو جائیں گے، نکات، خوب دیکھ ہی نہ ہوتے۔
 سلیحہ : سمجھ میں ہیں آقا تمہیں کہوں کہ کیا دل بچہ کی بات کہہ دوں تو تمہارے تن
 بہت ہیں تنگ نہ رہا ہے۔

سبحہ: حقیقت یہ تو آپ پر ختم ہے (وہ نے کھنکھائی) میں بالکل بے پروا عورت
 ہوں مجھے۔ ٹھہراؤں سے۔ بچوں کا احساس نہ ہے۔

سلیم: مجھے عروس ہے اماں۔ درخت یا بقیں کہ دیں مگر تیرے بھی تو اپنی دختر داریں
 لگا خیریاں کر رہا ہوتا تھا۔

سبحہ: درالباب ایڈیٹس۔ میں تو اب کہ جس چھ ساتھیوں میں بھیل باتوں کا ذکر
 کروں تو اور غصے سے ٹھٹھکتے ہیں۔ تو آپ کو اتنی جدی بدل سکتا تھا تو پتہ
 تاویز بتا کر میں اپنی امیدوں کا ٹکڑا ٹکڑا کر میں ٹھہری تو درگفتی۔
 سلیم: بالکل نسیم! مجھ سے کام کر رہا ہے اور تو طب کے شیف بدل کر فضا
 کو زہریلا بنا رہا ہے تو بڑا کام کر رہی ہو۔ یہ تو بالکل فضا میں کھڑا ہے۔
 سبحہ: میں تو یہ کہتی ہوں آپ میری سہرا ہے۔ سب سے بڑا ہوسچلے میں۔

سلیم: سیر کوں کہتے سے نہ سوجھتی سوجھتی ہو رہی ہیں۔ انم ٹھکے جابا ہی ہوا
 نسیم: جابا ہی کر کے مجھے میرے حال پہ نصیحت کیجئے۔ میں یہی امیدوں کو اپنے
 سینے میں دفن کر لوں گی۔ یہی آرزوؤں کا، اپنے ہاتھوں سے لاکھونٹ
 دوں گی۔ ہی چاہتے ہیں، اب!

سلیم: نسیم! ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرو۔ اب تم جس مہل پہن رہا ہو
 کہ زہرہ دہریاں میں تھکے فرشتے ہیں۔ باطنی داپس نہیں آسکتا۔ گریہ سے
 داپس لانے کی کوشش کریں گے تو ٹھہر کا سا نظام تباہ ہو جائے گا۔

فسیحہ : جی میں ، غصی وہاں لاسنے کی کوشش نہیں کرتی ۔ یہ عورت کی برکتی ہے
 کہ وہ ہمیشہ غریب ہی ، کلیجا کرتی ہے اور یہ خواب بھی پرے نہیں جوتے
 سلیم : فسیحہ ! تم اپنی منہ سے ٹھکر کر رہا کر کے ہی دم مرنے !
 فسیحہ : میری بات کر کے چلے جاتے ۔

سلیم : اور کیا کروں گا ؟

سلیم غصے میں تیزی سے باہر نکل جاتا ہے ، اس وقت کمرے میں اندھیر
 پھیل رہا ہے ۔ فسیحہ کوچ پر گر کر دونوں اعتراف سے پردہ اٹھاتی ہے
 وہ سسکیں لینے لگتی ہے سسٹھ کا منظر بدلتا ہے حبیبہ کی طرف
 ٹھکانے سے آگے نہیں کہ پانچویں کے پاس بیٹھے جوتے دیکھتے ہیں ۔ حیرت و حیرت
 میں بیٹھ چکے ہیں ۔ جوتوں پر ٹھہرتے ہیں ۔ وہ پانچویں کا رسی جبکہ اس وقت
 اس کی بات پر حالت کا بدستور ہے ۔

فیضان : آج ہی میری زندگی کا دن ہے ۔ سچے دھڑکنے والے دن
 سلیم : آج ہی اس کے لکھنے والے دن کا پانچویں کے روز میرے پاس ہیں ۔ یہاں بیوی ایک
 دو سو کے کو سکھاتا دیکھتے ہیں ۔ سلیم کو کچھ ہوا اس کے پاس میں ملتا ہے ۔

فسیحہ : مکمل ہو گئی نظم ؟

سلیم : کچھ ہو گئی ہے ۔ فیضان : وہ فیضان کی ہے کہ پڑھنے والے پڑھ کر حیرت میں
 ڈوب جاتے ہیں ۔

سیر ۔ سنائیے ۔

سلیم ۔ میں صرف تین بندھے ہیں — شہزاد

کس قدر یہ حسین دنیا ہے

یہ ہے دنیا شباب کی دنیا

گلشن ، بہت بہ کی دنیا

کس قدر یہ حسین دنیا ہے

پامنی ہے فضاؤں میں رقص

چٹے نئے ہواؤں میں رقص

کس قدر یہ حسین دنیا ہے

پہاڑی ہے شفق کی رنگینی

تیرا پرہی ہے مستی کی

کس قدر یہ حسین دنیا ہے

تسیر بہت خوب !

سلیم ۔ ابھی چار پانچ بے باور بکھڑے تھے

تسیر ۔ بتول کہتی تھی — اس کا نام مرمت اچھے تر لگتا ہے ۔ یہ نظم دیکھو تو

معلوم ہو جاتے ، اسے شعر کہے کہتے ہیں ۔

سلیم : کج ؟

نسیحہ : اس تو سلیم کو جانتی رہیں، آخر جو اپنے خوب و پس منے ہی تھے
 سلیم : میں سمجھتا تھا۔ ہر ماضی واپس نہیں آ سکتا، مگر یہ میرا خوفناک و بھرتا آج
 وہی زمانہ بھریا تھا۔ آج سہجہ وہی زندگی کا وہاں دور تھا۔
 نسیحہ : آپ نے اپنی منظر پر جس ڈیبا کا ذکر کیا ہے۔ وہی باری دنیا ہے جس
 کو تہمت ملے۔ ایک عجیب و غریب روحانی ڈیبا ہے جس سے یہی بچوں سے
 دنیا میں تفریق کی رنگینیاں بھری ہوئی ہیں۔ کنکاش کے پھرے ہوئے موتیوں
 کی محبتیں پیاروں طرف آدیناں ہیں اور فضاؤں میں ایک عجیب قسم کی
 پُر اسرار کیفیت دستی پہلی ہوئی ہے۔ دور اُڑاتے ہوئے نہ جانے کن ابھی
 فضاؤں کو چھو لگتی ہوں نہ جانے کس کس سے بستے ہوئے ہنروں کی طرف
 اپنے دل کی گہرائیوں میں سرس کرتی رہتی ہوں۔ کاش یہ خواب کبھی حتم نہ
 ہوں۔ — ابھی تھوڑے دنوں۔

سلیم : میں بھی یہی خواب دیکھا کرتا ہوں۔
 نسیحہ : (سلیم کا ہاتھ سے احتواب میں لے کر) مجھے بچوں کی روحانی زندگی پر شک
 آتا تھا۔ سوچتا تھا کہ آپ کو اس سے زیادہ خوش قسمت سمجھتی ہوں
 سلیم : باری قسمت نے دنیا کو بہت بنا دیا ہے۔

نسیحہ : ان تہمتوں سے یہ دنیا
 سلیم : اس نسیر بیاری آج شام کا پروگرام کیا ہے۔

پھر : اور چاندنی مات — آج تو دنیا کی میری خوب بستہ گی
 : عجیب لطف آئے گا ۔

پھر : ابھی شہر ہونے میں لچو ویر پاتی ہے ، اگر آپ کو فرصت ہو تو تو دنیا ہاں
 صلیں ۔ دروڑوں کے پردے بدل دینا پاتی حق میں ادبوں مل جائے
 تصویریں دکھائی تھیں ، آپ بھی ساتھ آئے نا ؟

پھر : وہ تصویریں — بڑا بت ہے ، بہت اعلیٰ تصویریں ہیں ۔
 : تو خرد لاسکتے ہیں آپ کو فرصت تو ہے نا ؟
 : مرصفت نہ ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا — مرصفت فرصت ہی
 اُورصفت ہے ۔

پھر : تو میں ساٹھ ہی بدل رہی اور اُن چند چیزیں اور بھی خریدنی ہیں
 : سب سے پہلے سونے کی دھانی ، اوروں کی فیس بھی نہیں ہے ، ناوری کے
 بعد وہ الیہ وہ ساٹھ بھیاں بھی سنے میں سٹے ۔ بڑی ننھی ٹی پٹو بار کھا سٹے ۔
 : بہت ۔

پھر : دنیہ تو ہر کی طرح ملکہ کر لکھتی ہے اور وہ سرے کرے کی طرح
 : سناٹے لگتی ہے — کیم اور داسے چٹکتا ہے —
 : کیم ، ڈکڑا ڈکڑا کر لے کر آتا ہے جب جب !
 : میں ابھی تیار ہو کر آتی ہوں ۔

سلیم ! بتر

(نیرودہ سر سے گھسے میں چلی جاتی ہے)

کریم : کیا کہو ؟

سلیم : جتنی کہ دو سواں ٹال دو کسی نہ کسی طرح

کریم : چوتھی مرتبہ آیا ہے اور یہ پچھلے مہینے کا بل ہے ۔

سلیم : کتنے پیسے ہیں ؟

کریم : آٹھتیس روپے چار آنے

سلیم : اچھا ۔ (جیب میں اٹھاتا ہے) کافی بڑا رقم ہے ۔ ڈاکٹر صاحب نے

کریم : اور صاحب : ہوسٹل پیس کے لیے شائع سے ۔ نو روپے چار پے

آپ جانتے ہیں آپ نے پچھلے مہینے کی تنخواہ بھی نہیں لی ۔

سلیم : تو اب کیا چاہتے ہو ؟

کریم : تنخواہ دے دیجئے ۔ ہر کوئی علاج صاحب کے لیے پیسے بھیجے ۔

سلیم : اچھا مگر کپڑے بائیں ہیں ۔

(سلیم جیب سے نوٹ نکالتا ہے)

سلیم : یہ لو چالیس روپے ہیں ۔ ڈاکٹر لائل بھی جیٹا ، دوا اور تم بھی سہے لو ۔

کریم : ٹھیک مشکل سے صاحب

سلیم : اس وقت تو باڈا ۔ کل پوسٹل بقیہ رقم سہے لیا

نسیہ : آپ بتا رہی ہیں

سلیم : بالکل تیار ہوں (عابدہ آتی ہے کپڑے میلے کیچے میں اس پر ہاتھ پڑھتے ہیں)

نسیہ : دیکھو یہ عابدہ نے کیا صورت بنا رکھی ہے۔ زمین سے اس کے کپڑے جلی نہیں جلتے۔

سلیم : رحیم تو پرسوں سے چل گئی ہے
نسیہ : کیوں؟

سلیم : وہ صبحنے کی تنخواہ نہیں ملتی۔ کریم بھی جا۔ انا ایک مہینے کی تنخواہ دے کر رہا ہوں اسے۔

نسیہ : آپ نے رحیم کو تنخواہ کیوں نہ دی؟
سلیم : تنخواہ تو دے دی تھی۔
نسیہ : تو پھر کیوں چل گئی۔

سلیم : اس نے عابدہ ہی مناسب سمجھا۔ شاید سمجھا ہو گا، ایک ترسارا دن کھر
اس میں بیٹھا رہتا ہے۔ کاروبار تباہ ہو گا۔ اسے آئندہ مجھے کہاں سے تنخواہ
ملے گی۔ چلی گئی بہ سوچ کر۔

نسیہ : عابدہ۔ اور کتنی بھیاں بک شعل بن گئی ہے میری مٹی کی
(عابدہ آتی ہے نسیہ اس کا ہاتھ پکڑ لیتی ہے)

بھڑکے ہاتھ اس کا چہرہ تر کر رہا ہے

بھڑکے ہاتھ اس کا چہرہ تر کر رہا ہے — میڈلٹی بھی دانت سے دھڑکنے لگی ہے

بھڑکے ہاتھ اس کا چہرہ تر کر رہا ہے — میڈلٹی بھی دانت سے دھڑکنے لگی ہے

بھڑکے ہاتھ اس کا چہرہ تر کر رہا ہے — میڈلٹی بھی دانت سے دھڑکنے لگی ہے

بھڑکے ہاتھ اس کا چہرہ تر کر رہا ہے

بھڑکے ہاتھ اس کا چہرہ تر کر رہا ہے

بھڑکے ہاتھ اس کا چہرہ تر کر رہا ہے — اس کا کیا جواب دوں سماؤں تو کھرچ رہی ہیں

بھڑکے ہاتھ اس کا چہرہ تر کر رہا ہے — اس کا کیا جواب دوں سماؤں تو کھرچ رہی ہیں

بھڑکے ہاتھ اس کا چہرہ تر کر رہا ہے — اس کا کیا جواب دوں سماؤں تو کھرچ رہی ہیں

بھڑکے ہاتھ اس کا چہرہ تر کر رہا ہے — اس کا کیا جواب دوں سماؤں تو کھرچ رہی ہیں

بھڑکے ہاتھ اس کا چہرہ تر کر رہا ہے

بھڑکے ہاتھ اس کا چہرہ تر کر رہا ہے

بھڑکے ہاتھ اس کا چہرہ تر کر رہا ہے — اس کا کیا جواب دوں سماؤں تو کھرچ رہی ہیں

بھڑکے ہاتھ اس کا چہرہ تر کر رہا ہے — اس کا کیا جواب دوں سماؤں تو کھرچ رہی ہیں

بھڑکے ہاتھ اس کا چہرہ تر کر رہا ہے — اس کا کیا جواب دوں سماؤں تو کھرچ رہی ہیں

بھڑکے ہاتھ اس کا چہرہ تر کر رہا ہے — اس کا کیا جواب دوں سماؤں تو کھرچ رہی ہیں

بھڑکے ہاتھ اس کا چہرہ تر کر رہا ہے — اس کا کیا جواب دوں سماؤں تو کھرچ رہی ہیں

نسیجہ: آپ تباہی تو اس جہاں کی کہیں کر دیں مٹا دیتی ہے دیکھیں (بھیتی سے)
 نبض بہت بہتر ہے۔ پہل پہل سے۔ خد کے لیے جلدی مانیے —
 جلدی کیجئے —

(عابدہ: دیکھتے ہو کئی سہ)

کیا سر عابدہ: عابدہ: ۱۰

۱۰ پودہ گرسنے لگا ہے نسیجہ: ۱۰ پودہ عابدہ: ۱۰ پودہ عابدہ: ۱۰
 جب دو پودہ اٹھتا ہے تو نسیجہ: ۱۰ پودہ عابدہ: ۱۰ پودہ عابدہ: ۱۰
 دیکھتے ہیں جس ہاں اور حالت میں وہ اپنے منظر میں دیکھتی ہیں
 نہ چھوٹے (کچھیں کھیں) نہ بڑے۔ بے بیاد ہیں۔ پودے پودے

۱۰

سیکھ: ۱۰

نسیجہ: ۱۰ چاروں طرف دیکھو۔ براہیں دیکھتے ہوئے، ۱۰

سیکھ: ۱۰ سوچو۔ ہوتا ہے سوچتے ہیں کوئی وحشت بخیز خواب دیکھا ہے تم نے۔

نسیجہ: ۱۰ بے نی کدں ہے؟

سیکھ: ۱۰ اسے کریم: ۱۰ کڑا کے پاس سے لیا تھا، اور بولا تم سو گئی تھیں۔

نسیجہ: ۱۰ عابدہ: ۱۰

سیکھ: ۱۰ وہ ہر گز اسے نہیں دیکھتا۔ بتوں کے گھر سے گویا ہے: ۱۰ ہے۔

(جادو کرنا دیکھ آتی تھیں)

ہو: اتنی، کڑاں، جی نے سے دل سے لیتی تھیں بھرت تھیں۔ رخصت کے
لکڑے سے بیاہ کر دیں۔

ہم وہ اچھا سوئے، باہر جا کر لکھو۔ (جادو ہونے لگتا ہے)
ہم اس قدر پریشان کیوں ہو رہے۔

ہم: اچھے نہیں۔

ہم: شہرہ آج تم سے نا، غرض واکرنا۔ نور میں یہ سچی کہ بڑی تلخ
ہوئی کہ خود خواہ شکر راجی یہ لکھیں۔ جس نے اپنے دل میں جھگڑا
تھ کہ اب بھی تیار رہیں تو ان کا ہم اپنے ماضی کو رہا نہیں سے
آئیں گے۔

ہم: نہیں مجھے ماضی نہیں چاہیے، ماضی کبھی دس نہیں آتا
ہم: اچھا تھیں، شہرہ

ہم: ابھی تک کہ ہم نے کی تو دیکھیں۔ یہ نہیں ہیں یا وہ جیسے تو
شہرہ اور سلیپ دوڑوں لی، خود سے، دھنکے شہرہ

اپنے

سیکڑی

○ پروسیس

۱۔ محمد علی بیگ

۲۔ سید نور محمد

۳۔ عبدالحق

۴۔ سید علی

○ ریسرچ

۱۔ سید علی

۲۔ سید علی

پہلا منظر

پروفیسر جگداس جکھراج :

کاروں، طرقت، کاریوں میں کتابیں بڑے قریب سے پڑی ہیں۔ یہ کہہ ایک بھی
خاصی چیز پوری ہے۔ پروفیسر کے ہاتھ سے نام نہاد ہے۔ اس کے ہاتھ میں
میں زیادہ تعداد میں کتابیں کی سے جو فلسفے کی محنت شافری سے متعلق ہیں
مراٹھ کی کی پیشانی پر کسی رنگی بڑے مسی کا نام بڑے حشر نامہ حروف میں
لکھا ہوا ہے۔ اس وقت پروفیسر کی پر جھٹکتے ہیں۔ ان کے سامنے ایک نیم
کتاب کھلی ہوئی ہے جس کے ایک حصے پر ان کی نظر پڑی ہے۔ وہ چاروں
نگہ رہا ہے۔ پروفیسر کھٹکی جھٹکتے ہیں تو کہ آنا ہے۔ وہ ایک طرف کھڑا ہر
جاتا ہے۔ پروفیسر کی نام نہاد کے ہاتھ میں پڑی ہیں۔

پروفیسر: میں نے جو کہ تھا وہ یاد ہے ؟

تو کہ : جی ہاں۔ سچ ہمارے کچھ رنگ انٹروڈکشن کے ہے۔ میں نے

پروفیسر: انٹروڈکشن سو رہا ہے پڑی کہ کہ میں ایک نام نہاد کی کرتے کے ہو جو

صحیح غلط نہیں کہہ سکتے۔ سوچ کر دانت لگا کر۔

تو کہ : جی ہاں سب کے اہم کار دانتوں آپ کو ؟ (جوانے سے کہتا ہے)

تفسیر: کہتی ہیں بات سب سے سادہ سادہ بات بھی نہیں سن سکتے
مگر فرمائیے جناب۔

تفسیر: اہل سب کے نام لکھ کر دے دینا اور چھوڑی پوری سب کو بھلا
سننا، اب تم جانتے ہو۔ اہل اب وقت کیا کر رہے ہیں؟
مگر اس وقت گیارہ بجنے والے ہیں۔

تفسیر: چچا ماما۔

دو روزہ آتے پر تفسیر میں سے میں نے نہایت ہی چاروں
کے معنی، اظہار کر رکھے ہیں، آج سے وہ پروفیسر کے "انہی" میں لکھا
مرتا ہے۔ پروفیسر افسر، چیتے میں "انہی" میں لکھا ہے۔
میں

جو ان آج اب عرض

پروفیسر کریں یہ آپ،

جو ان اشتہار۔ جب میں سے، اظہار کر کے لکھا ہے۔

پروفیسر: آپ امید رہا ہے؟

جو ان: آپ سے بدلہ لیتا ہے؟

پروفیسر: (تحریر سے) ہر قسم۔

جو ان: جناب؟

پروفیسر: ہر تشریف سے معافی، میرا ذکر آپ کا نام لکھ سے ؟ وہ دوسرے
 امیدواروں کے ساتھ مجھے آپ کا کمر تشریف بھی معلوم ہو جائے گا
 نوجوان: میرا نام اب بھی آپ کو معلوم ہو سکتا ہے۔ خاکہ کے طور پر
 — محمد ثناء الحق !

پرو فلیسر نژاد پر بارہ نیکے ہوگا
 فوجوں : اب تو میں آچکا ہوں
 پرو فلیسر : آپ جس طرح آئے ہیں وہ بھی سکتے ہیں
 فوجوں : یہ مشکل تو نہیں مگر ذرا خیال کیجئے گا بارہ بجنے میں کم از کم آدھ گھنٹہ تو
 لگے گا۔ اس شام میں مجھے کڑھی سے بارہ گھنٹہ سوتا۔ حیر اس میں ہیں تو
 سوج نہیں مگر مصیبت تو یہ ہے۔ آپ کی کڑھی سے ٹکر کوئی بات نہیں
 وہ نہ رنگ برنگ سے پھول ہی دکھاتا رہتا۔ کس درخت سے نیچے لگیں
 پر ایٹ جاتا ہیں درست عرض کہ رہا ہوں نہ

چند و قلیسہ: وہ سب کمرے میں چلے جائیے مگر کچھے ویاں میز و سرسٹے
پائسے کے کاغذ پڑے ہیں انہیں چھوٹنے نہ دیں۔

نوجوانان! صحت کیجئے، میں بدقیمر نہیں ہوں

پروفیسر: (خوش ہو کر) بہت اچھی بات ہے۔ پرسوں چند نوجوان اسٹریو کے
سے نئے نئے غنائے اُغول غنائے کاغذوں کی ترتیب میں بکھڑی تھی۔ سمجھ میں نہیں

آپ بھار سے ملک سے اور جوان جو کہ ملکہ ایک ٹکڑے میں ہیں۔
 اور جوان۔ آپ کی جیب پر ہیں کہ تو جیسا اس میں صبر کا ہاتھ یہ ہے کہ
 وہ فیصلہ: آپ کو یہ نشانہ سے مل جائے گا
 اور اس: آپ کی نشانہ سے زیادہ آپ سے کہ وہ مل جائے
 وہ فیصلہ: اس سے

اور جوان: تو کیا ہے کہ اس میں سے بڑے بچے سے محبت میں
 سے کیا ہے

و فیصلہ: دیکھئے صاحب میں لیے، اصول پر کسی سے پابند ہوں۔ اس وقت
 آپ سے ہیں

اور جوان: اس کی یا بندی میں مجھ سے یہ انسان کی کہہ رہے ہیں کہ
 خاص ہیں

و فیصلہ: اصل میں اس کی کہہ رہے ہیں کہ اس کی کہہ رہے ہیں کہ
 اور اس کی کہہ رہے ہیں کہ اس کی کہہ رہے ہیں کہ
 پاشا سے بخیر آباد اس کی کہہ رہے ہیں کہ اس کی کہہ رہے ہیں کہ

و فیصلہ: اور اس کی کہہ رہے ہیں کہ اس کی کہہ رہے ہیں کہ
 فیصلہ: اس کی کہہ رہے ہیں کہ اس کی کہہ رہے ہیں کہ
 جیسے ناچتے ہو کہ اس کی کہہ رہے ہیں کہ

نوجوان : میں نے فلسفے کی کتابیں تو نہیں پڑھیں مگر انسانی عظمت کا مطالعہ ضرور کیا ہے۔

پروفیسر : تم نے کسی چیز پر بھی غور نہیں کیا۔ جب تک فلسفے کی مکتب شاخوں پر صبر اور سنجیدگی کے ساتھ غور نہ کیا جائے انسان کی عظمت کو سمجھنا ممکن نہیں ہے۔ میں نے کہہ دیا تھا مجھے آپ کی ضرورت نہیں، میں آپ کو ایسا سیکرٹری نہیں بنا سکتا۔

نوجوان : لیکن پروفیسر صاحب! کم از کم مجھ سے یہ تو پوچھ لیجئے کہ میں کس صفتوں کا مالک ہوں۔

پروفیسر : ممکن ہے آپ میں گونا گوں صلاحیتیں ہوں لیکن جو صلاحیتیں میرے سیکرٹری میں ہونی چاہئیں وہ آپ میں مفقود ہیں۔
نوجوان : یہ آپ کیوں کہہ سکتے ہیں پہلے مجھ سے یہ تو دریافت کیا ہوتا کہ میں نے کہاں تک تعلیم پائی ہے۔ میری ذہنی طاقت کس درجے کی ہے؟ پروفیسر : ذہنی طاقت؟

نوجوان : میرے مطلب سے جہاں تک آپ کے علمی مشاغل سے تعاون کا تعلق ہے میں کہاں تک آپ کے لیے مفید ثابت ہو سکتا ہوں۔

پروفیسر : میں جانتا ہوں آپ میرے لیے مفید ثابت ہیں ہو سکتے۔
نوجوان : امداد کیجیے۔ یہ آپ کی عطیہ ملی ہے۔ میں اپنی صلاحیتوں کا استعمال کر رہا ہوں۔

کہ ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔

پروفیسر: کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ نے لائٹ کے فلسفہ پر نظریات کا مطالعہ کیا ہے

نوجوان: لائٹ — لائٹ۔ بات یہ ہے پروفیسر صاحب میں جی نہیں آتا

میں نہ یہ شخص ایک جوہن مٹھی تھا۔
پروفیسر: اگر تم نے لائٹ کا مطالعہ کیا ہوتا تو وہ نیچے سے ایک منٹ
جی جیسے ہاں نہ آتے۔ نہیں معلوم ہے یہ فلسفی جب ٹھہرے تھے تو
لوگ اپنی ٹھڑیاں ٹھیک کیا کرتے تھے۔ سوچو جس شخص نے لائٹ میں
مطالعہ پیش کیا۔ اسے جی نہیں آتا کہ پائیکڑی جاسا ہوں انیسویں
آپ سے ایسے ہوں۔

نوجوان: مگر میں کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں لائٹ کا مطالعہ نہیں کروں گا
پروفیسر: جب مطالعہ مسئلہ ہاں تو میرے پاس آج لائٹ کے متعلق
تکڑا کریں گے۔

نوجوان: تو میں سیکڑی نہیں ہوتا
پروفیسر: ہم دوست ہی ہو سکتے ہیں۔

نوجوان: پروفیسر صاحب سوچئے آپ نے کچھ مسئلہ یہ کیا ہے کہ میرے
دماغ کے گوشے پر، نویں طاقت، اور جیسے اس کا یہی دماغ

دستوں میں، اُمید کی کاتھنٹا ٹوب اور جیر چپا۔ اسب سب سب ہوتوں
 سے سحر ایک لفظ اس سے اندھیرے کو حل کر سکتا ہے، اور کسی
 کی اس نام تاریکی کو آکر کر سکتا ہے

وفیسر، معلوم ہوتا ہے کہ یہ تاریکی کا تعلق سے
 جو ان میں شاعر ہیں، یہی انہوں کا پیدا ہو کر غمگین ہا رہیں گے
 دلا ہے

وفیسر (مے مٹی سے) آپ ہو سکتے ہیں۔

جو ان پر وفیسر صاحب، خدا کے لیے یہ نہ کہنے

وفیسر، میرے عزیز! میرے سوت و لک سبکدستی میں جن خیروں کا ہونا
 میری ہے وہ اس سے آپ میں موجود نہیں ہیں۔ سب سے ہیں بہت۔

ہے کہ میرے سیکڑی کو، قوت کا مٹی سے یا بند ہونا چاہیے، مگر آپ کو
 میں کا خیال تک نہیں ہے، میدانوں کو جو ہے، یہ نیکہ بلایا تھا۔

لیکن آپ رانی کی کھری دیکھ کر، کیا روئے کر نہیں منٹ پر آدھے کے۔
 میرے تو کہتا میں اتنی رہیں کیا۔ حق اٹھائی اور اندر آئے وہ سرگات

یہ ہے کہ میرے سپلٹری کے لیے غمگینی سب کو وہ جسے کمال لیا
 ہر مگر آپ گفتگو کے وقت حسیانہ انداز اختیار کرنے کی بجائے تشبیہات

استعارات کا سامنا کرنے کی جگہ ہیں غنیمت خدا کا ہیں کہ سب

سات برس سے کانٹ کا مطالعہ کر رہا ہوں مگر آپ کو میرے اس
میرٹھیل سے متعلق ابتدائی معلومات بھی حاصل نہیں ہیں سوچتے ہیں آپ کو
یہاں کر سیکڑی بنا سکتا ہوں یا میں کانٹ پر ایک ضخیم کتاب لکھ چکا ہوں
میں نے ہر سب سے آپ میری مدد نہیں کر سکیں گے۔

جو ان دقتوں کو لکھیں گا آپ جو کچھ ملے گا اسے بہت خوش آمدید
سے لکھ سکتے ہیں

دقیقہ : آپ ریسرچ میں کوئی مدد نہیں کر سکتے، اپنے کانٹ کو چاہی نہیں
سے زبردستی کر سکیں گے،

جو ان : میں اس سے اس کا مطالعہ شروع کر دوں گا۔ وہ آپ کے کتاب سے
دیکھ کر اس کا وہ ٹکڑا جس پر شوق سے مطالعہ کریں گا۔

دقیقہ : میں کتاب نہیں دیکھا بہت سے طالب علم کتاب سے ملے جاتے ہیں
لیکن وہ نہیں کرتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ کتاب سے کچھ ملے گا شوق میں
تو نہیں ہے۔ صفحوں پر جو کچھ دھتے پڑ جاتے ہیں، جلد جلد مر جاتی ہے
جو ان : میں دیکھ کر آ رہا ہوں جب بھی آپ کی دی ہوئی کتاب کا مطالعہ کر رہا
تو سب سے چلے جانے سے ایک مرتبہ نہیں کیجئے مرتبہ باقاعدہ حوصلہ
کریں گا

دقیقہ : میں نے ایک دفعہ کہہ دیا میں آپ سے پراسس ہوں۔

جو ان میں دیس نہیں ہوں۔ میں دیس میں ہوتا کہ، ذکر فی احوال کوئی
 ایسی وجہ نظر نہیں آتی کہ دیس ہو عارض

پروفیسر آپ نہ ہوں۔ میں تو ہوں

جو ان میں آپ آج ہی باتوں کی احسن سے دیس میں ہیں ان کو مستحق کہے دیتا ہوں
 آپ کا اعتراض ہے کہ میں وقت سے بہت یوں آتا ہوں بہت سستی کیجئے
 مجھ میں وہ دوسرے امیدواروں میں ہیں بہت سب ذرا عوام اور
 سب اوقات میں بھی ذرا ہونا چاہئے۔ یہ ایک شہر اور ہیں ملتان نہ لیا ہے
 دوسری بات یہ ہے کہ میں نے ذرا کا نظام کیوں نہ کیا کہ وہ میری آنکھ
 مارے میں اعلیٰ دست سے دستوں کا آداب یہ ہے کہ اگر ہے آپ
 ہرگز میری بات نہ آتا۔ میں اپنے میں نے اس کو بیان میں لائے کی
 بات ہی ہوتی نہ کی، یہی اسے نہ کہ میں جس آٹھا کہوں اندر
 آگیا تو قہ میں میری آٹھا نے کیوں کہ اندر آگیا ہوتا میرے اور
 آپ کے درمیان ممالی تھی۔ اسے وہ سے ہمارے میری آپ کی خدمت
 میں حاضر نہیں کر سکتا تھا۔ اب رہ گیا کلاں دہلی کے فلسفی میرا ہوں
 مصنف ہے یہ تو وہ باتیں تھیں جن کا آپ کے احقر صاحب سے نقل ہے
 اب ابانت دی تو اپنی ذرا کے مستحق تھیں چوکر اول میں سے فرانس
 جو معنی اور دوس کے ادبیات کا بڑے شوق سے مطالعہ کیا ہے شاعری

میں میرا خاص مقام ہے اور میری صفت میں ظہیر ملک کے مشہور و معروف
ادبی رسائل میں چھپ چکی ہیں۔ وہ آپ کے یہاں کوئی خوش بوس کے کر میری
نظموں کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہو سکتا ہے۔

پروفیسر ملک دہوت سے کوئی پہلی میں ہے آپ جیسے شاعر ہیں گے مگر
مجھے شاعر کی ضرورت نہیں ہے۔ اعلان و اہل علم کی تحریروں اور مجاہد
ملک اور زلفیہ نامہ میں آپ کے یہاں سے عذر کر سکتا ہے۔

ایران : لیکن پروفیسر آپ اس بات کا خیال رکھیں کہ فلسفیانہ مسائل کو آپ
شاعرانہ رنگ دینے میں زیادہ جانتے گاتوں میں کہتی ہیں مٹی اور جو ذہنیت
پیدا ہو جانتے گے۔ میں سمجھتا ہوں یہ در شاہراہ ذوق آپ کے یہ بہت
منفید ثابت ہو گا۔ اس کے علاوہ یہ بھی جیسے کہ یہ مسئلہ دوستوں کی رشتہ
یہ ہے کہ میں ڈیڑھ سال دیر پہلے کہ شخصوں میں یہ طبیعت میں جوئی ہوئی
کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور جتنا یہاں سے شمس کی ہنر پائی لڑائی
ہو سکتا ہے۔

پروفیسر : یہ آپ کبھی جانتے ہیں میں نہیں۔

ایران : تو میں آپ کو لکھوں کہ کب دس ہا کہ آپ کو ایسے شخص کی ضرورت ہے
جس کی طبیعت پشیمانی سے عذرم اور جس کے جوئیہ ملک دہوت سے
نفاذ ہوں جو قصہ دکھانا کتا کہتا ہوں میں عرض کرتا ہوں ایسے شخص کے

مقابلے میں نہیں ہزار درجہ بہتر ہوں۔

پروفیسر: مجھے آپ کی ضرورت نہیں

نوح جان: اگر آپ ارشاد فرمائیں تو میں اپنی آرزو نظم سناتے کا سہرا حاصل کروں
پروفیسر: میں نے کہہ دیا ہے کہ مجھے شرف و فخر سے کمال دل چاہی نہیں مجھے ہزار
مشتغول قفسہ ہے۔ اچھا خدا سہ فطرت

نوح جان: پروفیسر صاحب! عجیب بات ہے آپ مجھے مایوس کرنا چاہتے ہیں
اور میں، کیسے ہو کر جانا نہیں چاہتا

پروفیسر: تو اس کا مطلب یہ ہے تم پر اور میری قیمتی وقت ضائع کر رہے ہو۔
نوح جان: میں نے اپنا وقت ضائع نہیں کیا، جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے
میرے دل و دماغ کے اندھیرے میں امید کی روشنی چمکتی جاتی ہے مجھے

یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی غیبی آواز میرے کان میں کہہ رہی ہے
مایوس نہ ہو تو ضرور کامیاب ہو گا۔ ٹھیک دن ضرور پروفیسر صاحب
کامیاب ٹری بن جائے گا۔ پروفیسر صاحب مجھے اس غیبی آواز پر پورا بھروسہ ہے

پروفیسر: عجیب احمق سے منہ کرنا چاہتے ہو۔ غیبی آواز۔ مطلقاً
تو میں غیبی آواز کو کون سنیں سکتی۔ تم تو مطلقاً اسے جنت و دوزخ

نوح جان: شکریہ، شروع شروع میں میں نے بھی پتہ مشرق نہ دیا، تاکہ کمال ملتی
یعنی یہ کہتا تھا کہ میں احمق ہوں اور اس کی وجہ سے میرے اندر

اس میں کوئی شک نہ ہوگا

پروفیسر صاحب نے فرمایا ہے کہ میں نے فلسفہ کو محبت نہیں کی ہے

بلکہ میں نے اپنے آپ کو اس میں لگا دیا ہے

پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ میں نے بھی یہی کیا ہے جس کی کوئی شک نہیں ہے

میں نے کوئی اور کام نہیں کیا ہے بلکہ میں نے اپنے آپ کو اس میں لگا دیا ہے

میں نے کوئی اور کام نہیں کیا ہے بلکہ میں نے اپنے آپ کو اس میں لگا دیا ہے

میں نے کوئی اور کام نہیں کیا ہے بلکہ میں نے اپنے آپ کو اس میں لگا دیا ہے

میں نے کوئی اور کام نہیں کیا ہے بلکہ میں نے اپنے آپ کو اس میں لگا دیا ہے

میں نے کوئی اور کام نہیں کیا ہے بلکہ میں نے اپنے آپ کو اس میں لگا دیا ہے

میں نے کوئی اور کام نہیں کیا ہے بلکہ میں نے اپنے آپ کو اس میں لگا دیا ہے

میں نے کوئی اور کام نہیں کیا ہے بلکہ میں نے اپنے آپ کو اس میں لگا دیا ہے

میں نے کوئی اور کام نہیں کیا ہے بلکہ میں نے اپنے آپ کو اس میں لگا دیا ہے

میں نے کوئی اور کام نہیں کیا ہے بلکہ میں نے اپنے آپ کو اس میں لگا دیا ہے

میں نے کوئی اور کام نہیں کیا ہے بلکہ میں نے اپنے آپ کو اس میں لگا دیا ہے

میں نے کوئی اور کام نہیں کیا ہے بلکہ میں نے اپنے آپ کو اس میں لگا دیا ہے

میں نے کوئی اور کام نہیں کیا ہے بلکہ میں نے اپنے آپ کو اس میں لگا دیا ہے

میں نے کوئی اور کام نہیں کیا ہے بلکہ میں نے اپنے آپ کو اس میں لگا دیا ہے

میں نے کوئی اور کام نہیں کیا ہے بلکہ میں نے اپنے آپ کو اس میں لگا دیا ہے

میں دقت پیش آئے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔

پرو فیسر بڑی خوشی سے میں تمہاری ہر دقت دور کرنے کی کوشش کروں گا۔

نوجوان۔ پرو فیسر صاحب میں دل و جان سے چاہتا ہوں کہ آپ کا پیٹری کی جاکر

دنیا میں نام پیدا ہو سکے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کا نام بھی

پرو فیسر صاحب کی ہے۔ تمہیں بات پر ماضی کی جو محنت ہے اور یہاں قدم قدم پر

منطق کے اصول کی پابندی ضروری ہے۔

اٹھنٹائی ہے

نوجوان میں تمہیں چاہوں کہ ابھی لاٹری میں جاکر گنا میں لکھتا ہوں

پرو فیسر صاحب یہ سزا خدا ہی دے

(نوجوان چلا جاتا ہے تو گرتا ہے)

لوگراہی۔

پرو فیسر صاحب یہ پچھتے ہیں اور ان کی منشا باقی میں قسم لیا گیا ہے جو

لوگراہی سے میں کھڑا ہوں

پرو فیسر صاحب اسے جس کو شے ہو مگر تمہارے ہاتھ میں نہ لانا جسے تمہیں سے

میں داروں کے نام لیر نہ لکھ سکے

تو کہ یہ تو جناب کوئی نہیں کیا

پرو فیسر صاحب یہ بات ہے۔ آج جو شخص آئے گا وہ یقیناً دقت کا پانچ ہوگا

یہ شخص بہ بندڑوں پر مکتا سے۔ ۱۰۰ میں شمار۔

کے لئے

سب سے بڑی رکھڑی دیکھ کر ڈیڑھ سو سنت باقی رہ گیا ہے۔ دقت یہیں ہے کہ یہ

پاس دوزخ میں رہیں۔

میں جیتے ہوئے اپنے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

پیشکش شدہ، ۱۹۷۲ء

یہ صحیح ہے کہ وہ کمالیہ ہیں یا نہیں، وغیرہ اس مسئلہ کے

ہیں وہ رکھ رہا ہے اور وہ دوسری طرف دیکھ رہا ہے

1. *Phragmites* (Common Reed)

مرین بہت شخص پاس ہے۔ عجیب سا آدمی ہے۔ وہ غیر بڑا ہنس ہے۔

۱۱۱۱

(آنکر صحتا ہے رشتہ لمبوں بعد اس کے ساتھ انب نوجوان آتا ہے نوجوانا

کے چہرہ پر شہت نام و نہیں بخور و غفران دہشت نے ٹھکوں کے

محبوبہ، چلتے سے یہ کہہ دے گی: "میں نے تمہیں نہ کر جنسی ٹوٹا ہے۔"

پر ایک صفت بننا ضرور ہوتا ہے۔ — تو ابھی محمد میسر کے

{ پس اگر کہہ آئے

پھر آئیے تشریف رکھئے (کرسی کے طرف اشارہ کرتے ہوئے) بیٹھ جائیے

ذکر کے ہاتھ سے کاغذ کا پڑا لے کر پڑھتے ہوئے آپ کا حکم شریف عید پر

سہ

جیہاں پر نام بتا رہے مگر معلوم ہوتا ہے میں یہاں کام کر نہیں سکتا۔

پروفیسر دہ

جیہاں آپ بہت محنت سے کام لیتے ہیں، مجھ شریف کے لیے کیا ضرورت تھی۔
منظور ہوا کہ اس لیے کہ وہ لکھنا چاہتے تھے صرف اتنا لکھا جاتا ہے جتنا مناسب

میر

پروفیسر بہت خوب (خوش ہوا) کہ اس وقت وہ اس کے بعد ملے یہاں تک

جس کی جگہ ضرورت سے آپ نے کانٹ کا مطالعہ کیا ہے؟

جیہاں کانٹ — بہت گہری نظر ہے۔ اس وقت آپ میرے گھر جا رہے

یہاں میرے کہ آپ میرے گھر میں جا سکتے ہیں۔ میرے گھر میں آکر رہیں۔ اس

گھر میں اس گھر کے درمیان فاصلہ ہے مگر آپ فون کریں کہ آپ میرے گھر

پہنچے ہوتے ہیں۔ وہ دیکھنے میرا بہتر ہے۔ سیکے کے اوپر چار پانچ کتابیں پڑھی ہیں

تکے نے تجھے ملکی کتابیں ہیں یہ میرے عرب مصنف کانٹ کی ہیں۔

پروفیسر نے کہا کہ اس لیے کہ وہ لکھنا چاہتے تھے صرف اتنا لکھا جاتا ہے جتنا مناسب

جیہاں میں آپ کا سیکرٹری تھا کیا ہوں۔

پروفیسر جیہاں میں آپ میرے سیکرٹری ہیں۔

جیہاں میں میں نے پروفیسر سیکرٹری کی ہوں ہی سہی۔ (فرائض کیا ہیں؟)

دو فیصد صحیح نوٹنگ سے گیارہ بجے ٹاپ نوٹ لکھنے اور انہیں صاف کر کے
ٹاپ کر، آپ ٹاپ بانٹتے ہیں نا؟

کیا نہ کی جاوے؟

دو فیصد صحیح نوٹنگ پر لکھی جاتی ہیں۔ آٹھ بار وہیل سے بارہ بجے تک
ستور سے پرست۔ اس کے بعد ملے گا۔ پھر تیار کرنا۔ اس سے
اس اور میں آپ اپنا کر سکتے ہیں۔
کیا، اگر چاہیں کر سکتے ہیں؟

دو فیصد صحیح نوٹنگ میں میری نوٹنگ میں مارکر ملے گا۔ یا نہ ملے گا۔ پھر وہ ہے
پچاس بجے ٹاپ نوٹ لکھنے اور انہیں صاف کرنا۔ اس سے پہلے ہی تک
ستور سے پرست کرنا۔

کیا۔ روتھ صاحبہ ایک بات میں یہ کہ ایک مرتبہ تو وہ میں جاتا
ہے میں میں رہتی۔ مل کر آہوں۔

دو فیصد صحیح نوٹنگ میں میرے سپر نوٹ ہیں۔ ہر پچاس بجے۔ اب یہ سنی تو ہو۔
گیارہ بجے ٹاپ نوٹ لکھنے۔ حوالہ استہار میں اس ہے۔
دو فیصد صحیح نوٹنگ میں چاہتا تھا۔

کیا۔ اس بات کو فیصد کسی رقم سے دوبارہ ملنا۔ لایا۔ اصل کے خلاف ہے۔
دو فیصد صحیح نوٹنگ میں ملے۔ دست فرمایا آپ نے۔ لی نوٹنگ آپ کا منتظر۔

دوسرے

جہاں پروفیسر صاحب صاحب برادر مرثیہ مرتب ہے (فیضانِ علم) جگہ ہی آتا

چاہیے تب اسٹاک کریں یا نالیں

پروفیسر صاحب برادر مرثیہ مرتب ہے (فیضانِ علم) جگہ ہی آتا

تہم کوئی منطقی نہیں اسٹیڈیٹیو نہیں ملے گا عام لوگوں سے نہیں کرتے

رقبہ منشی کر لکھنا دیتا ہی ہے

جہاں منشی کر لکھنا دیتا ہی ہے (فیضانِ علم) جگہ ہی آتا

پروفیسر صاحب صاحب برادر مرثیہ مرتب ہے (فیضانِ علم) جگہ ہی آتا

جہاں پروفیسر صاحب صاحب برادر مرثیہ مرتب ہے (فیضانِ علم) جگہ ہی آتا

جگہ

پروفیسر صاحب صاحب برادر مرثیہ مرتب ہے (فیضانِ علم) جگہ ہی آتا

جہاں پروفیسر صاحب صاحب برادر مرثیہ مرتب ہے (فیضانِ علم) جگہ ہی آتا

پروفیسر صاحب صاحب برادر مرثیہ مرتب ہے (فیضانِ علم) جگہ ہی آتا

جہاں پروفیسر صاحب صاحب برادر مرثیہ مرتب ہے (فیضانِ علم) جگہ ہی آتا

جہاں پروفیسر صاحب صاحب برادر مرثیہ مرتب ہے (فیضانِ علم) جگہ ہی آتا

دوسرا منظر

منظر (دبی مکرو، پریسٹرنگ پوز بورڈ ہے۔ یعنی آگ ہے)

وہاں آج کل اب طبیعت کیسی ہے ؟

پریسٹرنگ میں وہ دیکھو۔

وہاں آج کل اب کیا ہے ؟

پریسٹرنگ میں وہ دیکھو۔ وہاں آج کل اب کیا ہے ؟

پریسٹرنگ میں وہ دیکھو۔

وہاں آج کل اب کیا ہے ؟

پریسٹرنگ میں وہ دیکھو۔

پریسٹرنگ میں وہ دیکھو۔

وہاں آج کل اب کیا ہے ؟

پریسٹرنگ میں وہ دیکھو۔

وہاں آج کل اب کیا ہے ؟

پریسٹرنگ میں وہ دیکھو۔

وہاں آج کل اب کیا ہے ؟

پریسٹرنگ میں وہ دیکھو۔

تجربہ کرنا چاہیے کہ تیرا دوست کس کے لئے دوست ہے یا نہیں بلکہ چاہے وہ
اپنے دوست کے لئے کتنے کچھ کرے

1. 2. 3. 4. 5. 6. 7. 8. 9. 10. 11. 12. 13. 14. 15. 16. 17. 18. 19. 20. 21. 22. 23. 24. 25. 26. 27. 28. 29. 30. 31. 32. 33. 34. 35. 36. 37. 38. 39. 40. 41. 42. 43. 44. 45. 46. 47. 48. 49. 50. 51. 52. 53. 54. 55. 56. 57. 58. 59. 60. 61. 62. 63. 64. 65. 66. 67. 68. 69. 70. 71. 72. 73. 74. 75. 76. 77. 78. 79. 80. 81. 82. 83. 84. 85. 86. 87. 88. 89. 90. 91. 92. 93. 94. 95. 96. 97. 98. 99. 100. 101. 102. 103. 104. 105. 106. 107. 108. 109. 110. 111. 112. 113. 114. 115. 116. 117. 118. 119. 120. 121. 122. 123. 124. 125. 126. 127. 128. 129. 130. 131. 132. 133. 134. 135. 136. 137. 138. 139. 140. 141. 142. 143. 144. 145. 146. 147. 148. 149. 150. 151. 152. 153. 154. 155. 156. 157. 158. 159. 160. 161. 162. 163. 164. 165. 166. 167. 168. 169. 170. 171. 172. 173. 174. 175. 176. 177. 178. 179. 180. 181. 182. 183. 184. 185. 186. 187. 188. 189. 190. 191. 192. 193. 194. 195. 196. 197. 198. 199. 200. 201. 202. 203. 204. 205. 206. 207. 208. 209. 210. 211. 212. 213. 214. 215. 216. 217. 218. 219. 220. 221. 222. 223. 224. 225. 226. 227. 228. 229. 230. 231. 232. 233. 234. 235. 236. 237. 238. 239. 240. 241. 242. 243. 244. 245. 246. 247. 248. 249. 250. 251. 252. 253. 254. 255. 256. 257. 258. 259. 260. 261. 262. 263. 264. 265. 266. 267. 268. 269. 270. 271. 272. 273. 274. 275. 276. 277. 278. 279. 280. 281. 282. 283. 284. 285. 286. 287. 288. 289. 290. 291. 292. 293. 294. 295. 296. 297. 298. 299. 300. 301. 302. 303. 304. 305. 306. 307. 308. 309. 310. 311. 312. 313. 314. 315. 316. 317. 318. 319. 320. 321. 322. 323. 324. 325. 326. 327. 328. 329. 330. 331. 332. 333. 334. 335. 336. 337. 338. 339. 340. 341. 342. 343. 344. 345. 346. 347. 348. 349. 350. 351. 352. 353. 354. 355. 356. 357. 358. 359. 360. 361. 362. 363. 364. 365. 366. 367. 368. 369. 370. 371. 372. 373. 374. 375. 376. 377. 378. 379. 380. 381. 382. 383. 384. 385. 386. 387. 388. 389. 390. 391. 392. 393. 394. 395. 396. 397. 398. 399. 400. 401. 402. 403. 404. 405. 406. 407. 408. 409. 410. 411. 412. 413. 414. 415. 416. 417. 418. 419. 420. 421. 422. 423. 424. 425. 426. 427. 428. 429. 430. 431. 432. 433. 434. 435. 436. 437. 438. 439. 440. 441. 442. 443. 444. 445. 446. 447. 448. 449. 450. 451. 452. 453. 454. 455. 456. 457. 458. 459. 460. 461. 462. 463. 464. 465. 466. 467. 468. 469. 470. 471. 472. 473. 474. 475. 476. 477. 478. 479. 480. 481. 482. 483. 484. 485. 486. 487. 488. 489. 490. 491. 492. 493. 494. 495. 496. 497. 498. 499. 500. 501. 502. 503. 504. 505. 506. 507. 508. 509. 510. 511. 512. 513. 514. 515. 516. 517. 518. 519. 520. 521. 522. 523. 524. 525. 526. 527. 528. 529. 530. 531. 532. 533. 534. 535. 536. 537. 538. 539. 540. 541. 542. 543. 544. 545. 546. 547. 548. 549. 550. 551. 552. 553. 554. 555. 556. 557. 558. 559. 560. 561. 562. 563. 564. 565. 566. 567. 568. 569. 570. 571. 572. 573. 574. 575. 576. 577. 578. 579. 580. 581. 582. 583. 584. 585. 586. 587. 588. 589. 590. 591. 592. 593. 594. 595. 596. 597. 598. 599. 600. 601. 602. 603. 604. 605. 606. 607. 608. 609. 610. 611. 612. 613. 614. 615. 616. 617. 618. 619. 620. 621. 622. 623. 624. 625. 626. 627. 628. 629. 630. 631. 632. 633. 634. 635. 636. 637. 638. 639. 640. 641. 642. 643. 644. 645. 646. 647. 648. 649. 650. 651. 652. 653. 654. 655. 656. 657. 658. 659. 660. 661. 662. 663. 664. 665. 666. 667. 668. 669. 670. 671. 672. 673. 674. 675. 676. 677. 678. 679. 680. 681. 682. 683. 684. 685. 686. 687. 688. 689. 690. 691. 692. 693. 694. 695. 696. 697. 698. 699. 700. 701. 702. 703. 704. 705. 706. 707. 708. 709. 710. 711. 712. 713. 714. 715. 716. 717. 718. 719. 720. 721. 722. 723. 724. 725. 726. 727. 728. 729. 730. 731. 732. 733. 734. 735. 736. 737. 738. 739. 740. 741. 742. 743. 744. 745. 746. 747. 748. 749. 750. 751. 752. 753. 754. 755. 756. 757. 758. 759. 760. 761. 762. 763. 764. 765. 766. 767. 768. 769. 770. 771. 772. 773. 774. 775. 776. 777. 778. 779. 780. 781. 782. 783. 784. 785. 786. 787. 788. 789. 790. 791. 792. 793. 794. 795. 796. 797. 798. 799. 800. 801. 802. 803. 804. 805. 806. 807. 808. 809. 810. 811. 812. 813. 814. 815. 816. 817. 818. 819. 820. 821. 822. 823. 824. 825. 826. 827. 828. 829. 830. 831. 832. 833. 834. 835. 836. 837. 838. 839. 840. 84

تو یہ کہہ کر بڑبڑاتا ہوا کہ: میں نے اپنے آپ کو بڑا سمجھا تھا۔

تقدیر جو آج نہیں ملے گی موت میں پہلے دے دیں گے کہ میں لکچر نہ دے سکا یہیں امیت
فہر میں نہیں دوں گا۔ ہر کوئی کو یہیں چلا آ جا۔ مرنے والے نہیں ماریں گے کہ یہیں بھیج دو۔
بیتہ، اگر میں رات کو انتقال سے نہ آتا تو آپ کا دل جبر طور پر اپنے مسافہ دشمنی
نہرتے۔

پروفیسر زلالی تو رسوا چاہتے ہیں۔ (۱) ملے کی سرکشی کرتا ہے۔ گمراہ کی مانند
مسجد روئے ہمیشہ حیات ہے۔

بھائی، تاج دین احمد، کے لیے اپنے سر پر دھنسی نہ لہجے۔ جہاں تاج کو کے لیے رہے۔
 بدو فیسیس آج سارا پر تو کو تم تنہا تنہا ہو گیا۔

جینیہ، تو لکھنؤ میں بڑا کسان اور انسان ہے۔ مشین تو نہیں ہے۔ — اور تھانہ

پروفیسر

حضرت: وہ جو نابینا ہی میں ملتا ہے ترجمہ یہ قسم آدمی ہے جسے اللہ اس کے

پس چاہیہ درود ہمارے کے پاس عشاء اٹھ کر پارک کو آکر ایک طرف سے
نہیں گئے تھے بلکہ وہ بھی بیٹے کے خلاف ایسا کر رہا تھا جیسا کہ چاہتے تھے کہ وہ
بیکری کے دروازے پر نہ پہنچے۔

بیکری کے دروازے پر آکر آپ سے بھی دس قدم آگے سے یہ ٹھہرا ہے۔ جبکہ
کارٹی جا رہی تھی جہاں اندروں کی ہالے پتھر سے بنے بیٹھے تھے۔
تو بیکری کے دروازے پر آکر صدمہ کیا یہی جی نہیں مل سکتا تھا۔ بڑا فرض مستند ہو۔
میں نے بیکری سے

بیکری کے دروازے پر آکر

بیکری کے دروازے سے ٹھہر کر چھائی پر اتر کر لیٹا ہے۔

بیکری کے دروازے پر آکر

بیکری کے دروازے پر

بیکری کے دروازے پر آکر

بیکری کے دروازے پر آکر

بیکری کے دروازے پر آکر

بیکری کے دروازے پر آکر

بیکری کے دروازے پر آکر

بیکری کے دروازے پر آکر

یہ پروٹری بھی انٹرکسٹ سے پرکھا جاسکتا ہے۔ پروٹری صاحب
 پانی آب منہ کاٹ اور تریس کے ٹوٹیوں سے ایک آب لکھتا ہے۔ اس
 کی تہہ جس میں مٹی سے اڑھتا ہے۔ دیتا دوسرے کمرے میں چل جاتی ہے۔
 اس کے قطر تقریباً سال جمال کا ہے۔ ان کے تاج کے قطر سے
 لٹا درست ہے۔ دوسرے سے لیا وہ زور اس بات پر دیتا ہے
 کہ انسان کے ہر عمل کا سرچشمہ حساس تر ہے۔ چاہے جس
 میں قدرت و الم کے ہر حساس سے بے نیاز ہو کر پانچوں اور اگر چاہتے ہوگی
 کے اس سب سے ہر عمل کے معاملے میں استقامت کی قطعاً کوئی گمان
 نہیں ہے۔ جو دست جس کام کے لیے متعلق کر دیا گیا ہے۔ وہ دست صرف
 اسی فرض کے لیے مشغول ہو رہا ہے۔ یہی ذریعہ ہے کائنات کے ہر عمل
 کا۔ اور یہی وہ طریقہ ہے جو ہر کام کے اندر اپنے فرض پر کار بند رہنے کی
 صلاحیت پیدا کرتا ہے۔

پروٹری (دوسرے بلے پر کھڑا، اور اظہار)

سیکرٹری، (نوٹ لکھنے کے بعد تیار ہوتا ہے، لکھتا ہے)

پروٹری (پہلے میں دوسرے)

سیکرٹری (لکھتے ہیں) یہ میں دوسرے پروٹری صاحب اس وقت کا نوٹ

کی حیثیت سے کیا عمل مسلسل لٹا ہوا ہے

پر فیصیح نہیں بھئی میرے سینے میں درد ہے۔

سیکرٹری سے یادی سے ہاتھ پر ہاتھ منتقل نہیں ہوتے

روئے ہوئے پر فیصیح میری شادی سے لاکھوں شوق ایک نئی صاحب

سناج لی سے جس کا نام لاکھوں شوق لاکھوں شوق سے میں نے دیکھا کہ

رہا وہ وہ سے نہایت تک آپ نے کی

پر فیصیح اس وقت مسودہ لکھ رہے تھے

سیکرٹری پر فیصیح صاحب، یہ وقت آواٹ لکھنے کے ہے وقف سے مل رہے

اس باب کو لکھنا ہے، آج منتقل ہو جانا چاہیے سے لاکھوں

کی مثال نخلاتیت کا اس میں بھی منتقل ہے

پر فیصیح نہ ہوا

سیکرٹری ابھی بھی میں ایک کتاب دیکھ رہا تھا۔ اس میں لکھا ہے کہ لاکھ

جس صورت سے شادی کر لی گئی تھی۔ اس سے شادی نہ کر سکا اس

یہ ساری کہنہ ارادہ پر فیصیح صاحب یہ قسط بات ہے۔ آپ اپنی کتاب

میں انٹ کی سوانحی بھی لکھیں، لاکھوں شادی کو اپنے بھی منتقل ہو جائے

کچھ تھا اس سے۔۔۔۔۔

پر فیصیح اس کے درد کو۔۔۔

درتیر لکھ

سیکڑی: بیٹے ہاں ہے پر فیئر صاحب اپنا دل لیجئے۔ — اوتھ میں منٹ منٹ
ہو گئے مگر ابھی تک فوٹ نہیں لگتا۔

(دھنیر قریب آتی ہے)

دھنیہ: سیکڑی صاحب۔ آج جان کی طبیعت بہت خراب ہے۔ انہیں پریشان
نہ کریں۔

سیکڑی: اگر یہ وقت آؤںٹ لیکنے کا ہے۔ — چکیے پر فیئر صاحب صبح تپ
نے پر لڑا لگوا رہا تھا دھنیر صاحب نے کاسٹ اپنے عہد کے تمام فیئروں
سے الگ نظر آتا ہے۔ وہ انسانی کیفیت کے بارے میں ۔ ۔ ۔
حقیقتہً بات اس کے ایں کہتی ہوں پر دھنیر صاحب جیل میں رہا تھا اسے
کے سینے میں دو دیبے۔

سیکڑی: یہ باب تو شام تک مکمل ہو جانا چاہیے۔ کل ڈاکٹر
کرنا ہے۔

پہ فیئر صاحب آؤںٹ آؤںٹ میں سیکڑی۔

سیکڑی: جی فرما۔

پہ فیئر صاحب ڈاکٹر

سیکڑی: اچھا چلے گا ڈاکٹر

پہ فیئر صاحب: سنیادہ کرو اور آؤںٹ میں ڈاکٹر۔

سیکرٹری۔ ٹرلز ہر وقت توڑتے گھسنے کا ہے۔

رضیہ۔ سنت ہوٹھا سے نوٹ پر آجا جانوروں سے مرے ہمارے ہیں۔ ان
نہیں روٹ کی ٹی ہڈی ہے۔ خدا کے بے جاگ کر ہائے، دروازے
کو بلائے۔ دیکھتے نہیں ان کے جسم سے اڑتے گتے زرد
ہے۔

سیکرٹری وکاش آپ نے انٹ کا سنا لیا ہوتا۔ یہ کتاب چھپ جائے تو
سب سے پہلے آپ اسے پڑھیے۔ انٹ کا سب سے بڑا اصول
یہ ہے کہ بدرفت جس کام کے لیے وقت ہو وہ اسی کام میں صرف
ہونا چاہیے۔

رضیہ۔ آج کل یہ پتہ درست نہیں چلے گا۔ میں خود جاتی ہوں۔
سیکرٹری، آریس کا تجربہ ہی میں حاکم نظر کرتا ہوں۔ یہ باب تو آج ہی
مکمل ہو رہا ہے۔

(سکرٹری کرنے سے مل رہا ہے)

تیسرا منظر

دو دھیرے ایک پر تکیے کا سارے بیٹھے ہیں۔ بیٹے پرچی بندھا ہے۔

۔ سیدہ افریقہ میں رہ کر آئی ہے۔

تجربہ کر لیتے، آپ جانیں رونا — تو رہنے میں ہوا ہے میں۔

14-00000

میں نے کہا: "ہاں، میں نے اسے دیکھا ہے۔" اس نے کہا: "تو اسے لے آ۔"

میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ قسم کھاتا ہوں کہ آج تیرے

تربیتی اثری توہم غریب سائنس ٹیم میں محسوس نہ ہوگا۔

میرے لیے نشان لگے گا۔ اسی پر غور کرنا ہے۔ تو یہ درس ہے کہ

21

مختصر: دہائی کی سر جو گلیاں تھیں۔

نہایت پر جان واپ تو ایک کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ انسان — انسان جیسے

مستند الیہ بعد از یہ کہ فلسفی اور علماء اسلام نے کیا کیا کچھ۔

(دکاک نو رہتا ہے وہ منہ سے کہے باہر سے آؤں گا آئی ہے۔ چور و فیسر)

اور اس کے لئے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے اس

مکے مدرسہ اہل حق میں مشہور ہے۔ دوسرے کے ساتھ کتب بھی

میکشٹری: پروفیسر صاحب! یہ ہے پروفیسر میرٹھ رائے کی کتاب: گانت اور

اخلاقیات میں سفرِ احوال ہے۔ موردِ باب بھی مکمل کر لیا ہے۔ مستاد



پر ونیسر: سیکرٹری صاحب! اس میں سے آپ جیسے نفعی سکرٹری
کے قابل نہیں ہوں۔

سیکرٹری: آپ میرے قابل نہیں ہیں۔ مطلق کے نقطہ نظر سے آپ کی بات قابل
توجہ نہیں ہو سکتی۔ آپ نے میرے نو سو چھتر ٹھنڈے ایک سے
دو میں انہی نو ٹھنڈے کے لیے سیکرٹری مقرر کر دیا تھا جب میں مقررہ نو ٹھنڈے
ہوں کہ وہ ہوں تو۔۔۔

پر ونیسر: اب میری رائے تبدیل ہو چکی ہے
سیکرٹری: آپ کی رائے تبدیل ہو چکی ہے۔
پر ونیسر: اب صرف آپ اس شرط پر بیاں دے سکتے ہیں کہ منطلق کو دماغ
سے نکال دیں۔

سیکرٹری: میں منطلق کو دماغ سے نکال دوں تو باقی کیا رہ جائے گا؟
پر ونیسر: انسانیت۔

سیکرٹری: پر ونیسر صاحب! میں منطلق کو اپنے دماغ سے نہیں نکال سکتا۔
پر ونیسر: تو مجھے اس میں مہم میں آپ کو یہاں سے نکالنے پر مجبور ہوں۔
— خدا کا نظارہ سیکرٹری چھوڑا ہے،

رضیتہ: رشتہ کی تہ کی پناہ! کتنا عجیب و غریب انسان ہے۔

پر ونیسر: رشتہ عجیب و غریب انسانوں سے بھری پڑی ہے۔

دبا کر رکھے گورہ والی ہے پتھر کی سی

پتھر کی سی پتھر کی سی

پتھر کی سی پتھر کی سی پتھر کی سی پتھر کی سی

پتھر کی سی پتھر کی سی پتھر کی سی پتھر کی سی

پتھر کی سی پتھر کی سی پتھر کی سی پتھر کی سی

پتھر کی سی پتھر کی سی پتھر کی سی پتھر کی سی

پتھر کی سی پتھر کی سی

پتھر کی سی پتھر کی سی

پتھر کی سی پتھر کی سی پتھر کی سی پتھر کی سی

پتھر کی سی پتھر کی سی

پتھر کی سی پتھر کی سی پتھر کی سی پتھر کی سی

پتھر کی سی پتھر کی سی پتھر کی سی پتھر کی سی

پتھر کی سی پتھر کی سی

پتھر کی سی پتھر کی سی پتھر کی سی پتھر کی سی

پتھر کی سی پتھر کی سی پتھر کی سی پتھر کی سی

پتھر کی سی پتھر کی سی پتھر کی سی پتھر کی سی

پتھر کی سی پتھر کی سی پتھر کی سی پتھر کی سی

پہلے و فیصلہ کرتے ہیں۔

محمود نیازی، جی جناب !

پہلے و فیصلہ کرتے ہیں، آپ سے جی کر سکتا ہوں کہ آپ منطق کے جوہر کو نکال کر

یہاں سے اثر دیتے، سہ جہت

محمود نیازی کی فکر۔ پہلے و فیصلہ کرتے ہیں، آپ سے جی کر سکتا ہوں کہ آپ منطق کے جوہر کو نکال کر

یہاں سے اثر دیتے، سہ جہت

پہلے و فیصلہ کرتے ہیں، آپ سے جی کر سکتا ہوں کہ آپ منطق کے جوہر کو نکال کر

محمود نیازی کی فکر۔ پہلے و فیصلہ کرتے ہیں، آپ سے جی کر سکتا ہوں کہ آپ منطق کے جوہر کو نکال کر

پہلے و فیصلہ کرتے ہیں، آپ سے جی کر سکتا ہوں کہ آپ منطق کے جوہر کو نکال کر

سہ جہت

محمود نیازی، جی جناب !

پہلے و فیصلہ کرتے ہیں

محمود نیازی کی فکر۔ پہلے و فیصلہ کرتے ہیں، آپ سے جی کر سکتا ہوں کہ آپ منطق کے جوہر کو نکال کر

کئی دن تک فلسفے میں سرگھبراہٹ رہا۔ مگر منطق نہیں بن سکا۔

پہلے و فیصلہ کرتے ہیں، آپ سے جی کر سکتا ہوں کہ آپ منطق کے جوہر کو نکال کر

محمود نیازی کی فکر۔ پہلے و فیصلہ کرتے ہیں، آپ سے جی کر سکتا ہوں کہ آپ منطق کے جوہر کو نکال کر

اپنے

اور یوں بھی ہوتا ہے

پہلا سفر

[illegible]

گوہ سنا حسب ذیل کو :۔ یہ سبھی تشریف لائے — — —

و در این سبب در جای که مردم طبیعت خشک است بر خورد و زردی
مستعد بر آفتاب قویتر است

ووصاحب اسباب اس کی ہمت کار کے ساتھ مجھے معلوم تھا کہ تم آؤ گے اور اس وقت
پہنچے۔

تقریباً ۱۰۰ سال پہلے

وہ سنا خوب، ان رقم کسی قدر لیت ہو۔

منویہ مصالحتیہ پر قبضہ نہ کر سکتے تھے۔ یہ ایک عارفہ پیش آگیا۔

وہ صاحبِ حاشیہ — سرور کے نام — یعنی اس صاحب کے نام
پیش کیا گیا۔

تقریباً یہی —

وہ صاحبِ آفرینیں ایک صاحبِ آفرین تھا۔
تقریباً یہی کہ صاحبِ آفرین نے خدا کو رو میں پر لکھنے کا ایک ڈیٹ کیا تھا کہ
خدا نے کہ جس نے اس سے شریعت لے لے وہ اس سے لے لے
بہر گھر، ہاں ہر جگہ پر یہ ایک ایسا ڈیٹ ہے کہ انات، جس نے
یہ صاحبِ آفرین ہی ثابت ہو کر لے لے

وہ صاحبِ (فلسفیانہ) میں، ہاں سے، شریعت لے لے
کہہ سکتے تھے کہ ثابت کرنا چاہو تو کہہ سکتے تھے کہ
آواز دے۔

تقریباً یہی آواز سے درست تھا یا قیام

وہ صاحبِ آفرین، درست، قیام سے درست کہنے پر
تقریباً یہی ہی!

وہ صاحبِ آفرین، یہ سے جہاں کئی ایسی بات نہیں کہ صاحب
بالتعمیل یا جسے کئی شخص دیکھ سکتے تھے، ہاں ہی
تبدیل کا سب سے بڑا اصول یہ ہے کہ ہر گھر کو حقیقت کے یہی مسئلہ ہی کہہ

کنا بڑا روار اور سے تم ٹھیکوں نہیں جانتے۔ اس قسم کا مختلف ہے
ایسا ہیں۔ چلے کہ کسی کوئی سپرد نہ ہو لاکھنے وہ شعر سنا ہے۔

تغویہ وہ سادہ ذوق کا شعر

وہ صفا حسب کیا

تغویہ وہ جی۔۔۔ سے ذوق۔ اس بار آگیا۔

اسے ذوق انکس میں ہے عین کسر

ایکے ہیں وہی جو کثافت نہیں کرتے

وہ صفا حسب، یہ شعر انجاسے نگر، شعر کو بت خوب ہے۔

تصحب، طرب، ہر سے شری تصویر بہتر ہے

تغویہ: دوسری ہر گرجی

وہ صفا حسب: اور سے تم ٹھیکوں کئے ہو؟

تغویہ، یہ نہیں مجھے معلوم ہے تب بندہ جا اور خوش فراق ہیں۔

وہ صفا حسب، یہ ہے: رسے میں یہ قیمتی معذات کس سے تباہ ہیں؟

تغویہ،۔۔۔ کسی نے جی نہیں

وہ صفا حسب: کس نے نہیں تائیں

تغویہ، قیل، آپ کی باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کافی بندہ ہیں (جس کی)

تپ بہت خوش ذوق ہیں۔

وہاں حبیب جیت سے نظریہ بہ نورد ہیریڈیہ تو صلہ ہے۔ اس قسم کے ہوا
میں پھر ترقی لہذا تو صلہ ہے۔ ولی در ہوتا ترقی ہے۔ تو صلہ ہے۔
پہلے تو صلہ ہے۔ تو صلہ ہے۔

تجربہ کیا؟

بسم الله الرحمن الرحيم

نہرا ہے، نہ

روانست. (سمیڈی سے پر شور رہا کہ وہ سانسے منسا نہیں کرتا)

مذہب و مکتبہ

وہاں سے تھیں

مذہب و علم۔ اسے اعلیٰ مراتب تک پہنچانے کی رہنمائی ہے۔

وہ صاحب انگریزی دیوانہ بہت بڑے بہت بڑے

ہم سب سے کہیں نہیں بچھڑ جائیں گے۔

Journal of Management Inquiry

تو تو بخیر می آید اما به منم - اے کرستہ مر - زنی منم - پیرا لب

کرست پیچیدگی (جبر) اور —

مترجم: سید محمد علی — تحریک ملی و سیاسی علی گڑھ

وہ صاحب: علی حسرتی (موت) بعد از عمری و پختہ پختہ حجت و شہادت

نیرولی مھانڈے میں تم چند پڑھو۔ ہر گز کے نام لکھنا یہ بہت ہی ضروری ہے
 لکھی گئے میری دہائی سے لکھے۔ شاید تھوڑے عرصے میں ایک ہزار لکھی گئی
 آج صبح سے لکھنا۔ ہر گز کی تبدیلی سے بات کرتا ہے۔ لکھنا سے
 لکھنا ہے۔ ہر گز کی تبدیلی سے بات کرتا ہے۔ لکھنا سے
 ہر گز کی تبدیلی سے بات کرتا ہے۔ لکھنا سے
 ہر گز کی تبدیلی سے بات کرتا ہے۔ لکھنا سے
 ہر گز کی تبدیلی سے بات کرتا ہے۔ لکھنا سے
 ہر گز کی تبدیلی سے بات کرتا ہے۔ لکھنا سے

یہ لکھنا ہے۔ ہر گز کی تبدیلی سے بات کرتا ہے۔ لکھنا سے
 ہر گز کی تبدیلی سے بات کرتا ہے۔ لکھنا سے
 ہر گز کی تبدیلی سے بات کرتا ہے۔ لکھنا سے
 ہر گز کی تبدیلی سے بات کرتا ہے۔ لکھنا سے
 ہر گز کی تبدیلی سے بات کرتا ہے۔ لکھنا سے
 ہر گز کی تبدیلی سے بات کرتا ہے۔ لکھنا سے
 ہر گز کی تبدیلی سے بات کرتا ہے۔ لکھنا سے
 ہر گز کی تبدیلی سے بات کرتا ہے۔ لکھنا سے

تشریح: کپڑے پر پانی پڑا ہے۔

وہ صحت مند ہیں پھر پانی پڑا ہے۔ یقیناً وہ اس کی وجہ سے
 کہ میں نے فرسودہ انفریجٹ مارا اس چاک چاک کر دیا ہے۔ جب نہایت
 میں ہمارے طالب علموں کو یہ مشقوں بہت ہیں یا پھر ان میں سے کچھ
 انکار کرتے ہیں اس وقت رننگ کے لئے نئے حقائق کی جستجو میں
 سرگرم ہیں۔ اس کی اس طرف ایک وضاحت ہے۔ کالج سے واپس
 آکر اس وضاحت کے پرچہ پڑھتا ہوں اور کائنات کی حقیقتوں پر غور کرتا ہوں۔
 تشریح: اس کے لئے وضاحت کے پرچہ پڑھ کر اگر کسی کو ڈر پڑے تو —

وہ صحت مند ہیں۔ بے وقت — تم ان کے سے وقت پر — تم نہیں سمجھتے
 کہ میں اس کے لئے پانی سے پڑھتا ہوں اور اس کی طرف نظر ڈال کر
 مدد کی ایک پختہ بھی ایک ڈیڑھ گھنٹہ ہے۔ پھر وہ اس کے لئے
 تشریح: یہ ہیں۔

تشریح: تشریح: یہ ہیں۔ کیا اب مجھے جاننے کی حاجت ہے؟
 وہ صحت مند ہیں۔ یہ کیا بات ہے۔ جیسے ڈکٹر کہہ کر چاروہ
 تشریح: یہ تشریح: یہ ہیں۔ کیا اب مجھے جاننے کی حاجت ہے۔ کیا اب
 کہ اس کے لئے یہ ہیں۔ — وہ اس کے لئے یہ ہیں۔ کیا اب
 طریقہ یہ ہیں۔ یہ ہیں۔ یہ ہیں۔ یہ ہیں۔ یہ ہیں۔ یہ ہیں۔

صاحبِ اجتناب کے لیے پھر وہی آئمہ نے جو اس کے متعلق تو ابھی ایک
بات بھی نہیں ٹوٹی تھی چھوٹے کی جیڑی کی گھیس بہت تھیں ؟

پیرا، ایک دو تھوڑی آئمہ ہیں

صاحب ! کچھ تو بڑے ہی رہتے ہیں اور بڑے کی بڑی ہے ۔ ذرا سب سے
قریب آؤ کچھ اڑیں ، بالکل گھیر لیں ، غرض میں گھبرانے کی بات کیا
ہے ؟ ذرا آگے سے پیچھے کو غور سے دیکھنا ہوتا ہے ۔ یہ یہ اٹھوں
میں کہ سب سے پہلے اپنے غور و نگاہ کو سب سے پیچھے پر رکھنا ہوتا ہے ۔
— اچھا، بیٹھے رہو میں غور آگے ہوں ، وہ صاحب تو میرے پاس جاتے ہیں
تھوڑی دیر پر آئے ہیں ۔ تم لوگوں سے نہ بات کی ہے نہ تم سے ملتی ہو
— میں تو سب سے بالکل مطمئن ہوں ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں تمہیں ایسا بتا رہا
ہوں جسے تمہیں پسند کر لیا ہے ۔ اسے غور میں دو تھیں سوال پر تھوڑا تھوڑا
سکے جواب دو یہاں سوال یہ ہے کیا تم سے سب سے غور و نگاہ بالکل کیوں ہو
چاہیے ؟

پیرا، جب یہ پوچھے کہ بڑے کیا ہیں وہی سوال یہ ہے کہ ذات سے کیا
مطلوبہ ہے ؟ — یہ اس مقصد سے کہ اس کے ساتھ ساتھ میں صاحبِ اجتناب سے
صاحب ! دیکھنا — میں نے شہادت ہی نہیں کہ وہ یہ مسئلہ کہ تم میں صاحبِ اجتناب کی

کسی سبب سے ٹھکر کر دیں۔ ٹیڈیوں کے ساتھ شرمناک اور صدمہ سے لیسے ہوئے حالت
کے برائے کی کہتا ہے۔ کیا کہنا تھا تو؟

تو یہ بدستور ہیں۔

وہ صاحب، اداکار، میں کہتا تھا stand up on Time
روکنا ہے تو سیدہ رو اس وقت تھا جسے مہلتے ڈیڑھ ہے، ڈیڑھ
ہیں ہے اس تیز چہ سوال یہ ہے کہ انسان یا نگل کیوں بڑا ہوتا ہے؟
— یہی وہ ایک عجیب عجیب ترقی کیوں کر کے لگتا ہے؟
دستبردگی سے، بدستور برائے میں زندگی میں سب سے پہلے کہنا ہوئی —
تجربہ کی سے اس کا جواب دے

تو یہ انکوئیٹ ہیں جسے کبھی ایسی باتوں پر غور نہیں کیا۔

وہ صاحب، کیوں نہیں کیا — جب تک غور نہیں کر دے گے۔ زندگی کی سبب
کرکس میں کھنکھار کے چاہے تیلے آسوں کے چپے رو اس ہر طرف پھیل گیا
میں کے اوپر بے شمار تیلے پیریز ہیں جنہیں انسان میں بھی ایک ہیں کہ
نہ۔ غور نہیں کر کے تھکے کی غور نہ سہنے، اور۔ کام اتنی وقت پر
مستند ہے بہت چمک رہے ہیں اور خود کو سنے کی صلاحیت ہے یہ ان کی
تم بھی میں قابل نہیں کر سکتے وہ حقیقتوں کا جائزہ سے سکو خیر و شر
مجھ پر نہ متاثر ہے کہ تمہیں ان کی کانٹا سببوں — مجھ میں، تم

میں سب سے بڑا جی فرما سنے میں تیرا کیا ہوں " تم بگڑتے ہو
 یہ بالکل ہی غلط ہے۔ یہ تو بد بھائی ہے جس مفسد سے میں تیرا ہوں
 جس کو اس نے سنا ہے کہ کیا آتی ہے،
 اس کا سبب یہ ہے کہ اگر تمہیں سب سے زیادہ قریب کیوں کر دینا چاہتا ہوں تو تمہارا

ہوں

یہ — مگر میں آپ کو عزیز قرار دیتے ہیں کہ یہ تو نہیں یا تمہارا ہونے
 کا حق اس شخص سے من چاہتے ہیں — یہ تو کبھی سوچا ہی نہیں تھا
 آپ میں تمہارے ساتھ کس سے؟

اس کا سبب یہ ہے کہ یہ غلطی ہو گئی ہے کہ اس کی بات سب سے غلط ہے
 میں میں نہیں تھا، میں اپنے ہاتھ سے چھوڑا ہے۔ کتنے سب سے صبر
 کرتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کے اصلاح کن ہوگی اور میرے ہوا
 کہ اس اصلاح کو سنا ہے کچھ ہو میں نہیں اپنی زندگی اوقات دے رہا ہوں
 — میں تمہیں دیا اس لئے کہ میں انسان بنانا چاہتا ہوں کیا مجھے ہر قسم
 — سب میں نہیں تھا، میں کہ انسان ہوں کیوں دیکھتا ہے —

میں نے اس شخص پر بڑا اہم کیا ہے — بڑی ریسرچ کی ہے۔ جب
 کہیں جاؤ کہ اس کا سبب یہ ہے کہ میں یہ تباہوں کہ میری کاشق
 جیسے کیونکر ہوں پاگل غنائے میں ایک پاگل تھا، اپنے آپ کو مطلق

خس غائب کہتا تھا وقتہ ڈاکر اعلیٰ سدا شدہاں غائب۔ وہ ایک لکھنؤ
شعر پڑھا کرتا تھا۔ تمہیں غائب کے شعر یاد ہوں گے۔ ہاں ضرور
موسم کے۔ تو وہ غائب کے شعر پڑھتا رہتا تھا۔ اس کے پڑھنے کا
مذازع بھی بآفاق تھا۔ ایک روز شعر پڑھا تو
دل نہ رہاں تجھے ہٹو کہ ہے

سفر اس دور کی دوا کیا ہے؟

بھم میں مشتاق دور وہ پیر
یا لہو یہ ماحسبہ اکسپ ہے؟
پر پی پرہ وگ کیسے ہیں؟
خمرہ و عشرہ و... کیا ہے؟
جو کوئن سے وفا کی ہے امید
جو نہیں جانتے دن کیا ہے؟

تئویر (بہن) وگ کی خوب!

وہ صاحبہ اس نقی سدا شدہاں غائب کو دیکھ کر جیسے وہ میں خیال
پیدا ہوا کہ میں پاگل میں کی ہلک سیچوں۔ اور مسلسل کشمکش کے بعد میں اپنے
مقصد میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ حاضر لکڑیاؤں کے ساتھ ہر سوک کرتے
ہیں۔ درجہ طریتے سے نکل کا علاج کرتے ہیں۔ وہ ہر کل دقیاؤں سے

کوئی شمار نہیں ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مجھ سے محبت کرے گا

وہ میری بات یہ ہے

تو یہ صاحب گیتہ قیادت کا صاحب: رشتہ دمی ہے۔ یہ پانچوں ہوا

خود کی سوتہ میں جسے سرسٹ دیا اس وقت تک یہ لکھا کہ

یہ گیتہ قیادت کے ادب غرض!

وہ صاحب (میں سے) سے وقت مت فراغت نہ دانتے میں وہ

تساویٰ میں مونیہ یا تو سے خود سہت چہ نہاری بے مہربانی عقل و

دماغ کے ایک بہت بڑے خزانے سے قہیں عمر و عمر کر رہا ہے

پر تھک رہا

تو یہ بہر حال میں مجبوریوں

وہ صاحب دیکھو، آتھنگہ، گویا میں مجبوری اپنی کمزوری کا نام ہے آٹا

— بے وقت گتا ہے میری Stand up or

Stand up on the bench سنائیں

chair — تم نیسے نالافتوں کے علم و مہر کر رہا کر رہا

سہے پہلی ہی منزل پر تیار رہو جس سے تو آئندہ کیا کر گئے، خیر!

تم خواہ کسی قدر بہت چڑھو اور سے مہربانی کا اظہار کرو۔ میں تمہیں راہ داتی

سے چلنے نہیں دے گا۔ میں تمہیں نقل و حرکت سے بہرہ ور نہ کرنا تم پر

علم سے میں تو بڑا غلام نہیں مرنے والی۔

میر: بھگتے مہانت کیلئے جناب! — میں عقل و شعور سے باز آیا۔

صاحب: سرگزنیں — کبھی نہیں — طہر — میں نہیں چنے خوار کی

سہی نہ ادا سے لوں اس گڑھی پر کھڑے ہو جہاں ذکر و کلام سے بوجہ تو

— نہا نہیں تم سے میں کیا کہہ رہا ہوں؟ اس گڑھی پر کھڑے ہو جہاں!

میر: آپ کی کہہ رہے ہیں — یہ کبھی عیب و غریب رکھتا ہے —

مہانت کیلئے یہ — آپ بڑے شہسوار ہیں انہی کا بل بھیجنا ہے بلکہ محنت

ہے — اچھا تو بے عرض!

صاحب: تو یہ کہہ کر کہہ رہے ہیں — اتنا بڑا مقصد ہے کہ کہتے

تھے اور صاف یہ ہے کہ اتنا ہی میں گھر بہت کا شکار ہو گئے سرگڑھی

پر کھڑے ہو جہاں میں نے نہیں جھڑپا سے فرشتے بھیج سکتے!

میر: قبل میرا تو تو چھوڑ دیتے! — آٹ میرا تو چھوڑ دیتے — یہ کیا

بہچتا ہے!

صاحب: میں تو سمجھتا تھا کہ ان کے ادا سے غریب و فقیر

— اچھا مہانت سے بیٹھتا ہے میں پناہ لے لیکر شروع کرتا ہوں —

کا غذا کھاں سب سے بڑا کھانا ہے میں تو چاہتا ہوں کہ یہ کھانا کھائے ہو؟

میر: میں کا غذا کھانے کے لیے کبھی صاف نہیں جاتا، میں جناب! بھڑکی دیکھ کے یہ

[illegible]

۱۰۔ تمام سب کا اختیار ملنا تھا۔ سرداروں نے نہیں دیا۔ لیکن ان میں بڑے بڑے لوگ
 مر رہے تھے۔ بدلتے بدلتے میں بالکل دھندلائی ہوئی۔ یوں تھکر تھکر ہوتے سمجھنا
 نہ پاتا۔ اس میں جیسے جیسے تھکا ہوا شرمیلے ہاتھ بڑھتے گئے۔ یہاں پر
 یہاں پر ان کی جھپٹتیں ہر طرف میں ملنے لگیں۔ یہاں پر ان کی جھپٹتیں آج کے لئے
 جھپٹتیں۔ یہاں پر ان کی جھپٹتیں پچھلے دنوں کے جھپٹتیں۔ یہاں پر ان کی جھپٹتیں
 میں پچھلے دنوں کے جھپٹتیں۔ یہاں پر ان کی جھپٹتیں۔ یہاں پر ان کی جھپٹتیں۔

”مخبر، خبریں سے اُمید رکھنا تو عجیب ہے۔“ حضرت آپ نے اس حرکت میں ہنسی کی۔

وہ صاحب : "بس لوگ کہتے ہیں یا قل کہ کثرت میں یکنسا ہو مشکل ہاں ہے
 میں نے یہ تجربہ ہے کہ بے تعبیر شاگردوں کو سیر و مشق سکھانے سے زیادہ
 مشکل ہاں ہے۔ مشق و استقامت کے چھپے پرہیز کرنا یا اسے ہی لوٹ
 جانا چاہتے ہو یا اس قدر عنایت و شفقت سے تقریر یا کہ اپنی ہر
 بات کو سننے سے ہر شہسوار اس پاگل پر کی کبھی اجازت نہیں دے سکتا
 "تو صاحب : "دوست فرماتے ہیں قبیلہ ادا تھی مجھے یہ حقائق ہرگز نہیں کہل گئے
 میں حیرت میں ہوں یہ چوتھوں کو جس منہ کی پر آپ پتہ چلے گا اب تو

بے غش و غش

جو کجا سب دیکھ کر کچھ نہ ہو کر رہے تھے
میں آگاہ سے میری جی رست شمع پڑا ہوں
خوب تر تھوڑے ہی کچھ تھوڑے ایک کجا سب جانتے ہیں جانتے ہیں
— دور پر میرے دست شفقت بھی نہ ہو سکتے۔

وہ صاحب و مشفقانہ دہلی، بہتر و لرہیں کجا سب کچھ بڑی زبردستی
بہتر و مشفقانہ دہلی، بہتر و لرہیں کجا سب کچھ بڑی زبردستی
طرح نہ تھوڑے ہی کچھ تھوڑے ایک کجا سب جانتے ہیں جانتے ہیں
نومیں کچھ دیکھ کر کچھ تھوڑے ہی کچھ تھوڑے ایک کجا سب جانتے ہیں جانتے ہیں
موج میں کچھ دیکھ کر کچھ تھوڑے ہی کچھ تھوڑے ایک کجا سب جانتے ہیں جانتے ہیں
کہ نہ کچھ دیکھ کر کچھ تھوڑے ہی کچھ تھوڑے ایک کجا سب جانتے ہیں جانتے ہیں
میں کچھ دیکھ کر کچھ تھوڑے ہی کچھ تھوڑے ایک کجا سب جانتے ہیں جانتے ہیں
بے میں پناہ کی خوشی، رہا ہوں

خوب تر تھوڑے ہی کچھ تھوڑے ایک کجا سب جانتے ہیں جانتے ہیں

وہ صاحب و مشفقانہ دہلی، بہتر و لرہیں کجا سب کچھ بڑی زبردستی
کجا سب دیکھ کر کچھ تھوڑے ہی کچھ تھوڑے ایک کجا سب جانتے ہیں جانتے ہیں

خوب تر تھوڑے ہی کچھ تھوڑے ایک کجا سب جانتے ہیں جانتے ہیں

اڈوں۔

وہ صاحب ضرور

تشریف لے گئے۔

وہ صاحب تریپ کا اتھ چھڑو بیٹھ ہیں، تریپ ورنہ

لی طرف جاتا ہے، اور باہر نکل جاتا ہے۔

وہ صاحب، رے۔ اور قسمت! میری پیشین گوئی۔۔۔

لاکھ، شہر کا ترک جا۔۔۔ شہر جا۔ اور۔۔۔ کمبخت میں تے تھما!

نام بھی نہیں پوچھا تھا۔

اتریپ ورنہ اڈے سے نکل جاتا ہے۔

دوسرا منظر

منظر، تریپ لاسکان

تریپ اپنے کمرے میں موٹے پر سرخٹھڑے بیٹھا ہے۔ دائیں بائیں

کی ہنگامیاں۔ پیشانی پر گل ہیں۔ تریپ شیدہ بنو بی ورنہ دانے کا پر، وہ ہشاک

اندرونی سے دو آدمی کمرے میں جاتی ہے۔ دوسروں میں سے مسٹر

سبکدوش ملتی ہے!)

اور یوں بگڑتا ہے۔

خوشید: بھائی ہاں! ہر گزنی طمانت جو سے واسے ٹھہرنے — وقت بڑھتا
نہیں بھائی ہاں!

داسکے بڑھ کر تو فریکے پاس کرنا کہ حال سے انتہت سے نور
کی حالت دیکھنے لگتا ہے تو یہی اس کی کیفیت میں ہے —
یہ — یہ کیا ہے بھائی ہاں؟ اس حالت کیوں بیٹھی ہیں؟

خوشید: خوشید! اس وقت لگتے تھا بھڑور۔

خوشید: مگر کیوں؟ آپ لگے نہیں رہاں — اپنے بوسے واسے خوشی کے
پس — میں بھائی بیان

خوشید: اس معاملے میں میں کچھ نہیں سمجھتا — کچھ نہیں کہنا چاہتا
خوشید: آپ وہاں نہیں گئے — تو کس چلے گئے تھے؟ یہ کیا حالت تھی بھائی
سنے؟ ہاں بھڑور سے ہر سہ چہرہ، فسرور، یہاں لگتا بھڑور کیا ہے؟
خوشید: ابھی سے جو کہ آ رہا ہوں۔

خوشید: کہاں سے؟

خوشید: کہ تو دیا۔ جہاں تم لوگوں نے جیسا تھا؛
خوشید: دلکشت کے، تاسکے پاس؟ گر — فر — کچھ تو ہر نہیں بتا یہ ماجرا
کیا ہے۔

خوشید: ایک مرتبہ اس سے طمانت ہو رہے تھے تو چہرے پر اس نے یہ عجیب

خوشید ہواں ہمیں؟

خیر و مال سے ہیں

خوشید ہواں ہندوؤں کو ہندوستان سے۔

خیر و مال سے ہیں

خیر و مال سے ہیں

خیر و مال سے ہیں

خیر و مال سے ہیں

خیر و مال سے ہیں

خیر و مال سے ہیں

خیر و مال سے ہیں

خیر و مال سے ہیں

خیر و مال سے ہیں

خیر و مال سے ہیں

خیر و مال سے ہیں

خیر و مال سے ہیں

خیر و مال سے ہیں

خیر و مال سے ہیں

سہنہ

خیر شیدہ: تم سے آبا جاس یا مل میں - — یہ میں کیا سن رہی ہوں؟

خیر شیدہ: تو نے دیکھا ہے انہیں کچھ - — ان دنوں تمہاری سنی میں کچھ؟

خیر شیدہ: میں - —

خیر شیدہ: نوید ب

خیر شیدہ: انکی سے کچھ نہیں ہوں -

خیر شیدہ: جلی خانی سے تیرے میں صوفے پر بیٹھا ہے تیرے

سے بعد شکریت سے ملے اس کے لیے بے کسٹش رہنے لگتا ہے

خیر شیدہ: اور میں تکی نہیں

خیر شیدہ: تمہیں شیدا یہ میں کیا سن رہی ہوں؟

خیر شیدہ: تو نے شیدہ کو کچھ نہایت درست سے

خیر شیدہ: نگاہ کی پھر بھی کر رہی ہو تو میں نے خوش خانی سے کس معاملے

میں آتش خانی ہو گا

خیر شیدہ: مگر کیا آپ کھنٹی میں میں خوش خانی " بالکل ہی میں تمہیں نہیں بوسہ

خیر شیدہ: میں یہ بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ مگر تو یہاں تہا دی نہیں کرتا ہوتا

خیر شیدہ: بات ہے۔ پہلے کہہ دیا ہوتا جس خود خود تو کہہ کر کہی پھر ہی آج

نگاہت کے تانے یا ذرا ال بھاڑ سے تو لیں کہہ دیا وہ تو سحر تال

اور یہ بھی جانتا ہے

پاگل ہے۔ اُجل کے لڑوں کے سامنے ہم بڑھوں کی پیش نہیں ہستی

ایا! —

تتویر: اتنی بات کر غلط فہمی ہو گئی ہے۔ وہ۔ میں پاگل ہیج کہتا ہوں۔ ان کی

باتوں سے عجیب غریب کی تم کا پاگل ہی چلتا ہے۔ — بڑی مشکل سے اپنا

ہاتھ پھیر کر بھاٹا ہوں وہاں سے — میں —

اتنی داناؤں کا لڑ کر اچلو خورشید ایو جانے اور اس کا کام۔ اٹھو اس کی

بات میں بروغل دسے اس پر لعنت۔ آج تک کسی نے اشارہ تک

نہیں کیا تھا کہ نکلتا کارالہ پاگل ہے۔ استغفر اللہ!

تتویر: مگر اتنی بات! — آپ ایک مرتبہ ان کی باتوں میں لیجئے پھر کہئے۔ ایسی

اوسٹ پٹائیک باتیں کریں گے آج تک کسی سے نہیں سنی تھیں!

اتنی اب کیا کہیں گے کہتے کی بات سے — یہ تو پہلے ہی کہتا تھا میں یہیں

جاتا ہوں۔

تتویر: وہ تو صرف اس لئے کہ مجھے شرم آتی تھی وہاں جاتے ہوئے۔

اتنی: حق ہی — شرم آتی تھی — چلو خورشید!

تتویر: عجیب مصیبت ہے۔ — خیر کیا کریں — اتنی: —

اتنی بات تو سنئے سمیری!

وہاں چلی چلی جاتی ہیں۔ تتویر: بڑا غصہ ہے جس کو سنئے کے اور۔

ٹھیک لگتا ہے — (رہتا ہے)

لو کر ایک صاحب نے میں۔

تغزیر کیا؟

لو کر ایک صاحب آئے ہیں باب!

تغزیر، پینٹ برادر کیسی لاس — خود طبیعت خراب ہے۔

لو کر: جی

تغزیر: اٹنا ہیں تو سنئے وہ دو طبیعت خراب ہے۔

لو کر: یہ بات تو میں کہ چکا ہوں جناب!

تغزیر: تو پھر؟

لو کر: وہ کہتے ہیں صرف ایک منٹ ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ اور جناب!

لو کر: پینٹ میں معلوم ہوتے۔

تغزیر: میں؟

لو کر: اگر آپ سے، چنگے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔

تغزیر: نہیں میں اس وقت کسی چنگے آدمی سے مل نہیں سکتا —

سے تو نہیں ہیں

انٹرچو ہاؤس۔ چالیس کے بعد ڈاکے ساتھ ایک صاحب

آتے ہیں۔ سنی پیکس شہ قریب ہو گا۔ ڈاکہ می مرزغ مٹ رہا

قد قامت الفاس ۱۱ بہت کے غامضے تو تھیں ٹھیک سڈ فرانسس

نوروز: انہیں صابری دست بٹا دونا — قسم سے ملاقات تو ہو گئی ہے۔
خدا حافظ!

نوروز: چلا جاتا ہے۔ تخریبیات کی شدت میں ٹپکنے لگا ہے۔

نوروز: آتی ہے۔ اس کا چہرہ ہے اب اس سے —

تو یہ: کیوں خورشید؟

نوروز: بھائی جان! کیا نکلت کے آباہاں جمع ہوئے — میرا مطلب یہ ہے کہ

تو یہ: اگر تم ایک منٹ پہلے آجاتیں تو میں نہیں دیکھ سکتی تھیں

نوروز: ہیں؟ آج آپ پیلیوں میں کیوں آئیں کر رہے ہیں!

تو یہ: بالکل جمع کئے ہوئے —

نوروز: کبھی کبھتے میں نکلت کے آجاتی ہیں۔ اور کبھی فرستے ہیں وہ بھی

تو یہ: خورشید! میں ایک پائل سے ضرور ملا ہوں — مگر دوست کے

آباہاں ہیں — نکلت کے، باخود یہاں آئے تھے —

نوروز: ہاں؟

تو یہ: ہاں —

نوروز: کبھی کبھتے میں آتی ہے؟

نوروز: دھرتی سے بھاگ کر باہر نکل جاتا ہے تو یہ جڑاں کے پیچھے

گھر سے نکل جاتا ہے۔

کسی کی یاد

ملاں، ہر ایک شہر کے امیر مسدود شدہ ہیں۔ ہر ایک اپنے
 راجہ کے ساتھ رہتا ہے۔ اور ہر ایک اپنے
 قلعہ دار، یا قلعہ دار کے ہاتھ سے روٹی میں کوئی چیز بھیج دیتا
 ہے۔ لیکن اس کے وہ نہیں دیکھ سکتے، وہ اس سے منکر ہیں، درست بات
 اور ان کی دھڑلے سے شادی نہ ہوگی۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔
 یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔

مرزا، ہر ایک شہر کے امیر مسدود شدہ ہیں۔ ہر ایک اپنے
 راجہ کے ساتھ رہتا ہے۔ اور ہر ایک اپنے

قلعہ دار، یا قلعہ دار کے ہاتھ سے روٹی میں کوئی چیز بھیج دیتا
 ہے۔ لیکن اس کے وہ نہیں دیکھ سکتے، وہ اس سے منکر ہیں، درست بات
 اور ان کی دھڑلے سے شادی نہ ہوگی۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔

مرزا، ہر ایک شہر کے امیر مسدود شدہ ہیں۔ ہر ایک اپنے
 راجہ کے ساتھ رہتا ہے۔ اور ہر ایک اپنے

قلعہ دار، یا قلعہ دار کے ہاتھ سے روٹی میں کوئی چیز بھیج دیتا
 ہے۔ لیکن اس کے وہ نہیں دیکھ سکتے، وہ اس سے منکر ہیں، درست بات
 اور ان کی دھڑلے سے شادی نہ ہوگی۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔

مرزا، ہر ایک شہر کے امیر مسدود شدہ ہیں۔ ہر ایک اپنے
 راجہ کے ساتھ رہتا ہے۔ اور ہر ایک اپنے

قلعہ دار، یا قلعہ دار کے ہاتھ سے روٹی میں کوئی چیز بھیج دیتا
 ہے۔ لیکن اس کے وہ نہیں دیکھ سکتے، وہ اس سے منکر ہیں، درست بات
 اور ان کی دھڑلے سے شادی نہ ہوگی۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔

(دہم نمبر کی ہے)

منشترہ: اے اشدائے ہیں تو نہ ہرو۔ اچھی اچھی باوندی خانے سے اکل کر آ رہی ہوں۔
نزدہت: اس طرح مذاق اڑاتے ہوئے شرم نہ آتی ہوگی۔
منشترہ: اتم و خواہ خواہ بڑا نہیں (نزدہت کا سرگرمی سے کہہ کر) میں نے صرف تمہارا ہے
کہ لڑائی یہ سے لڑتی ہوں۔ یہاں تم آہوں کی حرارت پیدا کرنے لگی ہو جس
میں میں تنہا ہونے کی کیا بات ہے (اکبر)۔

نزدہت: (نزدہت کی ہاتھ پکڑتے ہوئے) میں کتنی ہوں یہاں سے باہر نہیں نکلتی
منشترہ: وہ ہمارے ہیں کہ کچھ چلی جاؤ گی۔

نزدہت: میں ایک بات بھی منہ سے کہنے سے تیار نہیں ہوں۔
منشترہ: وہ سناؤ پڑا لکھیں (نزدہت نے نہیں چھوٹی ٹوٹی بنا دیا ہے۔
نزدہت میں جو کچھ ہوں اور جس حالت میں ہوں شیک ہوں۔ کہیں کیا غور ہے
نہ سے؟

منشترہ: اور بات تو سہو میری نزدہت: ہنس کر بھی یا بگڑ کر ہی چلی جاؤ گی۔ یہ کتنی بڑی
تھک سے تمہاری یہ حالت دیکھی میں جاتی بھلا یہ بھی کیا محبت ہوئی کہ آدمی
ہر وقت کسی کی یاد ہی میں کھڑا رہے۔ کیا خبر محبت کو تمہارا خیال تک نہ
ہو کہ اور غم ہو کہ ہر گھڑی شمع کی طرح اس کی قربت میں گھسی جا رہی ہو۔

نزدہت: کم محبت سمجھو ان باتوں کی کیا خبر ہو

پانچواں سہلی رات کی فیکولٹ ٹوٹو سے محروم میں ہے۔ روزِ پنجاب ہفت روزہ
 رات کی فیکولٹ رات کے آدھے گھنٹے تو یہاں تک نہیں آتا۔
 سب لوگ یہ کہہ رہے ہیں چار بجے ہی چور کی ہراسہ مچا دے
 کہ میں نہیں جانتا

مکتوبہ: ہر ایک کی طرف سے دیے گئے رولز کو سمجھنا اور
تعمیل کے مطابق عمل کرنا ہے۔

میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ ایک شخص کی طرف سے
ایک اور شخص کو ایسی بات کہی جائے جو اس کے لئے

• *Chlorophyll a* (Chl a) is the primary photosynthetic pigment in all photosynthetic organisms. It is a green pigment that absorbs light energy in the blue and red regions of the visible spectrum. Chl a is found in the thylakoid membranes of chloroplasts in plants and algae, and in the plasma membrane of cyanobacteria. It plays a central role in the light reactions of photosynthesis, where it captures light energy and transfers it to the reaction center, leading to the photolysis of water and the reduction of NADP+ to NADPH.

Chrysomelidae

مستحقين من غيرهم

1. 1990

1997, 1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 26

$\frac{d}{dt} \left(\frac{1}{r^2} \right) = -\frac{2}{r^3} \frac{dr}{dt}$

۱۰۰

نہایت پرستش سے دیکھنے لگے کہ سرور سے کچھ

[illegible]

تیرے زخم کا کٹا ہوا جگر جس سے پرچے
نہیں مانتا کہ موت کا جو ٹکڑا ہے

وہیں بہت ترنگی ہے ہر غم و غم و غم سے
وہیں ہے وہیں کہ ان سے اور آہستہ آہستہ قہقہے لگتے
عقیل و دراز سے وہاں ہے وہیں میری چپس پر ملاحظہ ہے
پہلے ہاتھ سے ہوا ہے میں لکھ رہا تھا کہ یہ ہے
نقوش و کتب کے لایہ و متن ہیں تو یہ ہیں
بد صورت کی نہیں ہے سب سے زیادہ خوب
یہ ہے میری ہے مگر میں دیکھ رہا ہوں۔

وہ وہاں ہے وہاں ہے وہاں ہے وہاں ہے
جہاں پہلے سے وہاں ہے وہاں ہے وہاں ہے
تو بہت پہلے سے وہاں ہے وہاں ہے وہاں ہے
تو کہہ رہی ہے وہاں ہے وہاں ہے وہاں ہے
سے وہاں ہے وہاں ہے وہاں ہے وہاں ہے
وہاں ہے وہاں ہے وہاں ہے وہاں ہے

عقیل وہاں ہے وہاں ہے وہاں ہے وہاں ہے
تو بہت پہلے سے وہاں ہے وہاں ہے وہاں ہے

عقیل وہاں ہے وہاں ہے وہاں ہے وہاں ہے

ہیں: چپ کئی چور ٹھہری ہیں

بے بہت برو

تھیل: مجھے یہ سننے کا کوئی حق نہیں ہے: ہر سال کوئی زلزلہ دیتا تو ضرور
ہرگز جانتے۔

بے بہت: کوئی خاص درویش ہے۔

تھیل: میرا مطلب ہے کہیں حد اکثر سہیدیت نہ ہو، مرنے نہیں ہے۔ کچھ اکل
موسم والی خراب ہے۔

بے بہت: انہیں۔

تھیل: یہ تو بڑی بڑی بات ہے

بے بہت: آج

تھیل: میری بات سے وہ اب فقیر بن گئے ہیں۔

بے بہت: کون؟

تھیل: میری چھوٹی بہن مرزا

بے بہت: تو بھڑکی کیا کہ اس سے؟

تھیل: وہ تو کچھ درست ہے: اس کا کہنا ہے کہ وہ اس میز پر رکھتا ہے

تھیل: اچھو لوں کا بچتے ہونے لگتے تو عجیب شے ہیں: بس شاید یہی ہوگی: اس

سے اسے لگتی ہیں۔

یاد ہے ۔ ” میں سوچ رہا تھا کہ میرے پاس سے کیا ہو گیا ہے ؟ ”

عقلمند بزرگواران است

1992

جس سے پہلے وہ لوگ جا رہے تھے وہیں پہنچ کر کھڑے ہوئے۔

پس میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ یہ سب سرور و پروردگار

میتواند بر یکدیگر استوار باشد.

گزارش سید محمد علی

غصہ اتنی ہی زیادہ ہے کہ تمنا ہو کہ جتنی شہر ہے گڑھاؤں، مگر وہ بہت

میں نے اپنے دل سے یہ بات کہیں نہ کہی تھی۔

”یاداب جیہی ہئی تہیں تہیں سے ہسری کی شہزادہ کی ہئی

$\frac{1}{2} \left(\frac{1}{2} + \frac{1}{2} \right) = \frac{1}{2}$

۱۹) سب از مسلمانان (مردان و زنان) بر سر یک میز نشینند.

محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پیشانی پر لکھی ہوئی عبارت

Chrysomelidae

1. *U. laticollis* (F.)
 2. *U. laticollis* (F.)
 3. *U. laticollis* (F.)
 4. *U. laticollis* (F.)
 5. *U. laticollis* (F.)
 6. *U. laticollis* (F.)
 7. *U. laticollis* (F.)
 8. *U. laticollis* (F.)
 9. *U. laticollis* (F.)
 10. *U. laticollis* (F.)
 11. *U. laticollis* (F.)
 12. *U. laticollis* (F.)
 13. *U. laticollis* (F.)
 14. *U. laticollis* (F.)
 15. *U. laticollis* (F.)
 16. *U. laticollis* (F.)
 17. *U. laticollis* (F.)
 18. *U. laticollis* (F.)
 19. *U. laticollis* (F.)
 20. *U. laticollis* (F.)
 21. *U. laticollis* (F.)
 22. *U. laticollis* (F.)
 23. *U. laticollis* (F.)
 24. *U. laticollis* (F.)
 25. *U. laticollis* (F.)
 26. *U. laticollis* (F.)
 27. *U. laticollis* (F.)
 28. *U. laticollis* (F.)
 29. *U. laticollis* (F.)
 30. *U. laticollis* (F.)
 31. *U. laticollis* (F.)
 32. *U. laticollis* (F.)
 33. *U. laticollis* (F.)
 34. *U. laticollis* (F.)
 35. *U. laticollis* (F.)
 36. *U. laticollis* (F.)
 37. *U. laticollis* (F.)
 38. *U. laticollis* (F.)
 39. *U. laticollis* (F.)
 40. *U. laticollis* (F.)
 41. *U. laticollis* (F.)
 42. *U. laticollis* (F.)
 43. *U. laticollis* (F.)
 44. *U. laticollis* (F.)
 45. *U. laticollis* (F.)
 46. *U. laticollis* (F.)
 47. *U. laticollis* (F.)
 48. *U. laticollis* (F.)
 49. *U. laticollis* (F.)
 50. *U. laticollis* (F.)
 51. *U. laticollis* (F.)
 52. *U. laticollis* (F.)
 53. *U. laticollis* (F.)
 54. *U. laticollis* (F.)
 55. *U. laticollis* (F.)
 56. *U. laticollis* (F.)
 57. *U. laticollis* (F.)
 58. *U. laticollis* (F.)
 59. *U. laticollis* (F.)
 60. *U. laticollis* (F.)
 61. *U. laticollis* (F.)
 62. *U. laticollis* (F.)
 63. *U. laticollis* (F.)
 64. *U. laticollis* (F.)
 65. *U. laticollis* (F.)
 66. *U. laticollis* (F.)
 67. *U. laticollis* (F.)
 68. *U. laticollis* (F.)
 69. *U. laticollis* (F.)
 70. *U. laticollis* (F.)
 71. *U. laticollis* (F.)
 72. *U. laticollis* (F.)
 73. *U. laticollis* (F.)
 74. *U. laticollis* (F.)
 75. *U. laticollis* (F.)
 76. *U. laticollis* (F.)
 77. *U. laticollis* (F.)
 78. *U. laticollis* (F.)
 79. *U. laticollis* (F.)
 80. *U. laticollis* (F.)
 81. *U. laticollis* (F.)
 82. *U. laticollis* (F.)
 83. *U. laticollis* (F.)
 84. *U. laticollis* (F.)
 85. *U. laticollis* (F.)
 86. *U. laticollis* (F.)
 87. *U. laticollis* (F.)
 88. *U. laticollis* (F.)
 89. *U. laticollis* (F.)
 90. *U. laticollis* (F.)
 91. *U. laticollis* (F.)
 92. *U. laticollis* (F.)
 93. *U. laticollis* (F.)
 94. *U. laticollis* (F.)
 95. *U. laticollis* (F.)
 96. *U. laticollis* (F.)
 97. *U. laticollis* (F.)
 98. *U. laticollis* (F.)
 99. *U. laticollis* (F.)
 100. *U. laticollis* (F.)

پس پتیب پر گویا کہ ایک نئے و مرید پر غور کسی سوتی رہتی ہے۔

نہیں ہے۔ وہ نشان -

نہیں ہے۔ وہ نشان -

نہیں ہے۔ وہ نشان -
نہیں ہے۔ وہ نشان -
نہیں ہے۔ وہ نشان -
نہیں ہے۔ وہ نشان -

نہیں ہے۔ وہ نشان -
نہیں ہے۔ وہ نشان -

نہیں ہے۔ وہ نشان -

نہیں ہے۔ وہ نشان -
نہیں ہے۔ وہ نشان -
نہیں ہے۔ وہ نشان -
نہیں ہے۔ وہ نشان -

نہیں ہے۔ وہ نشان -

نہیں ہے۔ وہ نشان -
نہیں ہے۔ وہ نشان -
نہیں ہے۔ وہ نشان -
نہیں ہے۔ وہ نشان -

مے تو میرے بے حد تجربہ والے۔

نزدہست: برپا اپنی طبیعت براتی ہے۔

عقیل: آپ ہاؤنڈی سے پریشان نہیں مرتھیں؟

نزدہست: میں تو کمال پناہ کرتا ہوں۔

عقیل: میرا بھی یہی حال ہے مگر تیرا وہ نہیں۔ خدا کی پناہ! ابکے مجھے کے لیے

بھی نہ موت نہیں بیٹھے گی۔ وہ کچھ نہیں تو تیرے ہی سے پائیں کر سنے

لگے گی

نزدہست: ٹھیک ہے۔

عقیل: انا اچھا ہے۔ پر مے کہنے لانا مے۔ — معاف کیجے میری

موجودگی میں آپ برپا کرتے ہیں۔ مے مطلب سے نہیں ہے

اس وقت آپ مے رہنا پسند کرتے ہیں

نزدہست: کوئی مے نہیں۔

عقیل: میرا مطلب ہے اگر آپ کہیں تو چاہا ہوں۔

نزدہست: امیر مطلب ہے، آپ شہریت سے آگے ہیں۔ مے یا نہیں

پیدا منٹ کے لئے۔

عقیل: ہمسکوں کو مے۔ یہ میرا تجربہ ہے۔ (کوچ پر بٹھا جاتا ہے وہ آپ

کھڑی رہیں گی)

تڑپست، (۱) اس کے ذہن کو چھٹے چھوٹے، صاف کے سریش و دسپند،
 ایتھل بنی بد و در و در و در ہے جس پر خوشی بد و خوشی بد۔
 تڑپست، (۲) آخر بد و در ہی کے جہاں میں ناچ،
 چھپیں، (۳) تڑپست سے آپ کو اس میں ہی شرارت کی بات نہ آئی ہے۔
 تڑپست، نہیں تو۔

تڑپست، میں نہیں کہہ سکتا، آپ بڑے غلط سے کہہ رہے ہیں، یہی خبر جو تڑپست
 پسند ہے، وہ اس کو اب دیر کی کافی دیر ہوا چلے میں نے تڑپست کی
 ساتھ لکھو سکوں کہ اس کی باذل، آہیں آہیں میں لکھائی میں تو ایسے
 سنا عرازا حول تڑپست کی بات

تڑپست اس میں

تڑپست، اس میں کہ میرے غلط سے وہ اس کا جان پہ پا کی تڑپست کا خیال
 اس طرح پایا کرتا ہے کہ وہ اس کو بہت کچھ نہ سنے ہی نہیں تڑپست، ذرا جاگ کر
 دیر جانے کا ارادہ کر اس کو خود لکھیں گے، سوہنہ، تڑپست نے
 آرام کے لیے جانی ہے۔

تڑپست، اس میں نے بھی اس کی بات میں اس نے اصول پڑی کے کاربند

حقیق، (۱) اس کو چھوٹل میں میرے حال دیکھئے کہ - خیر تھوڑے سے اس کو

نزدست و نمودار و سادہ ہوتے ہیں ،
 عقل و تدبیر اس کو شے کا انداز بڑا سمجھیں ۔ ۔ مرد احباب سے کبھی
 نہیں پہل مرتعناؤں میں ہوں

نزدست سے بڑی بھی نہ تھی ۔
 نفس و افسانے ، لطف اس ذات آتا ہے حبیب و بین امیدیں تڑپا رہتی
 پھٹتی ہو آگ کی دہرائیں اس کے ماقولوں کا ذوق آدمی کو
 نزدست ، سبھی کی سب سے

عقل کا کچھ دور دور ہے ہیں وہ اس وقت سے کہ بہت دور ہے
 سے زریہ ریتی ہی جگہ آپ کو شے شہد ؟
 نزدیک رہی سے نموداروں کی سنے الامت ہی نہیں و بسے مجھے ستار کا
 بہار و شوق ہے ۔

عین افسانہ ۔ ۔ میں نکلا رہا
 نزدیک آپ تہذیب و تمدن کا دور
 عینیں ہی یہ دونوں میرے نعتیں ۔ ۔ و شہد

نزدست رہنمائی کے کتاب میں رہا ۔ شہد سے ۔ ۔ مراد آ
 انہیں لکھ کر عینیت ہاں پہنچیں سے شہد کا دور دور ہے ۔
 عینیں کی عین سے لکھا ہے عین شہد سے ۔ ۔ شہد کا دور

نہا تو یہی عزت دانی سے

تو مست رہا رہا اب کچھ اب رطل بھی کوئی ہے

تو جس وقت کہ تیرے شوقی ہوئی سے شریہ میں سے تیرے تیرے ہی میں سے وہی تیرے
تو بہت راہ طافہ تیرے ہی میں ہیں تو میرے بارے میں کچھ نہیں سنا

بہن سے تو تو میں تیری سے یہ نہیں ہو دو سے ڈانٹا تھا

جی توئی تھا جس ترقی نہیں ہے ایک اور عزت کھا تھا

تو جس وقت کہ تیرے سے تیرے تیرے تیرے سے ایک دھواں سے

اس کی یاد رکھو کہ تیرے تیرے تیرے سے — اور میرے کا تیرے

بھول گیا ہوں بہ حال وہی تو تیرے تیرے تیرے سے ایک دھواں سے

توئی کا احساس تیرے تیرے تیرے سے میں تیرے تیرے سے

تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے سے ایک دھواں سے

یہ ہے

تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے سے ایک دھواں سے

تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے سے ایک دھواں سے

تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے سے ایک دھواں سے

تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے سے ایک دھواں سے

تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے سے ایک دھواں سے

تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے سے ایک دھواں سے

مردہستہ شمس، ست سے میری و نیات تمہارے دل میں لگ جیسے کوئی ہے
کیونکہ میں جانتا ہوں

عقل و دماغ کے عین کیا یہ میری و نیات ہے۔ کبھی کبھار تباہی کے لیے
وہ دو حالتیں ہیں: پہلی کہ وہ آپ کی فکر میں پڑ کر نکلے گی

نہایت دشمن آپ ان میں سے ہر ایک میں لیا کہ سکتی ہوں۔
عقل و دماغ کے عین کیا یہ میری و نیات ہے۔ کبھی کبھار تباہی کے لیے
نہایت میری و نیات سے نکلتی ہے

عقل و دماغ کے عین کیا یہ میری و نیات ہے۔ کبھی کبھار تباہی کے لیے
نہایت میری و نیات سے نکلتی ہے

نہایت میری و نیات سے نکلتی ہے

نہایت میری و نیات سے نکلتی ہے

کون سے مضمون ہیں جن سے

تقریباً تمام مضمون ہیں

مضمونوں میں سے ایک مضمون ہے

تقریباً تمام مضمون ہیں

وہ مضمون ہے جس سے

مضمون ہے

مضمون ہے

مضمون ہے

مضمون ہے

مضمون ہے

مضمون ہے

مضمون ہے

مضمون ہے

مضمون ہے

مضمون ہے

مضمون ہے

و کمالی

بک نامرئی میں ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

تو مستحق ہیں تو

میں ہیں وہاں ہونے والی ہیں وہاں ہونے والی ہیں وہاں ہونے والی ہیں

تو مستحق ہیں تو

تو مستحق ہیں تو

تو مستحق ہیں تو

تو مستحق ہیں تو

تو مستحق ہیں تو

تو مستحق ہیں تو

تو مستحق ہیں تو

تو مستحق ہیں تو

تو مستحق ہیں تو

تو مستحق ہیں تو

تو مستحق ہیں تو

تو مستحق ہیں تو

یہ ایک بہت بڑا ہے اس میں ہر ایک ملک کی تصویریں ہیں

نوریت بہت ہوتی ہے

عقلمندوں کو یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ یہ ملک کی تصویریں

کیسے ہوتی ہیں یہ تو ایک عجیب و غریب ہے

یہ ملک کی تصویریں ہیں اور یہ ملک کی تصویریں

یہ ملک کی تصویریں ہیں اور یہ ملک کی تصویریں

یہ ملک کی تصویریں ہیں اور یہ ملک کی تصویریں

یہ ملک کی تصویریں ہیں اور یہ ملک کی تصویریں

یہ ملک کی تصویریں ہیں اور یہ ملک کی تصویریں

یہ ملک کی تصویریں ہیں اور یہ ملک کی تصویریں

یہ ملک کی تصویریں ہیں اور یہ ملک کی تصویریں

یہ ملک کی تصویریں ہیں اور یہ ملک کی تصویریں

یہ ملک کی تصویریں ہیں اور یہ ملک کی تصویریں

یہ ملک کی تصویریں ہیں اور یہ ملک کی تصویریں

یہ ملک کی تصویریں ہیں اور یہ ملک کی تصویریں

یہ ملک کی تصویریں ہیں اور یہ ملک کی تصویریں

یہ ملک کی تصویریں ہیں اور یہ ملک کی تصویریں

پھر سوچے گئیں۔

بہت دیکھتے تھے مجھے: بس کی سی کیفیت میں، میں نہ ہی مرنے
 تھیں، شاید آپ سوچ رہی ہیں کہ ایک آدمی جو یہ کہے پر دانا نہیں کر سکتا،
 بہت (دکھ کر) سنا لیجئے مجھے کوئی بددق کچھ لکھائے آپ نے جو

اس قسم کی ماحیات، آپ سوچیں گی

تھیں: بس ایسی بات میں نہا پاتا تھا آپ بھی پروا رکھتی ہیں یا کر رہی ہیں؟
 بہت (دکھ کر) آپ عجیب آدمی ہیں۔

تھیں: آپ نے ٹی بی عہدی میری ذات کے تعلق سے کیا کر لی۔ پھر بہت
 ترسے ہیں پھر اسی کیفیت میں آئی ہیں۔

بہت: اور آپ کی وہ؟

تھیں: وہ وہی۔ ہی، خوابوں کے مزید سے ہیں۔

بہت: خوابوں کے مزید سے ہیں؟

تھیں: ہاں۔ اس کا ادنیٰ رتھوڑ تھا ہی نہیں میرا مطلب ہے، صرف تھیں

بہت: پھر کیا مٹی رو؟

تھیں: اس کے بارے میں اجود کو میں سے اپنے خوابوں کی جنمیر سے تمہارا حق

میرے قصرات کی شہزادی مٹی، اگر ایک نغمہ ایک اور سے تھیں

اور اب میرے ذہن میں تھیں یادوں کے ذہنوں سے اپنے مجھے چند گم تھیں

سے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے

نزہت : کچھ معلوم نہ تھا آپ اس قدر تخیل پرست ہوں گے لیکن آپ کی یہ
تخیل محبوبہ کی تصویر تھی ؟

عقیل : تخیل ہی سنے اسے یاد عقیل کی سنے نہ کر دیا۔

نزہت : آپ کا تخیل اسے دوبارہ زندہ کر سکتا ہے

عقیل : نہیں بے ایمان نہیں ہو سکتا — اب ایمان نہیں ہو سکے گا !

نزہت : دیکھ لیا ہے میں کی ؟

عقیل : اگر آپ اس بات کی ایک ہتھیاری حقیقت پر غور کریں تو خود بخود

صواب ہو جائے گا۔

نزہت : آپ ہی فرمائیں۔

عقیل : یہ بیادنی حقیقت انسان کی فطری نا بصورتی ہے میری محبوبہ میرے

تصورات کی دنیا میں سامں سیتی تھی ، مگر میں چاہتا تھا کہ وہ جی دیا میں

بھی دکھوں۔ میرے ذہن میں خطائی نا بصورتی اور تخیل کی کرشمہ سازی کے

درمیان ایک کش مکش سی رہا ہو گئی اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ حسین چکر چو

سزا پا ایک تخیل تھا جو بول کے دھندلکے میں غائب ہو گئی

نزہت : آپ اتنے خارجی دنیا میں دیکھتے تھے۔

عقیل : لانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ میرے مطالعے میں تخیل کی برکت

ساریاں سے خود بخود پریشان ہو گیا تھا
 بہت : اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اپنی تخلیقی مجاہد کے جو حقوق اپنے
 دوس میں محفوظ کر رکھے تھے وہ کسی خارجی پیکر میں مقفل نہ ہو سکے۔
 بہت : مجھے کسی خارجی وجود اور ان تعریف میں مست بہت نظر نہ آئی۔ یہ میری
 ، نہ تھی جو قسمی ہے کہ نہ نا؟

بہت : مگر یہ تو بہت وسیع ہے۔
 بہت : بہت وسیع ہے۔ مگر اس شخص کی نفسی کا اندازہ کچھ جو دنیا کی
 کا محدود دستوں میں بھی لینے آپ کو تھا محسوس کر رہا تھا
 بہت : سوچنے کا بار بار وہی سکھ اور یہی کر سکتی ہوں؟
 بہت : اور میں بھی تکرار کرتے رہے اور لچہ نہیں کر سکتا (دو تہی لے عمارت
 رہے کے بعد) ہم دونوں ایک دوسرے سے اسی قدر قریب ہوئے تھے
 باوجود اس قدر دور رہنے آپ نے محسوس کیا؟

بہت : جی۔
 بہت : میں سمجھتا تھا کہ میں میں ہی میری ایک دنیا آئی ہوں۔ جو خود کرتا
 محسوس کر رہا ہے پھر محسوس کر ایک اور قسمی میں اس طرح کی تھا۔ ہے
 بہت : میرے احساس تنہائی آپ کے احساس تنہائی سے کچھ مختلف ہے
 بہت : ہو سکتا ہے۔ — بہت تنہائی کا احساس تو ہے نا؟

نزدِ محبت : خاموش رہنے آپ ؟ روزوں ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں ،
عقلیل : (سر کے اوروں میں ٹھیکر پھرتے ہوئے) عجب مصیبت ہے
نزدِ محبت : کیا تو ؟

عقلیل : کچھ نہیں ، سر میں درد ہے محسوس ہوتے لگتا ہے ، تنہا بد نزوق ہوں ، اس
خاموشی کی لذت میں بھی درد سر کی شکایت سے جھٹکا ہوں ۔
نزدِ محبت : سر میں درد ہے دیکھتی ہوں ، پرہیز کی ٹھیکیاں کل لگی تھیں
کس ، شاید بیماری میں ہو رہی ہو
نزدِ محبت : (کھانسی) کوئی کھانسی ہے

عقلیل : تعریف نہ کیجئے ۔
نزدِ محبت : ادھر ، یہ آواز وہی ہے تو جی سے کھانی تھیں ۔ کم بہت یہ بھی کس کے
ساتھ باہر چلا گیا ہے

عقلیل : کوئی بات نہیں ، روال : اندھ بیٹا میں
نزدِ محبت : میں باغداد ہوں (نزدِ محبت آکر کوفی پر بیٹھ جاتی ہے)
عقلیل : شکریہ (نزدِ محبت : روال : عقلیل کے سر کے گرد باغ سے لگتی ہے)
نزدِ محبت : اس سے درد میں کیا فرق پڑے گا عقلا ؟
عقلیل : بہت فرق پڑ گیا ہے ۔ ان ٹھیکروں میں کیا کمالات ہے (نزدِ محبت : کاناہ
اپنے ماتھے سے مینا ہے)

نزدہت : انکلیوں میں عداکیات
 قتل : کتنی چارہ کی انکلیوں میں ان انکلیوں نے تو مجھ پر ایک دوسری کی کیفیت
 ظاہر کر دی ہے۔

نزدہت : اسے کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ
 قتل : (نزدہت کی باتوں میں انکلیوں میں ڈال کر) ایک بات کہوں نزدہت !
 نزدہت : وہاں میں پستو بھانے ہوئے، فریادیں اور غم کے جیسے شاعری دیکھنے
 قتل : اپنی حقیقی محبوبہ کے جو نقشہ میں نے اپنے ذہن میں نمودار کئے ہیں وہ
 آج ایک نہایت خوب صورت پیکر میں تبدیل ہو گئے ہیں۔
 نزدہت : آپ تو اس وقت شاعرانہ کیفیت میں ڈوبے ہوئے ہیں
 قتل : خدا کہے یہ شاعرانہ کیفیت کبھی ختم نہ ہو
 (دونوں ہنسنا لگے، ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں)

نزدہت : واقعی آپ کے سر میں درد کد ہو گیا ہے؟
 قتل : ابھی کتنا ہوں نزدہت! تم اس تک میری ٹانگوں سے پریشانی
 کہوں رہیں؟

نزدہت : آپ پہلے باہر میں آئے ہیں۔
 قتل : عرصہ میں ہوتا ہے آج وقت کے فرق سے برونی نہ ملے ہو رہی ہے
 نزدہت : آؤ باہر میں کوئی میدان میں۔

نزدہست : وہ لوگ ۔

عقیل : ہر کس پر طرت جانی گئے ۔

نزدہست : مگر آپ کو اس بات پر اعتراض ہے تو میں کہوں کہ انکار کر سکتی ہوں ،
اور ان اٹھتے ہیں عقیل میرے وہ نہیں اٹھاتا ہے ۔ ترجمہ آتا ہے اس کے ہاتھ میں ہے

رحیم : بی بی جی ! یہ تو آیا ہے

نزدہست : (لہذا نکل کر اپنی جگہ پر آئے اور اسے صوفے پر پھینک دیتی ہے عقیل

سے) چلتے !

عقیل : کیا تو رہے ، میرا مطلب ہے کہاں سے آیا ہے ؟

نزدہست : ایک صاحب جس حثیت ڈھاکہ میں ، ان کا آنا آیا ہے ، آ رہے

ہیں ۔ میں پچھنے بھی نا ۔ وہ لوگ اٹھتے ہیں ۔

عقیل : (دھکم بچھے میں) کہ رحیم : (ٹپکے) چو میری نزدہست !

دوروں میں کہ ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں ، وہ ہاتھوں میں اٹھاتے

کہ دور سے سے نکل جاتے ہیں ۔ منترہ : (آتی ہے)

منترہ : یہ نزدہست کہ مرگئی ؟

رحیم : عقیل : (اوروں کے ساتھ باہر نکلتی ہیں)

منترہ : (مسی تہ حیرت سے) عقیل : (ہاتھوں کے ساتھ)

رحیم : جی

منترہ کوچہ پر مار دیکھتی ہے۔ اُسے اُٹھا کر پڑھتی ہے۔

منترہ : یہ تار دکھا دیا تھا تم نے ؟

رحیمہ : ہاں انہوں نے پڑھ دیا تھا۔

منترہ : اور پڑھ کر سہی گئی ہیں۔ (منترہ محبت کی گل صرف ایک ہی تریب ہو جاتی ہے)

رحیمہ : ہاں !

منترہ : اچھے نہیں بابا !

منترہ : منترہ اسکی اتنی بڑی کر رہی ہے ! ہر نسل عاتی ہے یہ جو پناہ

لکھا ہے، اس کے پیچھے پیچھے ہاتھ لگتا ہے۔

پرچہ

ثابت منطقی = صفر

کردار:

○ جیل

○ پچی

○ روپی

○ منیر

○ پچھا

○ مرجینلا

○ حکومین

مضمر

میں نے ایک نوجوان کا ایک خاص کردار

جو بصورت اور سجا سجا یا، حسن پر قابض اور صوفیہ، دیوانوں پر اعلیٰ درجے کی
تصویروں پر، جو دونوں اور کھڑکیوں پر منقش ریٹی پر شے کٹے جانے کے لیے دو اور
ایک مسترقی ریو میں حلقہ لکھتے ہیں کھلتا ہے۔ دوسرے موزوں دیوار میں جس کے کٹے
صحن سے اپریل کی ایک خوش گوشت اور دھیرے۔

میں نے ایک وقت پر تیار ہے وہ: نہیں تینیں برس کا، ایک خوش وضع اور خوش پوش لہو
ہے اس کے پاس ایک پانی کے اوپر دکانداروں کے بھیجے گئے ہیں ایک شہر
کی صورت میں پڑے ہیں۔ وہ ایک لکھتا ہے، اور اس کی سقم خیل سے
ایک لکھتا ہے، لکھتا ہے، اور وہ کہ دوسری طرف لکھتا ہے، لکھتا ہے، لکھتا ہے
سہرا برتا ہی جاتا ہے۔

میں نے ایک نوجوان شاعر ضمیمہ ٹیکہ ٹیکہ ڈاؤں، ایک ایک گل، حادہ کی تین چھپے
خوج، نہیں، روپیہ گیارہ آسنے۔ وہ وہ بڑے ہیں! دھاک میں کلب
(میں نے بھی سر کی، دوسرا لکھتا ہے) وہ تینوں تینوں کی ایک ایک کا سار
ہے تو یہ لکھتی سی نرس ہے۔ ہمارے جہان کے پوڑی اور لکھتی ہیں

کر لی ہیں مگر ترسنا، ستارے روپے فراموش — دنیا لی اٹھاتے جڑتے
 سواتی سیر و دو روپہ ناز، مل اکسٹریٹے، معلوم ہوتا ہے گھر میں سونا
 کم از کم دس مرتبہ پائے جاتی ہے، بیٹے آپ کو غیب کر کے، اچھا بھائی نکھرا
 پتھان کا باریا خاندان ہے اور مدت کے بعد پھر سے ملے ہیں۔
 (باہر سے چلی کی، گواذ آتی ہے، اسی کریم، خدا اور دھڑلے آواز سے
 بکاسے میز کے رہیں اور دسے رات سے جلدی کر میں گھڑی ہے اسی ملک)
 بچا پڑے میز کی تپ جان کر تھکی مگر سب گھل جاتی ہیں اسی مگر میں۔
 (جیل پر وہ مٹا کر اندر بھٹکاتے)

جیل: محسوس! میں اندر آتا ہوں
 تفسیر: (اس کی طرف دیکھتے ہیں) آؤ اسی سخیل، بڑے ایسے وقت پر آتے
 آتے ٹیپا میں تو!
 جیل: (اور آتے سمجھتے) میدان صاف ہے، شکر ہے، ان لوگوں سے نہیں
 آج اکیلا چھڑ دیا ہے
 تفسیر: مجھ ہی ہے — چپا مار صاف جڑی کے ہاتھ سر میں حسب معمول نہ ٹیک
 کے لیے نہ عیب لے گئے ہیں رضیہ جی مانتے ہیں چلی جی ابھی ڈھنگی ہیں
 — آؤ بیٹھ جاؤ۔

(جیل سیر کا عمل کر رہے، دوا نہ دے دے لیے بال جڑوں پر پیسے)

ہوتے میں شاندار موٹا جی ہو جس ہے

جلیل : (سریے ہوں جیتے ہوئے) تو ہو کیا رہا ہے؟

منیر : اپنی سادات سدنی کا تہمت دہر رہا ہوں اور کیا ہو سکتا ہے؟

جلیل : (بہت تار سادات سدنی ایسی ظالم اور قور کچھ روز ہر مستریب کوئی دیکھ

ہو سکتے غارم کہ اسے لا میا ب الا ٹنٹ بن جاد گئے۔

منیر : مجھے جی ہی کچھ سوچا ہوا ہے اسے سمجھ ہی نہیں آتا کہ کیا کروں اور کیا رکھوں

جلیل : حال تصور تیار اپنا سہہ کہتے ہیں نہیں ان سے گھر کو زبردی کی بھی ایک

حد مرقی ہے۔ یہاں تو معاملہ آٹری حد سے بھی آٹے نکل گیا ہے۔

منیر : (فیل ہونٹوں پر دھتے ہوئے) ذرا تہمت ہو چکی ہے تو اسے کہہ دیں میں

یہ لوگ پہلے ہی تمہارے خلاف ہیں۔

جلیل : (جیب سے وہاں نکال کر چہرہ پر دھتے ہوئے) تمہاری جگہ میں ہوتا تو اب سے

دو مہینے پہلے کہہ دیتا ہوں جان : آپ نے بڑی تعلیمت کی جو قمریت کے

لیجے اتنی دھڑکے یہاں شریعت ہائے میرا روتاں روتاں آپ کا شکر گزار

ہے گا۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے کاموں میں بھی حسن ہو رہا ہو گا۔

سینیں، ریزہ کوئی ہیں میں نے۔ یہ لیجئے :

منیر : (باب الغار میں تو کھنے سے رہا۔

جلیل : (ترپیر سا جہاز سے اوی ہوئے ہیں کی یہ بندہ مستہین گوئی کر چکا ہے کوئی

منیر : (ان کا لگتے ہوئے) سوچتا ہوں کوئی ایسا طریقہ ہو کہ کچھ ٹنٹ سے نہ کھا لیتے

کھیل امان سے کچھ نہ کرو ذرا بیزار مینا بدھو۔ کچھ باتیں لگے یہ لوگ کہہ رہے
تنگ آگیا ہے

تغیر و توبہ بحکم صاحب اذرا مست دلچسپ ہے تو ارد گرد گھیراؤں میں
جیسے ان کی اپنی جان پر اپنی بر۔ عجیب حالت ہے کچھ کہہ سکتا ہوں آخر یہ
ہے اور والد میں کچھ بد میرا یہی ایک رشتہ باقی ہے۔

کھیل میں پوچھا ہوں تہ سے چپا کا پیر جیتے کے لیے اپنے بھائی کی سوت کے
یہی کہیں جوڑ میں آتا ہے پہلے یہ چار کس غار میں چپا چھپا تھا۔ میں نے
کہیں ان کا نام بھی نہیں سنا تھا۔

تغیر و توبہ جان بڑے کم تر کسی سے۔ شہ و دروں سے مناجنا، اسے ریا و پند
ہیں تھا۔ اور یہ چپا تو دھاک میں رہتے تھے۔

کھیل و کم تر نہیں تھے بھائی وہ ان لوگوں کی نظرت کو خوب لگتے تھے۔ بھائی
رشتہ داری کا مطلب صرف ذاتی مفاد جو وہاں خلوس کا کیرنگرز ہو سکتا ہے
تم زبان سے کچھ نہ کرو اپنی زبان فانی ہی میں لگی کہتے جاؤ۔ ایک نہ ایک
ان کا پیر پیرسٹ کو پہلے ہانڈ پر چھو رہو باتیں لگے سے صاحب باپ میں
کوئی بات ہے کہ بھائی کی تعزیت کے لیے آئے ہیں مع خاندان کے میدان
میں باد سے پٹھے ہیں۔ سب چیزوں پر قبضہ کر چکے ہیں اور تم پر بھی قبضہ کرنے
کی سعی رکھی ہے خاندان نے۔ اور ان صاحبزادی کا — یعنی بھائی

ہو سے دل جاتی اکی دلیز ہے ؟

منیر : وہی جوان کے والد گرامی تھا ہے ۔ سب سے زیادہ بل ان کی موت سے آئے ہیں ۔ دن رات میک اپ کی فکر رہتی ہے ۔

جلیل : درست جواب آیا ۔ اور سب دیکھا مجھے صاحب : ادکاری کی ناپا میں داخل ہو آیا ہوں

منیر : واقعی ؟

جلیل : جی (وہاں سے چہرہ پر پچھتے ہوئے) پر بار ڈاڑ گزرتے میرے ہاتھ کی ایک سیرک باپ بنا دیا ہے ۔ دارھی دلا باپ ۔ بہت بڑا حادثہ ہو گیا ہے ۔

منیر : ہاں میں غنیمت ہے سٹ پر گئے ہر یا نہیں بھی ؟

جلیل : شرمیل بھی شرمیل ہو چکی ہے (وہاں سے چہرہ پر پچھنے لگتا ہے) وہل بیکہ کر پاتا ہے) اسے میرا رد ہاں

منیر : یہ عادت دور نہیں ہوتی بھی ۔ گرمی کہیں ہے جو تم بار بار وہاں سے چہرہ پر پچھتے ہو ۔ سارا اس عادت کو ترک کر دو مجھے بڑی لہجہ ہوتی ہے اس سے

جلیل : ہاں ایک بات سہجی ہے مگر ۔ ایسٹنگ تو اب میرا پیشہ ہی ٹھہر رہا ہے کچھ نہ کہیں مزا اٹایا جاسے ؟

منیر : کیا مطلب ؟

جلیل : مطلب و مطلب نہ پوچھو ۔ میں یہ اطمینان کر لو کہ تمہیں اس جیسے ناگانی سے

نجات تمنا یہ اچھا دوست ہی دلائے گا

پھر: کچھ سمجھ میں نہ سکا۔ صاحب صاف کر پڑو خدا!

پیل: سمجھنے کی ضرورت بھی نہیں اب اجازت دو گئے۔ ٹوڈا دیو تک بھلا

مرد: اچھا! دیکھتا ہے کہ کتنے بڑے

رہیل دریاں سے پہرہ پڑھتا ہے درجنوں کوسہ سے نکل جاتا ہے، میر

دوں کی طرف تو کرنا ہے چکی آتی سے مشرق دریا سے مسجد عمر بن قیس

کے ایک جانب ہو گی۔ ریت چٹانیں گڑبڑا طرف یہ جیسو پست تاس

تھپوٹ چوٹ ٹھہریں سب دھیر میں قسم کا جیسے مراد گرائی ہوئی ریت

ہوئے۔ نند دھس جھٹکے، آوارہ موٹا ہے کئے، جیسو کی تھک، اریک

نی: کیا حال ہے بیٹا دریا دریا۔ جی چاہے لاتی ہوں کچھ انا تو حوا

جہاں کوں تھا اکیلے ہو گا۔

سیرا ہی: خوش خبری سنانے آیا تھا۔ اچیزیں گیا ہے۔

نی: (جھپٹی جاتی ہیں) اکیڑی بنے گا اور کیا بنے گا (مصرعی سکر ہٹ جیو)

پولا کرنا، اچھی بیٹا، سر میں زیادہ درد تو نہیں ہوتا نا اب؟

سیرا: کانا فرق پڑ گیا ہے جی میں

نی: پاتے کیا کر لی ہے میں نے، اگر میں جاتی ہے۔ تمہارے چہرہ کر گئے

مٹے کو وہ ایک پیٹ ڈرا ہی لیتے تھے کئے۔ میں اہی رسک ہوں گے

منیہر وہ چا جان بڑا غلٹ کر رہے ہیں۔ معمول سا درد ہے
 چوچھی : ناٹیا! معمول سا درد بھی بڑا سخت ہوتا ہے۔ مجھے بھی کبھی ہو جاتا ہے
 ہر چیز سے بیزار ہو جاتی ہوں۔ لوہہ تھارا چہرہ بھی آتا ہر اسبج۔ اگر لیٹ
 جاتا تو میں ذرا سہرا ہا دوں۔

منیہر : نہیں چکی جان! اصرانی آپ کی
 چوچھی : اٹکے بیٹا۔ میں تیری اس سی تہوں۔ مجھے بیٹے کی بڑی آرزو تھی۔ ہر عورت
 کو بیٹے کی آرزو ہوتی ہے۔ شہنے کی ایک ایسا بیٹا دے دیا ہے
 جو سکے بیٹوں سے بھی اچھا ہے۔ یہ سوک کر رہے ہو کہ سکا بیٹا کیا کرے گا
 شہ لا لاکہ لاکہ شک ہے۔

منیہر : تو میری سعادت شہ کی کا تھا نہ ہے چکی جان !
 چوچھی : (میر کی باتیں لے کر) جیتے رہو بیٹا! ہزار برس جو تھارے چچا جان بھی
 دن رات تھارا لگ چھتہ رہتے ہیں۔ کہتے ہیں نیک دھارا ہو تو ایسا ہوا
 میری فرخندہ کہ تو ہر وقت تھاری فکر رہتی ہے۔ سو سو برس لگے تو میں تارا
 پھول لگاتے کے سو کچھ نہ تھا ہی نہیں چھلتی تھے عیانی تھان کا کہ مسٹر ہے
 ہر وقت ماہر جاسنے سے چھتہ تھاری تباہی بھی بھڑکی پچھتی رہتی ہے۔

(اہر سے مارن کی آواز)

لو آگئے یہ لوگ! ارے! کہیں کہاتے والی بھی نہیں (بند آواز سے) دریا

خود میری تیار کیا

بچپن : پہل تو حال باب کو یہ بڑے ہیں ا۔

فرشتہ : آگے دل بھی ٹاٹا ہے ، مرہیں لو کی بس خود گریہ سے بھٹے رہے ہوتے

منیر : بڑا ذرا فرخندہ ، بزرگ ہی یقینی کہ یہی کہتے ہیں کیا ہوا جو تو نے یہ یقین

پر بھی ، جہاں جہاں سے ، مجی پوچھا کہ آپ کے سرور و ہائی جہاں سے

فرخندہ : دوست پرانہ کی جہاں ، یہ بات تو سمجھ آتے ہی ، چھنا یا ہے یہی

منیر : بلکہ یہ بلکہ سرور و ہائی ، جہاں سے

چھپا : دیکھو ، درالماں کی جہاں خرید کر لایا تھا ، منیر : ذرا بڑا ہو گئی ہے

ابھی دوا ہے ، وعدہ تہہ قطر سے پوچھ کر آئے ، کر بھر دھر شدہ سے

سرور و ہائی

منیر : صبر صبر ، کس سے عمل ہوتی ہے

چھپا : مر دلت تو جیسا ہے تیار ہے

پہنچا : ٹھیک ہے ہائے ہی - بڑی چھپ چھپ ، دوا ہے ، جہاں سے

منیر : تو یہی دوا ہے تہہ کی کرتی ہیں

چھپا : اچھا - اہل تو ہی اچھی دوا ہے

منیر : تو تو لے کر آئے - چھپ چھپ سے جہاں کی ہیں تو لے لیتا ہے

منیر : (چائے پیتے ہوئے) چھپ جہاں ، آپ نے بڑی تکلیف کی ہے کیا ضرورت

حق حلال میں دو لکے

میں : ہر کوئی اپنی تہذیب میں درجہ رکھتا ہے اور اسے چھوڑنا اس کی شہرت
پر مشیر ہر حق سے آپ کی ۔

ایسا : حق پر ہر حق و سرائی اس کے لئے کہ وہ مجھے بڑی انجمن میں سے ہے
میں : دور تھا ۔ اولاد کے ذمہ دور میں ترکیب سونا و سونے اور من سے اور حق
تو نے وہ تھا جسے ہمارے جان سے لیے آج تہذیب کا سب سارا لکھ کر لکھی کہ
تو نے : میں کہوں کہ اس کی ہر حق ! لکھی جائے کہ : اچھی لکھتے ، اپنی ۔
بھائی ایک دو لکے رکھ دوں میں ہوں سے لکھ

مشیر : ضرور ۔

مشیر : ایک دو بات بھائی ۔ — آہم کیا سنتے ، اب وہ :

مشیر : یا سب تہذیب ہوں

مشیر : تو آج سنیہ تہذیب ہے

مشیر : آپ کو ضرور جائیں سب مجھے ملے ہے اس میں ، پڑھتے ، پڑھتے

مشیر : مجھوں آپ کے میرے یہ علم دیکھیں سے کیا وہ بھی ۔ تو

کی باتیں میں سمجھاتے جاتے ہیں ۔

مشیر : اچھا دیکھا جاتے تو ۔ اتنی دقت مت نہ ہائے

میں : ذکر اجازت ، پناہ و مراد و مراد سولی تو جانی جان ملیں

وہ شخص ہے جس کا دل اپنے لیے نہیں دے کر نہیں دی

وہ شخص ہے جس کا دل اپنے لیے نہیں دے کر نہیں دی

وہ شخص ہے جس کا دل اپنے لیے نہیں دے کر نہیں دی

وہ شخص ہے جس کا دل اپنے لیے نہیں دے کر نہیں دی

وہ شخص ہے جس کا دل اپنے لیے نہیں دے کر نہیں دی

وہ شخص ہے جس کا دل اپنے لیے نہیں دے کر نہیں دی

وہ شخص ہے جس کا دل اپنے لیے نہیں دے کر نہیں دی

وہ شخص ہے جس کا دل اپنے لیے نہیں دے کر نہیں دی

وہ شخص ہے جس کا دل اپنے لیے نہیں دے کر نہیں دی

وہ شخص ہے جس کا دل اپنے لیے نہیں دے کر نہیں دی

وہ شخص ہے جس کا دل اپنے لیے نہیں دے کر نہیں دی

وہ شخص ہے جس کا دل اپنے لیے نہیں دے کر نہیں دی

وہ شخص ہے جس کا دل اپنے لیے نہیں دے کر نہیں دی

وہ شخص ہے جس کا دل اپنے لیے نہیں دے کر نہیں دی

وہ شخص ہے جس کا دل اپنے لیے نہیں دے کر نہیں دی

وہ شخص ہے جس کا دل اپنے لیے نہیں دے کر نہیں دی

وہ شخص ہے جس کا دل اپنے لیے نہیں دے کر نہیں دی

پہنچیں۔ یہی اہم ہے تو یہ لمحہ ہی سہم نہیں ہوتا۔ ٹڈی میرے بیٹے کو ایسے دوستوں
سے ملو دیکھو

پوچھا: رٹ پٹاک در تہا ہے
منیر: میں چاہا ہوں، کوئی سے اس چاہک نہیں سے اور ہوئی تو مجھے کیا نقصان
پہنچا ہے؟

اکرمین: آتی ہے

اکرمین: بوئی، آپ سے کوئی ملنے آئے ہیں،
منیر: مجھ سے ملنے آئے ہیں، ستر کمال بھایا ہے،

اکرمین: ڈر ٹاک در تہا ہے
منیر: اچھا! آج ملے گا ہے،

پوچھی: بٹاکوں باہر پہلے جانا طبیعت ٹھیک میں سے۔ بات کر کے رٹ پٹا
منیر: طبیعت ہوں گی ہاں (کر سے سے باہر تل جاتا ہے)
پوچھی: میرا جی سے رضیہ کے آج! منیر اب کاری موجودگی کو کچھ دیکھنے لگنے
پوچھا: جی ہاں آئے دھن تہا بیٹے تو سوچئے ہیں۔

پوچھی: (منیر) پر میرا دل تو میاں سے جاسے کو نہیں چاہتا۔
پوچھا: دل تو کسی کا بھی چاہتا۔

پوچھی: یہ فخر نہ کی بھی بہت محض خوشی کر رہی ہے۔ یہ ٹھیک نہیں سے اور اس

تادی کی بات بھی سنے رخصتی پر بھی
 کیا اقدار سے کرنا اور اسے بھائیو کیا کہ ہوا افتد و پر پیڑھا کو سے دیکھ ہنس میں
 ہے۔ میں قلائف نہ کچھ بیٹھے۔

میں۔ وہ تو میں کہہ چکی ہوں کہس ترور و پر یہ ہوا دیکھ میں تھے سے۔
 جی۔ غیب ہے۔ اس پر بشتے پر اسے کوئی اعتراض تو نہیں ہے نا۔

میں۔ اعتراض کیا ہو گا۔ ایک دن سن کر کہنے لگا: فرزندہ کو شاپک سے
 بچی دس چھپے سے۔ یہ لم بخت کوئی بھی تو کہوں سے، جب باہر جاتی ہے
 سو ڈیڑھ سو کی چیز پر جو پر لاتی ہے۔ زیادہ نہیں ہوا کہ اب تیار
 ہوں گے۔ یہ فرق تو کچھ ہی نہیں کہہ گی۔ فر دھر جاتا۔ میں علی علی سے باہر نکلا
 ہو۔ یہ شیعہ ن بڑی طرز۔ اپنی لڑکھائی سے۔ ہمارے خدوٹ اٹھا، رشنا سے۔

(بچی مشرقی دروازے میں سے علی بال سے۔ بچا ایک دروازے پر
 کھڑا رہتا ہے لچے سو چناب در چر باہر جاتے جاتے کوئی نہ جانتا
 بچیاں صدمہ ہوتا ہے۔ اس سے کچھ پیچھے ایک لڑکا آگے آگے کر کے
 کے دروازے سے۔ ہانسی کی سکوں سے۔ - دروازے میں ایک بچہ)

میں۔ یہ بچہ جیون! ایک بڑی پر اہم بیوہ ہو گئی ہے۔ یہ صاحب دروازے - ۱۵۱ -
 کہتا ہے، آگے میں ایک بڑی پر اہم لے کر۔

میں۔ یہ بچہ، گھبراتے ہوئے کہوں ہو۔ کیا بات ہوئی ہے؟ اس نے

ملاؤں سے ہوا ہے کہ جوتا ہے

منیئر: اتنا حال کہ (بڑھتی ہے) اب آگے ان کا فرض دینا تھا

چچا: امداد کیا؟

منیئر: اب ان کی طرف سے ان کی ایک رقم واجب الادا ہے

چچا: یہ ان محبت ہیں؟

منیئر: ہاں وہ گویا ٹنڈنٹر جیسے، نامور کشیدار تھیں

چچا: تو کیا فرما رہے ہیں آپ؟

منیئر: مجھے جو کچھ داتا ہے وہ خور و رکھنا چکا ہوں

منیئر: ہاں یہ میری بات ہے، آپ کے مرنے کے بعد اب ہی میرے

ذاتی طلبہ اور رہائش ہیں۔

منیئر: اسی میں ہے، ان کے پاس ہر شے کی بہت بڑی فہم ہے، ان کے پاس

کو جو یہ رنگ میں ملے، ہر شے پاک طہارت اور دور و انسانیت کے

پرست و رنجی کوئی سے ہر شے کے لئے ہم وہ ان کے پیشہ تھے، ان کے پاس

جو ہر شے میں ہے، وہی ہر شے کے لئے ساتھ ہر شے کے لئے

میں کی حسب عمل کی یاد آتی ہے، ان تمام کو بیٹھ جاتا ہوں، وہ کہہ

نہایت انسانیت کے مرہم، ان کے پاس ایسے انسان

چچا: تو طلبہ نہ تھے؟

پوڑھا۔ عرض کرتے ہیں جناب : آپ ہائے میں جہاں جان، کاروبار میں نقص نقص
موتے ہیں، جہاں سے اور کچھ بھی آدلی ایسے دوستوں سے قرض لینے پر بھی مجبور ہو
جاتے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑی بات ہے۔ آخر، اپنی موت سے پہلے جو دوسرے
انجیلڈ سے مسائلوں کے پرزے کے امور میں لگے رہتے ہیں، ان سلسلے میں اس نے
انہیں بڑی بات سول رقم سے لے لی تھی درجہ ایک ایک دے دینا تھا۔
کاروبار میں یہ موت ہی رہتا ہے۔ میں نے بھی ان سے ایک بار کیا تھی۔
قرض لیا تھا، مگر میں جی تو ٹھیکہ رقتات قائم تھے صاحبانہایت خوشگوار اور ہر دو

پچھا - تو —

پوڑھا۔ یہ تمہاری سے مسائلوں کی قیمت ایک نم گری — مگر وہ کہ جب تمہاری ہوا
نقص نہ ہو بھی حاصل نہ کر سکتے اس کے بعد اس کا چاہت تھا کہ بر کیا۔ اس کا
چیک میرے پاس ہے آپ ہائے میں ایک میں ان کی بھی رقم موجود ہے۔
آجہاں میں ایک بڑا فرس سے کہ یہ طریق آپ کو دے گا۔ مگر یہ
مجھے بھی ایسا ہر دو چاہتا تھا اور یہی ہیں گا بیٹھ کر ہائے مگر اس کے
معاوضہ سے اتنے سے حاصل سے بڑا ایک طریقہ و امور یہ سب سے بڑا ہیں
ہیں۔ میں اور کیا کر سکتا ہوں یہ مجھے چاہ (بیک مرلے میں)۔
تاک ہائے شہد

منیر علیک باطل علیک سے چاہاں تو ب کی کیا ہائے

چچی - جو وہ چھائی ہاں قوس تو یہ نہیں کرتے تھے۔

چوڑھا - میں نے سوس لیا، - مگر جو کہ یہ ایک ایسے تھا کہ جو کام کرتے تھے

بڑی سڑکی کے ساتھ کرتے تھے۔ انہی مرتبہ ہاں نے کچھ سے قرض لیا اور

بہروں مرتبہ میں نے ان سے یہ اور کسی کو گاؤں گاں خبر نہ ہوئی۔ میں آپ کو

معتق دلاؤ ہوں کہ گروہ چار دھن اور زرخہ رہ جاتے تو سب سے جتنے

مقام اور کرتے مگر مٹھی کے لیے چار پائیوں کا ٹھیکہ لے رہے تھے، یہاں

اس کام میں انہیں بہت فائدہ ہوتا۔ مگر انسان سوچتا کچھ ہے وہ ہوتا کچھ سے

منہ - چچا جی! اب آج کی رات پر ابھی نہیں رہنا چاہیے۔

چچی - عجیب بات ہے، معاملہ کچھ ہی میں ہے۔

چوڑھا - اس میں کیا عجیب بات ہو سکتی ہے بھائی جان۔ معاملہ بالکل صاف اور

روشن ہے۔

منہ - چچا جان! بچوں پر توئی مصیبت پڑے تو نہ رگ ہی رہا کہہ سکتے ہیں۔ آپ

سے مدد ہرانی ہے کہ آپ مجھے اپنا بچہ کہتے ہیں۔

چچی - کیوں نہیں

منہ - چچا! میں نے ثابت کیا کہ آپ کی کچھ رقم ملک میں ہے

چوڑھا - وہ تو مگر مگر کی رقم ہے بھائی، بالکل مگر کی

منہ - میں نے دس سو روپے لیا تھا اس وقت یہ رقم بہت بڑی رقم ہے میں

بچ دوں کہ سات آٹھ ہزار میں تو ضرور بہہ جائے گی۔ ماتی حاکم رتھ کے
اپنی گتھ میں ہے: "قنات واکر دوں گا۔"

پھر بھاء شاہ کش۔ زمین تناس مٹا کر تیا ہو — دو پونہر۔ یہ تھا
غرض قنات کے رقبہ بے شکیق چلا۔

تیسرے پچا جان! میں نے جو کچھ کہتا ہوں، درست ہے نا

چلا۔ اں — پر اکھیر بٹا ایک میں میری رتھ پانی چھوڑا۔ اس کے زور و پیش
اور بڑی مصیبت یہ ہے کہ پیرا کار و بار تباہ ہو رہا ہے۔ پر کوئی بے گور
لا خطا یا خطا۔ کار و بار کے مشعل اس نے بہت بڑی تجربہ سنائی ہیں —
سر چاروں صدیوں و اس کا کرنا۔ وہاں سنہاں۔ آج کل کسی یہ اعتبار نہ
چاہیے۔ ہم زلفت سے یہ جیسے کار و بار میں اس چھپی ہوئے

پھر بھاء! کھانی جان! آپ چنے کے سر پر رہیں۔

چھپا: لیجئے جاننا ہی چاہیے — اس وقت ہانے لایا مقصد جب ہمارا تباہ
ہو جائے۔ عیسیت ہے — جا کر خود سنبھالنا ہوں اور کیا کروں کچھ
ہوں اور میں بخیر نہ کا مارو تھا

پھر بھاء! مصیبت تو واقعی عجیب ہے — (بڑے اطمینان سے عیسے کے رومان غلام)

سے اور چہ و صاف کرتا ہے۔ بصورت و اثر میں ٹھانی سے لگ ہو جاتی ہے اس

بڑے کی بات جو مل چلا چلا ہوا ہے)

چچا : (ایک دم تھیل میں اسے چھیلے) — دھوکا خریب بھوسلی وارسی لگا کر
میں کھٹنے آتا تھا

مغیر داد دے دیتے ہوتے تھے اسکا ہنس لہجہ : منہ پر چمکے بغیر نہ رہ سکا۔
چچا : دیا ، توڑ پالیں کہ خبر کرو۔

جھیل : اکیس بیانی سنیں کہ وہ تو — میں کھٹک کر رہا تھا۔ گل میری شرتنگ
شدنا۔ میرا کا باپ نہ سوں آئی — ہی ہی ہی

چچا : تو یہ میرا کل ہو رہی تھی — پھر شوتنگ میں کرتا ہے میں ہو گی۔ تھیل کے
بے قبضہ دھوکا دیتے ہوئے شرتنگ کاٹی۔

جھیل : بی اے آپ دھوکا کی تھی نا — لال کی اٹنگ کی کوکتے میں ہی رہی
میل عیاں کہ اس سے سے نسل بہا ہے چچا مرختہ اور رضیہ
آئی ہیں کھیرائی ہوئی

چچا : کیا ہو ؟

چچا : دھوکا — خریب — وہ شیدان میں مصبوعی وارسی لگا کر جان بڑھ
دھوکا کرتے آتا تھا۔ جھیل : ہاں۔ لکھے سنا۔ اسکا ہنس ہوتے میں تو کھٹک
کر رہا تھا۔

چچا : ہاں نہ نہ — میں تو چھیل ہی کھیتی تھی۔ یہ بڑا بڑا ہے۔
چچا : وہ تو ٹوکرو منہ پر پھیننے کی عادت تھی شیدان کر۔ دھوکا لگ ہو گیا۔

ایسی حالت میں بچے کو ایسے تھکا ہوا ملا تھا کہ
 منیر لڑکھانے لگا۔ "پاپا، سے جلدی سے کھانا دینا ہے۔"

پاپا نے میرے ہاتھ لکڑیا ہوا ہے
 پاپا: "میرے چھپا سے بچا دے کہ — منیر میاں اب میں کبھی نہیں مانتا ہے۔ تو
 اطمینان رکھو، میری راجہ دلی میں کوئی ڈاکو دھوکا نہیں دے سکتا — ہم
 نہیں جانتے تھے۔ نہیں میاں!
 پاپا: "کیا حالت ہو گئی ہے بچے کی؟" — "دوڑ کر پانی کا ٹھکانہ لا۔
 جلدی کر۔"

(یہ وہ لڑکھا ہے)

خانی

کردار:

- غریب
- مسکین
- بیخ بوش

منظر

عزیز کی لڑائی کا راندہ

برآمد سے کے نیچے پانی یہ صیبا پانی پڑھوں کے سر باغ سے ہر گز
نہ دگر پہنچا تھا ہے برآمد سے کی محبت پر ایک نیلے رنگ کا بیت و شمس ہے
اس کی نیا ہٹ محو ہے تو پتہ کر چاندی درخت پر کشتی میں تھکا ہوا ہے
یہ نصف لے قریب نزدیک ہے ہر طرف سے شمس مستط ہے۔

راندہ سے کے آخری لڑنے میں عزیز اور مسعود کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ عزیز کی
لڑائی چوڑی برس کی سن سے پانچاٹھ سال، اگر دو پہنچا اور اتنی جیسا ایک مینٹی
اولیٰ سے مل میں پٹا تو اسے مسعود اس کا بے تعلقت دوست ہے۔ سردی سے پہنچا
جسے سے عینے میں منہ پید اور اکٹا ہیں دکھاتے

دروں کے پاؤں سے قریب آٹھینٹی میں کوئے جمل رستہ ہیں۔

سرد اور ٹھہرا ہے کار عزیز مغل لٹا سدا کے اس جتنے کو دیکھ رہا ہے جہاں
رنگ پر رو نہ لکھا ہے۔ آٹھینٹی کی دیکھ بڑی نظر نہیں آتی۔ اور کبھی کبھار کی آواز گرجی ہے
مسعود: (انٹائی کے میں ماڑی سے بار بار گئے کہ مٹی رات بیت گئی خدا کی پناہ
بکشتی سردی ہے۔ آخر کب تک اس سردی میں اکٹا رہیں گے؟

عزیز: میں سے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا تم میرا ساتھ نہیں لے سکتے۔ اس کی کڑی

میں چلے ہاؤ۔ میں تھا اس دم کو سرکوں کا۔

مسعود : تم اسے دم لکتے ہو۔

عزیز : تم نہیں تو اور کیا ہے تبیں کی خبر جب وہ پڑ۔ سر رانساں گھاس پر ہے
پاؤں اٹھاتا ہوا میاں آگے گا تو اس وقت کیسا عجیب و غریب منظر برآں
ہوگا۔ درپوں کے پیچھے ایک سایہ حرکت کرے گا بہت بہت آگے
بہت آگے پھر رُک جائے گا۔ — پھر آگے بڑھے گا۔ — ساہسے، حمل پر
دیکھ عجیب ایک ناقابل منظر سوال کیفیت چھا جائے گی۔ — ہر چیز ایک
پڑ سر ران گھاس ڈوب جھٹے گی۔ میرے دل کی، صرگن تیز ہو جائے گی
— یوں محسوس ہوگا۔ جیسے خوابوں کے سر تو د جزیرے میں پہنچ لی
ہوں۔ — اور وہ جتنی —

مسعود : بڑے خوبصورت فقرے ہیں

عزیز : انیسویں یہ بہت تم اس سحر انگیز وقت سے بالکل محروم ہو۔ کاتق تم نے نہ
ہو کر ڈاکٹر لکھ کیا برتا

مسعود : غم روزگار اتنی فرصت کی دجائے۔ یہ سوسائٹی تو تم لوگوں کو مائل میں
عزیز : مسعود ! مجھ معلوم نہ تھا، تم اس درجہ بہ ذوق ہو گئے، خدا کے لیے اس
محنت کی نذرانوں کو یوں پامال کر دو۔
مسعود : مگر یہ تو محسوس ہو کہ آگے آگے

عزیز: کہ تو یاد ہی پڑا سرار اپنی

مسحور: عزیز! پیش کر دے بعض تمنا یا دیکھتے کوئی سرار اپنی یہاں نہیں سکتا۔
وہ پڑا سرار اپنی وہاری زمین کو دنیا میں سانس سے رہا ہے۔ ایک فتنہ کبھی
کافی و حور اتھار نہیں کر سکتا۔

عزیز: سب اس تہ سے وہ مزبور تھے تھا۔ جہاد ٹھہر نہیں کتا تھا۔

مسحور: آہ! اعلیٰ منادی لہو ایک حق انسان ہے۔ آخر وہ تمہارے بھائی ہی تو ہے
نہ اعلیٰ مہن اپنے متکلیف محلوں میں بیٹھ کر نہ جانے کیسے کیسے عجیب و غریب
تور سے جان بچتے رہتے ہیں۔ ان کے روحانی غلوں کو عام حق تو ہے
کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔

عزیز: اس کے جب میں دہریہ کہہ گا کہ اس کو سیر دنیا میں بعض ایس باتیں
میں میں سمجھتا ہوں کہ حق سمجھنے سے ناگوار ہے۔

مسحور: آخر یہ تمہاری اپنی اور پڑا سرار شخصیت سے کون ؟

عزیز: ابھی بتا آچکا ہوں، پندرہ جیس سال گزرے یہاں اس کو بھی میں اس کا
دلف بنا تھا۔ اس شخص سے کوڑی وڑی بیچ کر کے یہ کوئی بنائی تھی۔ اس
کو بھی سے سے بے مد محبت تھی اور وہ کسی طرح بھی اس سے الگ ہونے کے
بے تیار نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر بد قسمتی یہ ہوں کہ اس کا کاروبار ایک فتنہ تہا
جو گیا اور وہ قرض کے بارگراں کے نیچے دب گیا۔ قرض خواہوں نے اس

لامب کچھ چھپیں لیا۔ یہ کرکٹ میسرے دادا جان کے ہتھ میں آئی۔ کرکٹ کے
 ہاتھ کو یہاں سے جھانکے جھانکے بٹھکے اٹھ بڑا اور ٹٹا سہنے دو چاندون
 کے بعد ہی مرگیا۔ اب اس واقعہ ترسوتا ہے۔

مسعود: رفقا! مطلب یہ سنگدل شخص باتوں کو یہاں اپنی عصب کو چھیڑا ہے
 آیا کرتا ہے

عزیز: مجھے تو اس میں کوئی عیب نہ تھا اس بات نظر نہیں آتی۔۔۔ وہ تو نہایت
 بھروسہ والا ہے اس کو مرگت کی روح سے بھی چھپ کر۔۔۔ میں سے نہ وہی
 آپس لے آتی ہے۔ شہاد لگتا ہے کچھ بھی لیتا ہے۔ اس سے نہ کہہ سکتے ہیں کہ
 نظر لگتا کی سندہ۔۔۔ اس بات پر بڑی سے تو اس نے ایک عادت کو سب
 دیکھ کر دیکھا ہے۔

مسعود: اس سے اس نے یہ اندازہ لگایا ہے جو نہ ہو اس کے عصب
 اس کی جگہ ٹوٹی ہوئی ہے جس کے دادا سے آگے میں دیکھتا
 عزیز: اس نے یہ ساری ایک مرتبہ میں کی مرتبہ دیکھا ہے

مسعود: یہ سب سنا ہے اس نے میں تجا و لبت میں ڈھٹا تھا اور وہاں
 کے دور میں شیکسپیر کی ٹریڈی سٹیٹ بھی سے مرہی آتا ہے یہی ٹوٹ
 کا مسعود کہہ کر۔۔۔ یہی وہی ہے کہ میں انیا میں بعض سے باتیں
 میں میں جہیں نہ تکی سکتی تھی سے تو مرہی ہے

حرکت : تم جو جی چاہے کہہ دو کہ میں محسوس کرتا ہوں وہ پراسرار جنسی ہیں اپنی
 جھوٹائی کے اور گرد اگر شکوہ کرتا رہتا ہے۔ پر سوں کا وہ فقر ہے۔ میں ساتھ کے
 کمرے میں جیٹا پڑا ہوں۔ ہاتھ ایک لمحے خیال ہوا کہ کوئی شخص باہر بیٹے پاؤں
 پھاسا، یا ہت۔ یہی اشیاء میں میری آنکھ لک گئی۔ یوں محسوس ہوا جیسے ایک ڈاک
 چہرہ میری آنکھوں کے سامنے نمودار ہو گیا ہے۔ اس کی آنکھوں کے ہی مقصد
 "مجھ اس کو مٹی کے ڈالے سے ڈالے سے شہر بخت لگتی۔ یہاں میرے خوابوں
 کی دنیا، ادنیٰ دنیا سے جیسا ہے کہے گا میں اسے اپنے حسین خوابوں کا ایک محل
 بھٹا۔ اہوں۔ کاش میں آخری سانس تک یہیں رہتا۔ اپنے تاق محل کی شدید
 محبت مجھے یہاں سے آتی ہے۔ میں یہاں اب اس طرح زندگی بسر نہیں کر سکتا۔
 جس طرح تم کر رہے ہو۔ مجھے وہ کوئی نہیں میں تمہیں کچھ نہیں کہتا میں اتنی آہ و سہجہ
 نہ سے کرتی صبر نہ پہنچے، اس کے فرشتے، اس کی دیواروں اور اس کی بھت
 کی ایک ایک اینٹ میں میرے دل کی، حریفیں مرنی پڑتی ہیں۔ کیا تم میری
 آواز کو پہچان کر دے گے، خانی نہات ! " اور یہ ایک میں بیدار ہو گیا۔ کھڑکی
 سے باہر دیکھا۔ گلاب کے پودوں کے پاس ایک سایہ تیزی سے گزرا ہوا تھا
 ۔۔۔ یہ سب کچھ دیکھ کر میں کس طرح ماؤں کو یہ یاد دلا رہا ہے۔ یہ کائنات
 سرگشتی سے مسودہ ! وہ دیکھو !

مسودہ : (اور دانش کی طرف دیکھتے ہوئے) کیا ہے ؟

عزیز: (سرگوش کے لیے ہیں) خدا کے لیے آہستہ۔

مسعود: ہے کن، کہاں ہے؟

عزیز: غار میں۔ ہر وہ گلاب کے پودوں کے قریب۔

مسعود: کیا تو ہے۔

عزیز: میں نہ کتا تھا۔

مسعود: عجب تھا ہے

عزیز: مجھے پاؤں آ رہا ہے وہ اور مرے کتا اس سے تھوڑا بڑا ہے

لوں گا۔ عجب بھادو۔

مسعود: اس کی کیا ضرورت ہے۔

عزیز: بھادو۔ وہ اور عمر کی آ رہا ہے۔ ریشنی دیکھ کر وہ اپنے پیرے بڑے کا۔

(سیٹی پر تار کی چھاپا ہوتی ہے۔ ایک منٹ تک تاریک رہتی ہے۔ وہ جب

وہ بارہ ریشنی ہوتی ہے تو ایک کچھ یا سوا بڑھاپا دلی میں گاہکوں کی چھاپا

ہند تیزی سے مڑھیاں ملے کرنے لگتا ہے۔ مسعود صبا ہی سے

بڑھ کر اس کا ہاتھ پڑھتا ہے)

بڑھاپا: (بڑھاپے کی آواز میں) سب سے خواہش کے لیے چھڑو۔

(عزیز بھی اٹھ کر اس کے پاس آتا ہے)

عزیز: (بے امید سے) تو رہیں، بابا! ہم قوت سے تھا، مانتا تھا، کر رہے تھے

پڑھا : اللہ جانتا ہے میں مدبور ہوں

گزر رہی : ہمیں سب کو سلام سے ۔

پڑھا : مجھے مات کر دو

مسعود : ادا کر جیتو رسی

گزر رہی : ہاں تم سے کہنے میں جو آگ روشن ہے ہم اس سے بے خبر نہیں ہیں ۔

ہمیں تم سے گہری بھدہ رہی ہے ۔

مسعود : تم کہاں سے آئے ہو ؟

گزر رہی : میں ۔

گزر رہی : موت کی سرحد سے گزرتے کے بعد میں انسان کی رہی حاکم رہتی ہے ۔

اس دنیا میں تھی ۔

مسعود : موت کی سرحد ؟ (ہنستا ہے)

گزر رہی : مسعود ! اس وقت تم لوگوں کی رسالت کا اندازہ نہیں کر سکتے !

مسعود : میں صرف یہی کہوں گا کہ اس وسیع دنیا میں بعض باتیں ایسی ہیں جنہیں

تمہاری زبان زدہ طبیعت نہیں سمجھ سکتی ، اور جس سے آدھا پاؤں لڑکھو

پر چڑھ جاتاؤ ۔ تمہارے سینے میں نہیں لگتا کہ اس سے پیش ہیں جو شے عزیز ہے

ہیں ۔ میں اس سے بے خبر نہیں

گزر رہی : اللہ تعالیٰ بخیر کرے

مسعود : ٹھہراؤ نہیں، وہاں چل کر میٹھا بارود تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔
بوڑھا : نہ، مجھے جانے دو۔

مسعود : میں کہتا ہوں بابا، تجھے سننے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔ چلو میٹھا بارود میں
سننے کی نااہلی تو سے ہمہ ردی ہے اور ہم تو یہی خبری سے واقف ہیں
اگرچہ وہ کھڑا کتے مٹھنے تو ہوں گے مگر میٹھا بارود سے کہنے لگتا ہے،
مسعود :۔۔ چلو

بوڑھا : تم — اذیان ٹھکے ہو تو دھیرا ہے (تم مجھے —
مسعود : بالکل نہیں۔

(بوڑھا کرسی پر بیٹھ جاتا ہے۔ مسعود کوٹہ آ کر کرسی کی ٹانگوں پر بیٹھ جاتا ہے اور انجینئر کرسی کے قریب سے آتا ہے۔ بوڑھا چٹا چٹا ہوتا ہے)
سے اُسے دیکھتا ہے۔

بوڑھا : کی کہتا ہوں م۔ م، مذہب تھا
مسعود : میں ہوتا ہوں۔ عزیز، سننے میں تو سراہا اجنبی کی داستان سننے کے
یہ اپنے دوالی شیش محل سے نکل کر زندگی کی آج حقیقتوں کی دنیا میں آکر
تھا یہ تو سراہا اجنبی چوری کی غرض سے یہاں آیا تھا۔
عزیز دیکھا —؟

بوڑھا : (کالہجہ ہوتی آواز میں) میں — کم سار ہوں پر —

مسعود : (بڑھے سے) بڑے میاں ! میں تم سے کچھ نہیں۔ اپنے اس دوست سے
کہ : ہوں بے غریب کو لٹتے ہیں اور پھر اپنی کوششوں میں زم زم گدیوں پر بیٹھ
کر رومانی خوابوں کے جال بنا کر رہتے ہیں۔

غریب : میں سناٹے کو کبھی نہیں۔

مسعود : بابا ! ذرا اسے سنا دیکھا دے

بوڑھا : میں ۔۔۔ میرے بچے بچے کے ہیں۔ رب واسطے مان کر دو۔ تھکے
بچے جیسے ہیں !

مسعود : بڑھے بابا میں کہہ چکا ہوں تمہیں پولیس کے حوالے ہو کر نہیں کیا جائے ؟
تم سب سے کتنی مرتبہ میاں آئے۔

بوڑھا : یہی کہتا ہوں۔۔۔ میرا ایک ہی مٹا تھا۔ دق سے مر گیا۔ اس کے ہاتھ پٹے
پھوٹے نئے ہیں۔ بچوں کی من اور میری بوڑھی۔ کب سب سے کرات آٹھ
تکے روز کہ آہوں۔ اپنا اور ان کا پیٹ کیسے بھر دوں

مسعود : تم سب سے کتنی مرتبہ میاں آئے ہو ؟

بوڑھا : بابو جی پیٹ کی آگ سب کچھ کا دیتی ہے۔۔۔ مجھے ہونے دو۔۔۔ اب
خبر کا مرچاؤں گا پر ادھر سے آؤں گا۔

مسعود : اگر صرف تمہاری بات سناں تو اب تک فاقے کر کے مر چکے ہوتے۔۔۔
مگر وہ عورتی دھنپتے۔۔۔

رکھا۔ دوجی! میں باتوں۔ اللہ — (ہر ٹوں پر نہی چھینے لگتا ہے)

سورہ : ۲۲

(دوڑا کرٹ ایک عورت دیکھنے لگتا ہے۔ مسرور اس طرح اشارہ کرتا ہے

بیچے کو ۱۰ ہونے جاو۔ دوڑا کرٹ کرتے ہوئے تھوڑے کے ساتھ

بیڑھیوں کے کے سہا جاتا ہے)

نیز : یہ معاملہ کیا تھا —

سورہ : تم کچھ نہیں۔ جان دو جو کہ خبر۔ یہ شخص تمہارے خوابوں کا پڑا سرا ہے

نہیں ہے بلکہ ان لاکھوں کہوڑوں تصاویر کا فائدہ ہے جو تمہاری ٹائمن

کوٹریوں کے ساتھ ہیں کپڑے اور روٹی کو تھکے رہتے ہیں اور پھر جرم

کرنے پر مجبور رہ جاتے ہیں۔

نیز : مسرور! چلو! مذر چل کر سوئیں طبیعت بڑی خواب رنگنی ہے۔

سورہ : اس لیے کہ تمہارا حسین خواب تیغیت کی چٹان سے ٹکرا کر پاس پاش

ہو گیا ہے

(عزیز کیل پیچھے ہٹے جاتے ہیں مسرور وہیں ٹھہر رہا ہے

پودہ جلوں سے لگتا ہے)

خواب گریز

کردار :

- اصل
- ملا
- حشمت
- سلیم

منظر

(میں وقت پر وہ اٹھتا ہے۔ ہم آقاں کو کوسے کے وسط میں ایک تختے پر بیٹھے ہوتے
 دیکھتے ہیں۔ وہ کوئی پتھر آس رہی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ بیٹھنے دیوہ میں ملے ہوئے لاک
 کو بھی دیکھتے ہوتی ہیں۔ ابھی تین بجنے میں کچھ سکینہ باقی ہیں اماں اور حیرت مگر محبت میں
 دھندلے گنہ گروں اور ٹھٹھہ بہا، مسلسل محنت اور مشقت سے دشمنوں کی ہڈیاں اور
 نکل آتی ہیں اور انھوں کے گرد معلق پڑتے ہیں۔ باس مضبوط اور صاف ہوتا ہے
 اس وقت وہ جس کوسے میں بیٹھی ہیں وہ مختصر اور سادہ ہے۔ قریب ایک دوپٹے کے
 اوپر کپڑا سیکنے کی مشین پڑی ہے۔ دوسری طرف دھنگ بچا ہے جس پر سفید چادر غرا ہوتی
 اور چٹکے لگے بالائی دو تگسیاں ہیں جس کوسے میں وہ دو دو نشست ہیں ایک مشرقی
 دیوہ میں ہے اور دالان میں کھلتا ہے اور دوسرا شمالی دیوہ میں ہے جس کے آگے ایک
 کے اٹھتے صاف اور سلیک لاکر ہے۔ مغربی دیوار میں ایک کھڑکی بھی ہے جس کا رخ
 دیوار کی طرف ہے اور جس کا اس وقت ایک پت کھلتا ہے۔ چھٹا شروع ہو چکا ہے
 دھوپ میں پہلی ہی قازت باقی نہیں رہی۔

لاکو تین بجتا ہے۔ آقاں چوٹک سے پڑتی ہیں لاکو کی طرف دیکھتے ہیں اور
 کسی قدر پریشانی ہو کر رانی کو آواز دیتی ہیں۔

وہ باتی و — اسے رانی !

وہ (دوسرے) آئی اماں

وہ مسیم آگیا ؟

وہ ایک منٹ میں آئی ہوں اس — جس کا دم ہر گیا ہے

وہ میں پر پھٹی ہوں سلیم آگیا ہے ؟

(وہ زنی اندر آتی ہے۔ طرہ بچا پس لکے ٹک جھک ہوگی)

وہ تہ اماں !

وہ کہاں ہے !

وہ کون اماں ! ابو جی ! وہ تو ابھی تک نہیں گئے تہ . میں نے سارا دم
مگر دیا ہے . کوئی صاف کو دیکھ ہے ، وری پر پرکشش پیر و اسبہ . کتابیں جی
ٹھیک ٹھاک کر دی ہیں ۔

وہ کیوں نہیں آوا ابھی تک تین نکالنے میں صبح جگنا شہ کی تھا میرے جیسے نے
وہ کل بھی بڑی دیر سے آئے تھے ۔ نہ جانے کہاں صبح ہی صبح چلے گئے تھے ۔
وہ کہاں گیا ہوگا ۔ میں کسی لائبریری یا کتابوں کی دکان میں ہوگا ۔ کتابیں لکھتے
تو پھر کسے لابی پرکشش نہیں رہتا اسے ۔

وہ اماں بات آئے تو بڑے پریشان سے تھے ۔ ہاں ٹھکے تھے ۔

وہ میرا دل ! شہ کے ، سو سال سے بڑی سادہ طبیعت کا شہ ہے ۔ دوسرے

کی طرح فیش کا تو اسے خیال تک نہیں۔

راتی : اہاں جین کی آنکھیں سُرخ عین رات دیر تک جاسکے۔ سب سے پہلے وہ
 آٹاں : پڑھتا رہا ہوگا پڑھتے کا تو اسے اتنا سوتل ہے کہ کسی وقت بھی سب سے پہلے
 سے نہیں جھپٹتا پسند کرتا یہ سوتل کچھ سہ ہے جب اس کیوں کے نیچے بھل
 میں ملے سوتے تھے تو میرا سیم چپ چاپ اپنے کمرے میں بیٹھا پڑھتا تھا۔
 باپ سوتے کئی برس بچا ہوا تھا : اس طرح صحت نہ کیا کہ صحت خراب ہو جائے لی
 پر اس کا سوتل کم نہ ہوا۔ بہت صحت میں آتل رہا۔ مرحوم باپ کی بیوی سوتل
 کہ بیٹا رات بجا کر پڑھے لیکن اس کی ٹہرنے و فانی کی سچ مروت زندہ ہوا تو
 میرے بیٹے کو کاشے کی ضرورت نہ ہوئی۔ یہ چارہ اتنی سی عمر میں دقت کا
 کہ کر کے عیش کا محتاج ہو گیا ہے۔

راتی : پر تپا میں جانوں کئی دن سے شاید دقت نہیں جا رہے
 آٹاں : تو یہ کہو راتی ! وہ تو اتنا فرس شمس بیٹا ہے کہ مارش ہو یہ کدھی
 دقت سے ماتہ نہیں کر سکتا۔

راتی : وہ — آٹاں جان دیکھتے وقت گھڑے ہیں جتنے کبھی نہیں جوتے
 شکل جاسکے ہیں اور کبھی دیر سے۔

آٹاں : آج کل دقتیں زیادہ ہو گئی ہیں۔ سب سے پہلے جاتا ہے کہ چنگا کی لڑی تو کہ
 ہاتھ سے جھپٹتی ہے۔ کمرہ صاف کر دیا ہے۔

تو ان دنوں سب کو ٹھیک ٹھاک کر رہا ہے۔ میز پر سٹریٹ کی ہاک کا۔
 اور دوسرا اتر سے ہر گشت ہے، تاڑا ڈھیر چھوڑ گیا تھا صاف کر دیا ہے
 سٹریٹ کی ہاک۔ سٹریٹ میں پتہ دوسرا پتہ ہوں گے
 اتن، جیسے تیرا اس سٹریٹ پتہ دیکھ رہا ہے اور اتن، اور نہ جہ میں
 اتن کی گلیں۔ اتن ایوں کا تھا جیسے۔ اٹھ جاتے تھے۔ یہ سٹریٹ
 ۔ بارہ کی گلیوں کی گلی میں گلی تھی

تو وہی پڑھنے کا تجربہ ہے

اعتبار نہ کرتے ہوئے، ابھی اتن:

تو اتن اتن تو بے سے یہ میرے پتہ کی حالت میں دورہ پر ابھی فری ہونے
 میں ابھی گلی کی گلی سے کون ماں سے ساری سٹریٹ پر گھر میں
 گھر سے تھی

تو اتن یہ بات ضرور ہے، دورہ میں گلی میں

تو اتن ابھی دیکھا ہی کیا سے میرے پتہ کا یاں گئے تھے پتہ
 میں رہتے ہیں میں ہوں میرے گھر سے جیسا ہے، یہ ہوا
 کی گلی میں کی گلی میں کی گلی میں کی گلی میں کی گلی میں
 اتن نے گلی میں تیرا اتن کا پتہ لکھوں پر تھا یہ درجے میں
 ہی نہیں ہونے لگا۔ کہ میں میری گلی میں۔ اٹھ اسے لکھ دے

بیشتر خوش رہے۔

رائی : (کچھ سوچتے ہوئے) آٹا یوں لگتا ہے جیسے آٹا کل کچھ پریشان نہیں۔
اماں : تجھے غلامی پڑی ہے پریشان ہوں اس کے دشمن وہ کیوں پریشان
ہوئے لگا لگا۔ اب زیادہ باتیں نہ بنا۔ جو ملے میں آگ بھجوتی ہوگی۔ سان کبھی کرے گا
رائی : جب باہر آئیں گے سالن گرم کر دوں گی۔
اماں : انٹیکسٹی ہیں مے آ۔ ذرا جلدی کر شائش۔

(رائی جلتے لگتی ہے اس کے اقدارے یک چوڑی سی تصویر بننے لگ پڑتی ہے۔)

یہ کیا گرا دیا ہے خوش ہو؟

رائی : (تصویر اٹھاتے ہوئے) تصویر ہے اماں! کسی عورت کی۔ وہ کی تصویر پڑی تھی
اماں : تو تو، ٹھاکر کی لانی ہے وہاں سے؟
رائی : آپ کو دکھانے کے لیے۔ (دیکھو، آٹا) تصویر اماں کو دکھاتے ہوئے اور سکوڑے
ہوئے) کتابیں صاف کر رہی تھی، ایک کتاب میں سے گر پڑی۔ لٹائی میں تھی۔
اماں : بہت بے وقوف عورت ہے تو۔ تجھے ٹھانے کی کیا ضرورت تھی لعل۔

رائی : میں۔ کچھ دوں جا کر

اماں : اور کیا مسلم کو تو تصویروں و ویڈیوں سے کوئی مل چکی نہیں ہے کبھی عورت
کی ہوگی۔ وہ دستوں سے کتابیں بھی تو ڈنک کر لیا کرتا ہے۔

رائی : اماں! میں جانتی ہوں یہ کون ہے جب میں نماں صاحب کے گھر میں تھی تو ایک

دہ نائن صاحب کی بیوی کے ساتھ بائی سکوپ گئی۔ وہاں یہ چاروں سہیلی
اس کا دم ہے۔۔۔ بڑوں مشورہ ہے کہ اس شہر پر۔۔۔ ڈرافٹ فرم پر۔۔۔

آٹاں : کوئی بر نہیں اس سے کیا جا کر وہی بکھوٹے اور پناہ دے
 رانی : (تھری کہ حق تو اسے دیتے ہیں) آٹاں : (غیر تو مگر یہی ہے
 آٹاں : (دراشت بھی میں) اس میں تو سے پناہ کر جائے۔
 رانی : اچھا آٹاں ! بخشش میں سے آؤں ؟

و تان و حبیب رفته شریف مریدان من است لایق پیغمبر آسمی با سوارسان کرم است
آنجائی که بزرگوار سپه شاد و دلیر ملائیکه گشته کیا سرور به فرقه انوار ارحم می در
کونا پرتاب

اور لی گریں سے ا بڑھتا ہے آں حال میں سے بارہ بیٹے لگتی ہیں۔

جسٹس آئی جی ایف آئی اور پولیس کے درمیان مسجد کے قتل کی

وہ ایک نئی دینی سنت ہے جو ان کی طرف سے مندرجہ ذیل ہے۔۔۔

نہ کھڑکی سے باہر دیکھ کر نہ میری لڑائی طمانت یا بیخود ہوا۔ نہ تیرے کے

اور لا ختمہ دے، مگر حق سبحا و بکر میں لکھ دیا ہے کہ میں تجھے مالتی سے قاتل

مشرقی اور مغربی دنیا کے درمیان مشترکات سے گفتگو کی جائے گی۔

آیات، تفسیر، ترجمہ، مسائل و احکامی دستاویز

۱۰. آپ نے لڑائیوں کی پھر کیا ہے۔ مگر کیا یہ لڑائیوں کے لئے ہے۔

تال : یہ لہو شہت ! کی دن سے تیار سے ہاں جانے کو ہی پر، رہا تھا پر کی کر اور
گھر سے صندوں ہی سے فرصت نہیں ملتی ۔

شہت : آہ پاؤں بڑا ناٹا ۔ اتنے چھوٹے سے گھر کے احسہ ہی کہا میں ؟
تال : تیری جاو ! عظیم وقت کا اس قدر پابند ہے کہ اگر اسے وقت پر کھانا تیار
تو پھر اسے کھانے کی فرصت ہی نہیں ملتی ۔ رو کر تو ہے وقت ہے بلکہ
خود ہی مس کچ کرنا پڑتا ہے ۔

شہت : آج سچم نظر نہیں رہا اور کو بھی دفتر بند نہیں ہوتا ،
تال : دفتر تو بند رہتا ہے ۔ دیکھی ! تیری جائزہ دینی میں ہو گا ۔ تم ہاں کو کچھ
تو رہا کچھ ہے ۔

شہت : دھڑلہ ، جی ہاں سوائے کتابوں کے اور کچھ اسے شہت ہی نہیں ۔
تال : شہت کا بڑا ہوا اور محسوس نہیں کرتا ، ہر وقت محالہ کچھ حرم نہ ہوا کہ ، رات
مقابلے کے امتحان میں کھیلوں کا ناٹا ، اسے اب ہاں کھڑی کیوں ہو ۔ (میشور) ۔
(شہت کو کسی پر مٹیل ہوتی ہے) ۔

شہت : آہ ! میں کچھ کھنے آئی ہوں ۔
تال : ضرور کہو دھڑلہ کی شادی کے موقع پر دو دین کو بھی کیا نکریں
ساتی ہیں ۔ رانی کو تو دوسرے رانی اور ادھر تیرا
شہت : آہ ! دیکھو میرے سے کچھ نہ ٹھکانا ۔ پیٹ میں ذرا بھی ٹھکانا نہیں ہے ۔

اس : پائے کی ایک آدھ پیال سے کیا جراسے

(دو فی آٹا چھہ)

نی : جی آٹا !

اس : جلدی چائے تیار کرو اور سالن لایا کیاتے ، ٹھنکی میں کھائے شربت نہیں

بڑے اعلیٰ ٹکے

نی : جی ۔ سے چپ ، آٹا : کیاں سے کئی ہوں ۔

اس : ابھی چائے تو تیار کی سے تیار کرو سے

شکت : آپ ! آپ جی و نو تھکت کو رہی جی ، کیا ضرورت ہے پائے کی ۔

اس : جی تو رہی : پانچ گار کرو ۔ ہوں تو دیا کہ بنی ٹھنکی تو

شکت : کھا کر بھی کچھ ہیں ۔ لے دلی ہوں ۔ رہی تم جاز

ایمانی چل مال سے

اس : کیا بت سے آخر

شکت : آپ ! میں سوچتی ہوں پتہ یہ ہے کہ میں سے کسی کو تنہا بیت ہو تو دل

میں ضرور کے ذرا رہاں پائے آئے کیو نہ اندیشہ کہ چھوڑ سکتا ہے جس

وقت ٹکڑے ہائے تواناں کر لیتا ، پڑا سے : بت یہ ہے آپ کہ ٹکڑے

آپ جی ! تو میں بارہائے بھر دیا کہ ایک : سرے : مقررہ میں دیکھ چکا ہوں

اس : آٹا : دھنیاں سے : سلو کر دیکھا ہے ۔

حشمت : جی ہاں ایک مرتبہ میں تین مرتبہ۔ آپ باقی میں یہ کرنی میں سب بات یہ ہے

ہاں کے لیے اور اس کے خفا کے لیے

کائنات : کرنی ہوگی اس کی کلاس ملو۔ اس سے صاف کیا فرق پڑتا ہے۔

حشمت : پادو اس لفظ میں فیہ کن ہونگے، ڈاندریت، شہنشاہ اس کا نام

مکمل ہے، آپ کے بھی بھتیجا تھا ہوا سر پہ ڈاندریت نامہ کس سے میں نے؟

کائنات : (اسی طرز سے) تو تو کیا اس سے ہر سے سلیم کے اخلاق پر کیا اثر پڑا؟

حشمت : دیکھ کر ہی سو میں اپنے بیٹے کو خوب سمجھتی ہوں وہ ہیں خیر حقیقت دانی

ہوں کہ جس ملک پر میری بیٹی کی پاکر آئی اور وہ اپنی شرف و آفتاب سے میرا بیٹا

بٹیاں بہتے وقت وہ بڑے سے بڑا دلور بھی اپنی ملک سے میں بل سکتا

یہ ہے مگر تو نے کیا سمجھا ہے عجب سے دیکھو حشمت! میں باقی میں اس سے میں

بس سے اس کے پس عباتی ہاں وہ پلا ہے جس نے سے لوریاں کھانا کھانا

ہے۔ جس طرح مجھے اس بات پر یقین ہے کہ میرا اس وقت زود ہونا، یہ حقیقت

ہے اسی طرح میں یہ بھی جانتی ہوں کہ میرا محنت جگر جس ہندی پر کھڑے سے وہیں

ہدی کا کرنی مقصود بھی نہیں ہے سکتا۔ کب ڈاندریت کا دل ہو دے۔ تو

تو بہ کر، میں اندھی کے چھوٹوں سے چاند کا چراغ نہیں کچھ سکتا

حشمت : اب نے تر شاہری شرمنا کر دی ہے۔ کسی ماں کو بھی اپنے بیٹے پر اتنا

ہاں یقین ہیں، ہاں بھنا آپ کو اپنے بیٹے پر ہے۔

آں :۔ یہ حقیقتِ نبوت ہے جس سے ہر کچھ ہے بھی طبع پرکھ ہے اور
جس سے کچھ ہے

حضرت :۔ آپ تو ہمیں فرودِ نبوت سے مددِ رحمت سے کرمیت کے آں سے
کہ، دینِ مرتبہ سے سہل و آسان ہے اور جہنم سے بھی اس کی ترقی
میں ہو سکتی ہے جس سے نکالت کی سے دینا چاہے بڑا کائنات اس میں
تو خورشید کو میری کپا آپ کے لئے کی ترکیبِ حیات سے دلی ہے ایسی
صاف میں کی گئے یہ حق حاصل نہیں سے کہ جو کچھ دیکھیں اور شوق اسے آپ
سے لڑ شوق آ رہا ہوں :۔ ہیں گشت ہوں ہر جا کو حق پہنچا ہے

یہ :۔ ابھی میں نہیں سے جو کچھ پہنچا ہے میں سے یہ ہے تم سے یا کچھ اور بھی کتا ہوا ہے
گشت :۔ میں کی لعل آپ تک پہنچا ہے لے لے کی حق

یہ :۔ تو شوق میں میرا ہوں اور سر میں سے مت مختلف ہے۔ وہ کسی خاص طرح سے
اس کی رفتاری میں ہے رات و دن اور ہر شے سے دینا چاہے جس سے ملی
پہنچا ہے :۔ اس سے پہنچا ہے بہ ہر جا کی رستے میں رہتا ہے :۔

حضرت :۔ تو میں وقت تک رہا ہے اس سے کہ رستے میں سے جس سے
وہ کسی :۔ رہتا ہے چاہے چاہی ہو اور آپ کو ایک رستہ

یہ :۔ یہ میں ہو سکتا ہے یہ میں رہتا

گشت :۔ :۔ اس سے میری آپ کی :۔ یہ میں گشت کے :۔ اس سے لہا ہے کہ اس سے

لافتہ رہا۔ آپ اس سے ذرا پرچھتے تو تھی۔

(گڑبڑ سے ہاتھ اٹھاتی ہے)

اماں: کیا۔۔۔ برقعہ کیوں اٹھایا؟

حشمت: اب جانا چاہئے اور بھی کئی کام ہیں۔

اماں: پاسے تو پی کر جاؤ اور سے رائی: چائے پیو نہیں ہوئی ہیں!

رائی ڈسک سے چائے سے کوئی سے اور حشمت کے سامنے میر پر رکھ دیتی

ہے حشمت پیوں برتنوں سے ٹاکر دو تین ٹکونٹ چپ چپ پیتی ہے اور

پھر بیل رکھ دو۔ دیکھو سے کئی جاتی ہے۔۔۔ اماں سے بات چیت

دلچسپی میں۔ مگر خاموش رہتی ہیں۔

رائی: کوئی تنہا سے کرائی تھیں۔

اماں: (رائی کو غصہ سے بیٹھا) اس رنگوں کی کچھ پر تو تھوڑا پڑے ہیں۔ مجھے دیکھیں

نہیں سوچتے کہ میرے پیو اور دوسرے رنگوں میں بہت فرق ہے مگر یہ

ہو سکتا ہے کہ سلیم بھی وہی رنگ پر لکے جو وہ رنگ کے گھستے ہوں۔

۔ وہ تو ایسا نہیں ٹائڈز ہے جو کچھ میں بھی اپنی رو تارائی اور حشمت

قائد رکھ سکتا ہے۔

رائی: وہی ڈنسر۔ لافتہ بہت نا تاں!

اماں: ڈنسر بڑا کوئی اور ہو۔ کیا فرق پڑتا ہے کس سے۔ جتنی تھکے تو باتیں کرت

لا مرقمہ نذر دے۔ انکسٹن کہاں ہے؟

برائی : مے آتی میں اتنی ہیں۔ کوئی شہرت ہو چکے ہیں

وہ انڈیا سے ہے۔ وہ وہاں سے پر دستار کی آواز آتی ہے

انماں : دیکھ کون ہے۔ پہلے انکسٹن رکھاؤ۔

برائی : کمرے سے نکل جاتی ہے۔ اس غمگین کے پاس کھڑی رہتی ہے۔

انکسٹن لے کر آتی ہے۔ اس پر سان کی نیل پڑی ہے۔ وہ وہاں سے ہے۔

(زور سے دے تاکہ)

جسٹس :۔ دیکھو جا کے کون ہے میرے سیم کا دست ہو گا بھٹے ٹوب

کے ساتھ بات کیا کرو اس سے وہ دستوں سے اس سے

(برائی انکسٹن ڈسٹ پر رکھ کر کہہ سے وہ نکل جاتی ہے اس میں کھڑی

ہیں وہ جھانکوں۔ بعد برائی وہاں آ جھانک پڑتیاں ہے۔

انماں :

اب نہ کیا ہے۔ پریشان کیوں ہے؟

انماں :۔ وہ وہاں سے چلا گیا ہے

اب : کہہ کہہ ہی ہے۔

انماں : سب کو کھڑے ہیں۔

انماں : اگلے کسی کو ڈھونڈتے رہے ہوں گے یہ سون خان صاحب کے نوکر

چری کی مٹی؟

کافی : اہاں — وہ کہتے تھے ہاں۔

اٹاں : میں اتنی سی بات پہ ٹھہرا گئی ہوں۔ وہ تیرے کہنے میں تو ایک ٹھیکہ کا دل سے

میرے سلیم سے لگو رہا تھا چاہتے ہوں تھے، وہ کیا کہیں گے؟

رانی : ہاں انہوں نے مجھے ٹھنکتے تھے کہ سلیم انڈیا آئے ہیں

اٹاں : ہاں بیویوں کو بولہوی سی، میا بڑا ہے۔

کافی : میری دل لعل رہا ہے ناں۔ کچھ ہونے والا ہے۔ کچھ ہو گیا ہے ناں

وہ سلیم ہی کہ

اٹاں : لکھنؤ تیز ہوتی جا رہی ہے تو — ہاں تو نہیں کہا جانا —

کافی : وہ دور دے کے وہ گھر گھر ہونگے ہیں، جیسے، جیسے — انگ ندر

پڑ گیا ہے۔ کچھ کہ نہیں سکتی

اٹاں : یہ نہیں تجھے کیا ہو گیا ہے بیٹھے بیٹھے

رانی : آپ جا کر دیکھئے تراٹاں :

اٹاں : کیا مزہ دے رہا ہے میں جانتی ہوں مجھے غلط فہمی ہوئی ہے۔

رانی : انہیں حیرت کے مار میں رکھتے تھے جنے، ناں کھڑکی کے پاس کھڑی تھیں

اور کی نکاحی ملاک پر تھی سلیم آتا ہے۔ ایک دو۔ ڈنڈا اور صحت مند لڑکا

اس وقت اس کے سر کے ناں بھرے ہوئے ہیں۔ پھر سے پر جا بجا خراشوں کے

نشانت ہیں۔ بائیں بازو کے قریب قیچی ٹٹنی ہوئی ہے اور دوسری ہاتھ سے
خول رہا ہے۔

کل - بار بار!

کل - علی!

علی - (بہت تر پرانگل رہتے ہوئے) ٹٹنی۔

علی - یہ تیری کلامات ہے میرے دل۔ ماں ٹھہرے ہوئے اور زخمی۔ اسے
کہیں گر پڑا ہے۔ دل اٹھال کر جاؤ اور ڈاکٹر کو لاؤ۔

علی - آؤں! ڈاکٹر! ضرورت نہیں ہے میرے پاس یہ کہ دانت سے درد
چند لمحوں میں باؤ پیٹ جائے گی۔ دوبارہ چاند لگایا ہوں باؤ! درد سے پر
سہاڑی بھیجے ہیں۔

اماں اسے یہ دیکھ رہی ہیں جیسے کوئی جواب دیتا ہو۔ علی یہی کہتا
ہے۔ (دل سے سہی ہے)

علی - تو - تو - کچھ کر نہیں سکتی! نکلیں جھاڑ کرٹے کو دیکھتے ٹٹنی! ہاں!
علی - میں اپنی زبان سے وہ حقیقت بتا رہی ہوں جو غصہ سے ایک انسان نہیں بتا سکتا
(اماں اسی طرح نکلیں جھاڑ کرٹے نکلیں یہی کہتا ہے)

علی - تو سنو! اپنے ٹٹنی کو سیشہ ایک مسدود بھیج دیا ہے جو نڈل کے باغ
میں ایک جھول رہی ہے۔ (کچھ تصویر بھی نکلیں کوٹنی ٹٹنی کو چھو)

سے تیرے حکم کے چڑھے طرہوں کی خبروں میں برا چلا مارا ہے تو کبھی مٹی میں
 پر مٹی پڑھتے پڑھتے سو سیاڑوں کا اور یہ سوچ کر تیرے لہرے سے نکل کر بیٹے
 اکیسواں کے مار میں اپنے بستر پر جا بیٹھی تھی۔ یہ تیرے دونوں زنا محفل تھا۔ اور تو
 اپنی غلبہ کتنی مجلس تھی لاش تو ہمیشہ غلبہ رہی۔ لاش تیرے اس حبیب غریب
 کو بھی پاگل کرتا۔ ہر رات کو جب تو مستحق کے وہ منہ نے غلبہ بالحق
 دیکھتے سو جاتی تھی جسے ہر دن اپنی عزیز ترین متوجہ حیات تھی سب سے تو میں اپنے
 غریبوں کی شادی و دی میں چلا جاتا تھا۔ جہاں میں رہتا تھا اور شہر برائی تھی
 تو سنہ شہر کا نام بھی نہیں ملتا ہوا۔ تو ایک لمحے کے لیے غیبت میں کرتی تھی
 کہ تیری۔ مہر دل کا مہر را ایک دل ایک سیکڑ پر نہایت رتی عورت کے تجھے دیا۔
 ہو جانے کا۔ سمجھتا تھا یہ شخص جذبات کا، ان سب سے جلد ہی ختم ہو جائے گا
 ۔ لیکن یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ وہ عورت میرے دل و دماغ پر چھائی۔ یہاں
 تک کہ میں نے کچھ لیا کہ ہر دن ایک دوسرے کا آٹھ پڑھے زہل کی زہر
 منزلیں کھینچ کر کھینچ کر کھینچ کر کھینچ کر کھینچ کر کھینچ کر کھینچ کر کھینچ کر
 سا جس نے اپنے دل و دماغ کے وہ زہر کھول دینے کا ارادہ کیا۔ ان میں
 تیرے ہر لمحے کے تھپہن لی گئی۔ و دست سے لے کر اپنی طرف چار دھ ایک کھول کر
 کی محبت کا کھول خیال کرتی۔ سورہ درات کی طرف چلی گئی۔ اور لڑک پی اندون
 اور حیرتوں کی لاش اپنے زب سے پر اٹھائے ٹھہر رہی تھی۔ یہ سورہ بھی میں

میرے ذہن پر گرا پر میں نے سمجھ لیا ہر جودہ سرسائی میں جو کچھ میرے ساتھ پیش
 آیا ہے وہ کوئی غیر متوقع نہیں ہے۔ اپنی آخری آئینہ کی نشانی پر مٹی کو سنبھالنے
 خود چھوٹ کر بھاڑی اور آوارہ گردی کرنے لگا۔ خیال تھا آہستہ آہستہ بڑھتا
 زندگی سکون حاصل کرے گی۔ پر وہ ظالم جس نے مجھ سے سرین کو چھین لیا تھا۔
 صرف اسی پر اکتفا نہ کر سکا۔ وہ میرے ذہنوں کو کریمینہ لگا۔ مجھ پر جس نے دیکھنے
 کے ذہن کو دیر گرا لیا تھا۔ وہ ہر جگہ میری شکست خوردہ محبت کا مذاق اڑاتا
 — ہر وقت پر ہمت طرح کے فحشے کس کو مجھے ذلیل کرنے کی کوشش کرتا۔
 — آج ایک ہرمل میں اس نے میری بے کسی کو بری طرح مذاق اڑایا۔ میرا
 خون ٹھہرنے لگا۔ میں نہیں جانتا استعمال کی حالت میں میں نے کیا کیا۔
 مجھے ہر شے اس وقت آیا جب میرے سامنے ہرمل کے فرش پر اس کا غول آوارہ
 جسم پڑا تھا۔ سب کچھ اٹھا لیا گیا۔ اس طرح ہر گیا کہ میں کچھ سمجھ ہی نہ سکا
 اور جب سمجھا تو پانی سر سے گزر چلا تھا۔

اسلم زبان پر تھوڑی پر پھیرا ہے۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئی ہیں
 دہشتیں لیے خاموش طاری رہتا ہے۔ امان جو سترا ہے آنکھیں پھاڑ پھاڑ
 کر دیکھ رہی ہیں۔ رانی جنت بنی کھڑی ہے اسلم ہاتھ سے آنسو خشک کرنے
 کی کوشش کرتا ہے۔ اب اس کی آواز میں طاعت پیدا ہو گئی ہے
 ہاں! تجھے میرے بچپن کا ایک واقعہ یاد ہے نا۔ میں کسی بارش میں ایک آنکھ کے

پچھے بھاگ رہا تھا۔۔۔ ترسے لہا تھا، نہ بھاگ بٹا، گر پڑے گا۔ راستہ
بھول جانے لگا۔ میں رُک گیا تھا۔۔۔ ماں، آج ہی سمجھو بے گھر بٹا ایک
سہوے مٹنے کے پیچھے بھاگتا بھاگتا بہت دُور چلا گیا ہے۔۔۔ ایک ایسے
راستے پر چلا گیا ہے۔ جو اُن کے اس پار تاریک مایوں کی پُر اسرار
دنیا میں گم ہو گیا ہے۔ اب تیرا بٹا واپس نہیں آئے گا بہت دُور
تکل گیا ہے۔۔۔ میں آخری بار آنسو بھری آنکھوں سے تیرے منہ کی
کوچھتاہوں، الرواع امان۔۔۔ الرواع۔۔۔

رسول کریم سے نکل جاتا ہے۔۔۔ رانی اسے مہارت
ہوئے دیکھتی ہے۔ پھر ایک ٹنٹ اماں کی طرف
بھاگتی ہے،

فی: اماں — وہ چل گیا — چل گیا، بدو اُسے۔ اماں! تو بولتی نہیں۔
— تو — — — اماں!

داناں پھرائی ہوئی آنکھوں سے
 (جس سے دلچسپی ہے)

اقاں! — تجھے کیا ہو گیا ہے؟

۱ : (خلف کو گھورتے ہوئے) رائی ! کیا میری طرح تو نے بھی کوئی بھیجا کہ خراب
دیکھا ہے۔ کتنا بھیجا کہ خراب ! میں نے دیکھا جیسے میرا سلیم آیا ہے بھرے

ہوئے بال، چہرے پر غمناک کے نشان اور زخمی اُتھ۔۔۔ وہ کہ
 رہا ہے۔ امان! میں بہت دور چھوٹی ہوں۔۔۔ ایک ایسے راستے
 پر جو اُن کے اسی پار تک ساریں کی پراسرار دنیا میں گم ہو گیا ہے
 — قرب، جاتے ہوئے بھی ایسا ہر لاکھ پنا!

ن: (دوہا کی جگہ پر) امان — پرستیا نہیں — امان!
 — تجھے کیا ہو گیا ہے — میں سناؤ ہوں — مجھے جتنی ہے وہ انجی
 آئے گا — میرا سہم آتے ہی کے گا، امان کھانا کھاں ہے، اور
 دیکھ تو — کون سے عجیب گئے ہیں، سال گرم کیسے ہو گا، شاید وہ آگیا
 ہے، تھہریں کی چاپ شمس رہی ہوں، آگیا سہم، اور مرید آؤ۔ اس
 بھیا تک خواب کا اس سے ذکر نہ کرنا، مٹا! اودہ۔۔۔

دیکھو! ذکر مٹنے لگے ہیں۔ رانی

عبادت کر انہیں تمام لیجئے ہیں)

— مجھے سمجھ چڑھو — خواب لا آؤ ابھی تک میرے دماغ پر ہے۔
 قرب — کہنے لگا — میں دور — پلا گیا ہوں — انا
 کے اس پار —

(آواز آہستہ آہستہ مدغم ہو جاتی ہے)

اور وہ گڑبڑاتی ہے (

رانی (سکیں میں) اماں و — اماں !!

(پچھو)

کتاب میلہ سنہ ۱۳۵۵
دکھائی پر اسکا دیتا دنت
کتاب دانت